سلسلۂ دار المصنفین

نمبر ۱۲

سیرت عمر بن عبد العزیز

یعنی

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے مفصل سوانح زندگی، اور اُنکے

عہدِ حکومت کے مجددانہ کارنامے

مؤلفہ

مولانا عبد السلام، ندوی

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی

مطبع معارف اعظم گڈھ میں چھپی

طبع دوم ۱۳۴۲ھ
۱۹۲۳ء

فہرست سیرۃ عمر بن عبدالعزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

دنیا مین جن لوگون نے انقلابات پیدا کیئے ہین، اونکا روشن ترین کارنامہ صرف یہ خیال کیا جاتا ہی کہ اونھون نے دنیا کی ترقی کا ایک قدم اور آگے بڑھا دیا ہی، یہی وجہ ہی کہ جب ہم فرمانروایان اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہین تو اون کے پُرعظمت کارنامون مین ہماری نگاہ صرف اس پر پڑتی ہے کہ اونکے عہد سے پہلے دنیا کا قدم کس نقطہ پر تھا، اور اونھون نے اوسکو کس مرکز پر پہونچا دیا،

چنانچہ مولانائے مرحوم نے رائل ہیروز آف اسلام کا سلسلہ شروع کیا تو اسی خصوصیت کو پیش نظر رکھکر اونھون نے مختلف سلسلے کے حسب ذیل فرمان روا‌ؤن کا انتخاب کیا:

خلفائے راشدین	حضرت عمرؓ
بنو امیہ	ولید بن عبد الملک
عباسیہ	مامون الرشید
بنو امیہ اندلس	عبد الرحمٰن ناصر
بنو حمدان	سیف الدولہ
سلجوقیہ	ملک شاہ
نوریہ	نور الدین محمود زنگی
ایوبیہ	سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس
موحدین اندلس	یعقوب ابن یوسف
ترکان روم	سلیمان اعظم

لیکن اِس باب مین اِسلام کی تاریخ تمام دنیاکی تاریخون سے مختلف ہی، اسلام کا روشن ترین زمانہ صرف وہ ہی جو رسول اللہ صلعم کی بعثت سے شروع ہوا اور خلافت راشدہ تک پہونچکر ختم ہو گیا، اسلیئے خلفائے اِسلام کا قابل فخر کارنامہ یہ نہین ہی، کہ اونھون نے دنیا کو اوس نقطۂ نورانی سے آگے بڑھایا بلکہ اونکا حقیقی شرف یہ ہی کہ اونھون نے زمانہ کو اسقدر پیچھے ہٹایا کہ وہ عہد صحابہ سے جا کر ل گیا،

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کا دورِ حکومت شروع ہوا جس مین بڑے بڑے فرمان روا گذرے، عبد الملک نے ۲۱ سال تک حکومت کی، اور اس سلطنت کی بنیاد کو مستحکم کر دیا، ولید نے اِس کثرت سے فتوحات کین اور اس کثرت سے عمارتین تعمیر کرائین کہ تمام دنیا اسلامی تمدن کا تماشاگاہ بن گئی،

لیکن ان مین صرف حضرت عمر بن عبد العزیز ایک ایسے شخص ہین جنھون نے زمانے کی باگ پھیر کر اسکو عہدِ صحابہ سے ملا دیا، اسلیئے محدثین نے اونکو مجددان اِسلام مین شمار کیا ہی، اور اونکے فضائل و مناقب مین کتابین لکھی ہین، محدث ابن جوزی نے اونکے حالات مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام سیرت عمر بن عبد العزیز ہے، ابن سعد نے طبقات مین اونکا مفصل تذکرہ کیا ہی، عبد اللہ بن عبد الحکم نے جو مصر کے سب سے بڑے محدث اور امام شافعیؒ کے دوست ہین، اونکے فضائل مین ایک کتاب تصنیف کی ہی[1]، عبد الملک بن حبیب بن سلیمان نے ایک کتاب مین اونکے فضائل جمع کیئے ہین[2]،

انکے علاوہ اسلام کی جو سیاسی تاریخین لکھی گیئن ہین، اون مین بھی انکے دورِ حکومت کی اِس خصوصیت کو خاص طور پر نمایان کیا گیا ہے، اور اسی بنا پر ہم نے ولید کو چھوڑ کر انکو اِس خاندان کا ہیرو قرار دیا ہے،

---

[1] الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب صفحہ ۱۳۲،

[2] ؍ صفحہ ۱۵۵،

محدثین نے اونکے حالات مین جو کتابین لکھی تھین اون مین ابن عبد الحکم اور عبد الملک کی کتابین پیدا ہین، البتہ محدث ابن جوزی کی کتاب کو یورپ اور مصر دونون نے چھاپ کر شائع کر دیا ہے، اور طبقات ابن سعد کی تمام جلدین بھی ہمارے سامنے آگئی ہین، لیکن اردو مین جن لوگون نے اونکے حالات لکھے ہین اونھون نے صرف سیاسی تاریخون کو پیش نظر رکھا ہی، اور ان دونون کتابون سے مطلق فائدہ نہین اوٹھایا ہی، حالانکہ اونکے اخلاق و عادات، فضائل و مناقب، اور مجددانہ کارنامون کا اصلی ذخیرہ انھی کتابون مین مل سکتا ہی اسلیئے ہم نے اور کتابون کے ساتھ ان دونون کتابون کو خصوصیت کے ساتھ اپنی تصنیف کا ماخذ قرار دیا ہی،

ہماری زبان مین حضرت **عمر بن عبد العزیز** کی متعدد سوانح عمریان لکھی گئی ہین لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہی کہ ان مرقعون مین حضرت عمر بن عبد العزیز کی تصویر کے اصلی خط و خال نمایان نہین ہو سکتے اسلیئے اونکے شایان شان ایک دوسری تصنیف کی ضرورت تھی، اور اسی ضرورت نے مجھکو اس کتاب کے لکھنے پر مجبور کیا، **وما توفیقی علیہ الا باللہ**

عبد السلام ندوی

دار المصنفین

دیباچہ

خلافت بنوامیّہ

اسلام سے پہلے تمام عرب کی طاقت کا مرکز قریش کا قبیلہ تھا، لیکن قریش کے بھی مختلف ٹکڑے ہوگئے تھے، جن مین بنو ہاشم اور بنو امیہ سب مین ممتاز تھے، رسول اللہ صلعم کی بعثت سے اگرچہ بنو ہاشم علانیہ اپنے حریف بنو امیہ سے ممتاز ہوگئے، لیکن زمانہ جاہلیت مین جمعیت اور ملکی اقتدار کے لحاظ سے بنو امیہ کا پلہ بھاری تھا،

رسول اللہ صلعم کے وصال کے بعد جب خلافت کا سوال پیدا ہوا تو دعویٰ خلافت مین صرف بنو ہاشم نے حصہ لیا، بنو امیّہ اِس سے بالکل الگ رہے، حضرت عمرؓ کے بعد اگرچہ حضرت عثمانؓ جو اموی تھے خلیفہ مقرر ہوگئے، لیکن یہ خود خاندان بنو امیہ کی ذاتی کوششون کا نتیجہ نہ تھا، بلکہ خود حضرت عمرؓ نے جن چھہ اشخاص کو خلافت کے لیے انتخاب کیا تھا اونمین وہ بھی داخل تھے، اور جب اِس نزاع کے طے کرنے کے لیے حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ ثالث مقرر ہوئے تو اونھون نے حضرت عثمانؓ ہی کا انتخاب کیا، اور اس فیصلہ پر خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی راضی ہوگئے،

خاندان بنو امیہ مین حضرت امیر معاویہؓ پہلے شخص ہین جنھون نے خود اپنی قوت بازو سے شام مین مستقل حکومت قائم کی، اور اخیر مین اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنایا اور تمام عرب سے اوسکے ہاتھ پر بیعت لی، اسلیئے خاندان بنو امیہ کی سیاسی تاریخ درحقیقت امیر معاویہؓ کے عہد سے شروع ہوتی ہی، لیکن حضرت امیر معاویہؓ نے جو حکومت قائم کی تھی اوس نے بہت کم عمر پائی، یزید اونکا جانشین ہوا تھا، لیکن اوسکی

وفات کے بعد ہی حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ نے مستقل طور پر دعویٰ خلافت کیا، اور شام و مصر کے سوا تمام دنیائے اسلام اونکے قبضۂ اقتدار مین آگئی، شام و مصر کے لوگون نے معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن چند ہی دنون کے بعد معاویہ کا انتقال ہوگیا اور اوس نے اپنی نیک نفسی سے کسی کو اپنا جانشین نہین بنایا، اب یہ دونون ملک بھی گویا حضرت عبد اللہ ابن زبیر کے حلقۂ اطاعت مین داخل ہوگئے، اور بنو امیّہ کا نام گویا صفحۂ ہستی سے مٹ گیا، کہ دفعتہً بنو امیہ کی سیاسی تاریخ کا دوسرا دور شروع ہوا، جو پہلے سے زیادہ پرعظمت، زیادہ وسیع اور زیادہ شاندار تھا، یعنی حضرت عبد اللہ بن زبیر ہی کے زمانے مین خاندان بنو امیّہ مین سے مروانی خاندان نے خلافت کے لیئے دوبارہ کوشش کی اور مروان بن حکم نے بغاوت کرکے شام و مصر پر قبضہ کرلیا، لیکن اوس نے اسقدر کم زمانہ پایا کہ اوسکے عہد مین اس خاندان کو سیاسی استقلال حاصل نہ ہوسکا، مروان کے بعد اوس کے بیٹے عبد الملک نے مروانی حکومت کا اصلی ڈھانچہ قائم کیا اور مستقل ۲۱ برس تک سلطنت کی، جس مین سات آٹھ سال اگرچہ حضرت عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ خانہ جنگی مین صرف ہوئے، لیکن ۱۳-۱۴ سال تک اوس نے نہایت اطمینان کے ساتھ تمام دنیائے اسلام پر تنہا حکومت کی،

حضرت عمر بن عبد العزیز جنکے حالات ہم لکھ رہے ہین، اسی عبد الملک کے بھتیجے تھے، اگرچہ اون کے زمانے تک خلافت کی جو ترتیب چلی آرہی تھی اوسکے لحاظ سے وہ اوس کے مستحق نہ تھے تاہم اونھون نے اپنے طرز عمل سے اپنا استحقاق قائم کرلیا، مروج الذہب مسعودی مین ہے،

اخذ عمر بن عبد العزیز الخلافة بغیر حقها ولا باستحقاق ثم استحقها بالعدل حین اخذها	حضرت عمر بن عبد العزیز بغیر استحقاق کے خلیفہ مقرر ہوئے لیکن خلیفہ ہونے کے بعد عدل و انصاف کی بنا پر اوسکے مستحق ہوگئے،

تاریخ اسلام مین اون کا دور حکومت اس لحاظ سے خاص طور پر ممتاز ہے کہ اونھون نے

خلافت راشدہ کے نظم و نسق کو دوبارہ قائم کیا، اور اونکے عہد مین تمام دنیا کو ایک بار پھر عہد صحابہ کی خصوصیات نظر آگئین، چنانچہ علامہ ابن خلدون لکھتے ہین،

وتوسطھم عمر بن عبد العزیز فنزع الی طریقۃ الخلفاء الاربعۃ والصحابۃ جھدہ،

حضرت عمر بن عبد العزیز مروانی سلسلہ کی درمیانی کڑی تھے اونھون نے اپنی تمام تر توجہ خلفائے راشدین اور صحابہ کے طریقے کی طرف مبذول کی،

بنو امیہ کا رقبۂ حکومت، حضرت عمر بن عبد العزیز نے جس ملک پر حکومت کی وہ خوش قسمتی سے نہایت وسیع ملک تھا، اسلیئے اونھون نے جس کشادہ دلی کے ساتھ ملک کو ہر قسم کے خیر و برکت سے لبریز کرنا چاہا اُسی وسعت کے ساتھ اونکے اثر کو پھیلنے کا موقع ملا،

تاریخ اسلام مین بنو امیہ اور عباسیہ باہم حریف مقابل ہین، لیکن بنو امیہ کو نہ صرف عباسیہ پر بلکہ تمام فرمانروایانِ اسلام پر یہ فضیلت حاصل ہو کہ اونھون نے اسلامی حدود حکومت کو اپنے زورِ بازو سے اِس قدر وسیع کردیا کہ تاریخ مین اوسکی نظیر نہین مل سکتی، خلفائے راشدین کے زمانہ تک صرف عرب، شام، مصر اور ایران اسلام کے حدود حکومت مین داخل تھے، لیکن خلفائے بنو امیہ نے اپنے دورِ حکومت مین اِس نقطہ کو دائرہ، اور اِس حباب کو دریا بنا دیا، اونھون نے ایک طرف تو افریقہ اور مغرب کے تمام شہرونکو فتح کرکے اندلس کو اسلامی یادگارون کا سب سے بڑا مرکز بنا دیا، دوسری طرف مشرق مین سندھ، کابل اور فرغانہ کو فتح کرکے سرزمینِ چین مین اپنا جھنڈا نصب کیا، روم کی طرف بڑھے تو قسطنطنیہ کی چہار دیواری تک پہونچکر دم لیا، جزائر مین قبرص، اقریطش (کریٹ)، اور روڈس وغیرہ کو فتح کیا، غرض مشرق، مغرب جنوب، شمال، عرب، عجم، ترک و تاتار، چینی، اور ہندی تمام قومون نے اونکے آگے سر جھکایا، اور تمام ممالک اون کے زیرنگین ہوئے،

حکومت بنو امیہ کا رقبہ اندلس کے آخری گوشون سے لیکر سندھ تک پہونچتا تھا، اور اِدھر بلاد روم

سے شروع ہوکر چین کی دیوار ون تک ختم ہوتا تھا، اور اس طرح گویا اس وقت دمشق کا پایۂ خلافت
افریقہ اور ایشیا مین برہائے اعظم کا مرکز تھا، (تفصیل نقشہ سے معلوم ہوگی) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے
اگرچہ فاتحانہ حیثیت سے اِس رقبۂ حکومت کو وسیع نہین کیا تاہم اس کو عدل وانصاف سے معمور کردیا
اور یہی ایک فرمان روا کا سب سے بڑا کارنامہ ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

نسب اور خاندان

ابوحفص کنیت اور عمر نام تھا، باپ کا نام عبدالعزیز اور ماں کا نام ام عاصم ہی پورا سلسلۂ نسب یہ ہی عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن العاص بن امیّہ بن عبدشمس،

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے والد خاندان بنوامیّہ مین ایک ممتاز اور خوش قسمت بزرگ تھے، خود اونکا بیان ہی کہ "مین مصر مین مسلمہ بن مخلد کی گورنری کے زمانہ مین گیا، تو وہان میرے دل مین چند تمنائین پیدا ہوئین اور وہ سب کی سب پوری ہوئین، میری آرزو تھی کہ مین مصر کا گورنر ہوتا میری خواہش تھی کہ مین مسلمہ کی دونون بیبیون کو اپنے حبالۂ نکاح مین لاتا، میری تمنا تھی کہ قیس بن کلیب میرا حاجب ہوتا" چنانچہ خدا نے اون کی یہ تمام امیدین پوری کین، مسلمہ کی دونون بی بیان ونکے نکاح مین آئین، قیس بن کلیب اونکا حاجب مقرر ہوا، اور پورے ۲۰ سال ۱۰ مہینے ۱۲ دن تک متصل مصر کی گورنری کی، مورخین کا بیان ہی کہ اسلام کی تاریخ مین کسی گورنر کا دور حکومت اس قدر ممتد نہین ہوا،

اون کی گورنری کا زمانہ جب ۶۵ھ سے شروع ہوا جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عبدالرحمن بن جحدم نے جو حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے مصر کا گورنر تھا مصر کے اون تمام خوارج کو جو مکہ مین حضرت عبداللہ بن زبیر کے معین و مددگار تھے، جمع کرکے تحکیم کا دعویٰ کیا، اور علی رغم حامیان بنی امیّہ لوگون نے اوسکے ہاتھ پر بیعت کی، اوس کے بعد ذوقعدہ ۶۴ھ مین عبدالعزیز کے باپ مروان بن حکم نے تمام لوگون سے اپنے ہاتھ پر بیعت لی، مصر کے لوگ اگرچہ بظاہر ابن جحدم کے طرفدار تھے لیکن درپردہ اونکا میلان مروان کی طرف تھا،

اسلیئے اونھون نے اوس کو مصر مین بلایا، مروان اکابر و اعیان کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ مصر کی طرف روانہ
ہوا، اور اپنے بیٹے عبد العزیز کو ایک فوج کے ساتھ ایلہ کی طرف روانہ کیا، ابن جحدم نے بڑے ساز و سامان
کے ساتھ مقابلہ کی تیاری کی، اکدر بن حمام اللخمی کی قیادت مین چند جنگی جہاز روانہ کیئے کہ بحری راستہ سے
شام کا رخ کرے، بری جنگ کے لیئے دو فوجین بھیجین جن مین ایک کا مقصد یہ تھا کہ عبد العزیز کو ایلہ مین
داخل نہ ہونے دے، اس فوج کا سپہ سالار زہیر بن قیس تھا، اس نے مقام بصاق مین پہونچکر عبد العزیز
کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی خود ابن جحدم نے مقام عین شمس مین مروان کا مقابلہ کیا اور تقریباً دو روز
تک معرکہ کی لڑائی ہوئی جس مین فریقین کے بہت سے لوگ کام آئے، بالآخر متعدد با اثر اشخاص نے
بیچ مین پڑکر مروان اور ابن جحدم مین مصالحت کرادی، اور مصالحت کے بعد مروان جمادی الاولی ۶۵ھ
مین داخل مصر ہوا اور دار فلفل مین اوترا جو آج مسجد جامع کے سامنے واقع ہے لیکن اوسکی بلند ہمتی نے
اس کو گوارا نہین کیا، اسلیئے اوس نے کہا کہ "خلیفہ ایسے شہر مین قیام نہین کرسکتا جس مین کوئی محل نہ ہو"، چنانچہ اوسکے
حکم سے قصر بیضا تعمیر ہوا، اوس نے لوگون کے عطیئے مقرر کیئے، اور قبیلہ معافر کے سوا تمام اہل مصر نے اوسکے ہاتھ پر
بیعت کی، مروان نے مصر مین کل دو مہینہ قیام کیا، اور رجب ۶۵ھ مین اپنے بیٹے عبد العزیز کو وہان کا گورنر
مقرر کرکے واپس آیا، رخصت کے وقت عبد العزیز نے معذرت کی کہ "اے امیر المومنین مین ایک ایسے شہر
مین جس مین میرا کوئی بھائی بند نہین ہے کیونکر قیام کرسکونگا؟" مروان نے کہا "جان پدر عام طور پر احسان کرو
سب تمھارے بھائی ہوجائینگے، سب سے کشادہ روئی کے ساتھ ملو سب تمھارے دوست بنجائینگے، تمام
روسا کو یقین دلاؤ کہ وہ تمھارے خواص مین ہین تو وہ تمھارے حامی بنجائینگے، اور اونکی تمام قوم تمھاری اطاعت
کرنے لگے گی، مین تمھارے بھائی بشر کو تمھارا ہمدم اور موسیٰ بن نصیر کو تمھارا وزیر اور مشیر مقرر کرتا ہون"،
اس کے ساتھ اور بھی بہت سی اخلاقی نصیحتین کرکے اوس سے رخصت ہوا اور واپسی کے بعد صرف دو مہینہ
تک زندہ رہا یعنی رمضان ۶۵ھ مین انتقال کرگیا،

مروان کے بعد اوسکا بیٹا عبد الملک خلیفہ ہوا اور اوس نے بھی عبد العزیز کو اس عہدے پر قائم رکھا
عبد العزیز نے اپنے زمانہ گورنری مین بہت سے قابل یادگار کام کیئے، سنہ ۶۷ھ مین ایک زرنگار محل بنوایا،
سنہ ۷۰ھ مین مصر مین طاعون آیا، تو اوس نے وہان سے نکل کر حلوان مین مستقل سکونت اختیار کر لی، اور
وہان متعدد محل و مسجدین تعمیر کروائین، اور انگور و خرما کے متعدد باغ لگوائے، سنہ ۷۷ھ مین مصر کی مسجد
جامع کو منہدم کرا کے از سر نو تعمیر کروایا، اور چارون طرف اوس مین اضافہ کیا، سنہ ۶۹ھ مین خلیج مصر پر دو
پل بندھوائے اور اوس پر اپنا نام کندہ کرایا،[1]

مذہبی حیثیت سے تعریف کی ایجاد کی یعنی عرفہ کے دن عصر کے بعد مسجد مین بیٹھنے کا طریقہ
قائم کیا،

علماء کے حقوق و احترام کو نہایت فیاضی کے ساتھ قائم رکھا عبد الرحمٰن بن حجرہ خولانی قاضی مصر
کا ہزار دینار سالانہ وظیفہ مقرر کیا، اور ابو الخیر مرثد بن عبد اللہ الیزنی کو خود اپنے یہان بلاتا تھا اور اون سے
فتویٰ لیتا تھا،[2]

شعراء کے ساتھ اسقدر فیاضانہ سلوک کیا کہ ایک بار کسی نے کثیر سے پوچھا کہ اب تم شعر کیون
نہین کہتے؟ بولا عبد العزیز کی وفات کے بعد صلہ کی کس سے توقع ہو سکتی ہے؟[3]

عام فیاضی کا یہ حال تھا کہ روزانہ ہزار طبق خود اوسکے مکان پر چنے جاتے تھے اور سو طبق مین عموماً
اہل مصر کو کھانا تقسیم ہوتا تھا، چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے،

کل یوم کانہ یوم اضحیٰ	عند عبد العزیز او یوم فطر
ہر دن عبد العزیز کے یہان	عید یا بقر عید کا دن ہوتا ہے

[1] حسن المحاضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۴،
[2] حسن المحاضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۸،
[3] حسن المحاضرہ تذکرہ عزہ،

وله الف جفنة مترعات　　كل يوم تمدها الف قدر

اون کے یہان ہزار چھلکتے ہوئے پیالے ہین　　جن کو ہزار دیگچیان لبریز کرتی ہین

عبدالعزیز نے ۸۶ھ مین ۱۴ جمادی الاوّل یوم دوشنبہ کو حلوان مین انتقال کیا، اور لاش فسطاط مین لاکر دفن کی گئی، مرتے وقت یہ الفاظ زبان پر تھے "کاش مین کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا، کاش مین ایک تنکا، یا حجازہ کا ایک چرواہا ہوتا"، متعدد شعراء نے پر درد مرثیے لکھے جن کو کندی نے اپنی کتاب ولاۃ مصر مین نقل کیا ہے[1]،

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی والدہ ام عاصم حضرت عاصم بن عمر بن الخطابؓ کی صاحبزادی تھین، علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ایک روز رات کو حضرت عمرؓ مدینہ کا گشت لگا رہے تھے کہ ایک دیوار کے نیچے تھک کر بیٹھ گئے، گھر کے اندر ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی تھی کہ "اوٹھ کر دودھ مین پانی ملا دے" لیکن لڑکی نے کہا کہ "امیر المومنین نے عام منادی کرا دی ہے کہ دودھ مین پانی نہ ملایا جائے"، ماں نے کہا کہ "اس وقت عمر اور عمر کے منادی دیکھ نہین سکتے تم دودھ مین پانی ملا دو"، اوس نے جواب دیا کہ "خدا کی قسم ایسا نہین ہوسکتا کہ مین مجمع مین امیر المومنین کی اطاعت کرون، اور خلوت مین اونکی نافرمانی کا داغ اپنے دامن پر لگاؤن"، حضرت عمرؓ نے یہ تمام گفتگو سُن لی اور اسلم سے کہا کہ "اس دروازے اور اس جگہ کو یاد رکھو"، صبح ہوئی تو اون کو بھیجا کہ پتہ لگائین کہ یہ کون عورتین تھین، اور وہ صاحب شوہر ہین یا نہین؟ وہ آئے تو معلوم ہوا کہ لڑکی کنواری اور ماں بیوہ ہے، اب حضرت عمرؓ نے اپنے تمام لڑکون کو جمع کیا اور کہا کہ "اگر مجھے نکاح کی ضرورت ہوتی تو مین خود اس لڑکی سے نکاح کر لیتا، لیکن تم مین جو پسند کرے مین اوس سے اوسکا نکاح کر سکتا ہون"، عبداللہ اور عبدالرحمان کے بیبیان موجود تھین البتہ عاصم کو نکاح کی ضرورت تھی اسلیئے اونھون نے اوس سے عقد کر لیا، اسی لڑکی سے حضرت عمر بن عبدالعزیز

[1] یہ پوری تفصیل کتاب ولاۃ مصر للکندی مطبوعہ بیروت مین مذکور ہے، دیکھو کتاب مذکور از صفحہ ۴۸ تا صفحہ ۵۸،

کی ماں ام عاصم پیدا ہوئین[1] اور اس لحاظ سے حضرت عمرؓ حضرت عمر بن عبد العزیز کے پرنانا ہوئے،

ولادت حافظ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مصر کے ایک گانون حلوان مین ۶۱ھ یا ۶۳ھ مین پیدا ہوئے[2]، لیکن علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہی کہ وہ یزید کے زمانہ خلافت مین مدینہ مین پیدا ہوئے، اور اپنے باپ کی گورنری کے زمانہ مین مصر مین نشو ونما پائی[3]، اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہی، عبد العزیز بن مروان کی گورنری کا زمانہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے، ۶۵ھ سے شروع ہوتا ہے،

اسلیے ۶۱ھ یا ۶۳ھ مین حلوان مین اون کی ولادت قرین قیاس نہین معلوم ہوتی،

تعلیم و تربیت بہرحال حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ مین پیدا ہوئے، اور وہین صالح بن کیسان کی اتالیقی مین تعلیم و تربیت پائی، صالح بن کیسان نے جس دیانت کے ساتھ اونکی مذہبی و اخلاقی نگرانی کی اوسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہی کہ ایک بار اونھون نے نماز مین تاخیر کی اور صالح بن کیسان نے اِس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ "بال سنوارنے مین دیر ہوگئی، بولے کہ اب بالون کی آرایش کو نماز پر بھی ترجیح دیتے ہو؟ چنانچہ عبد العزیز کو اس واقعہ کی خبر کی اور اونھون نے فوراً ایک آدمی روانہ کیا جس نے آکر پہلے اونکے بال مُنڈوائے اوس کے بعد بات چیت کی، غالباً یہی اثر تھا جس کی بنا پر حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون کو اپنی اولاد کا اتالیق بھی مقرر کیا[4]،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے بچپن مین قرآن مجید کا حافظہ کیا، اور عربیت اور شعر و شاعری کی تعلیم حاصل کی،

حدیث کی روایت اگرچہ مختلف شیوخ سے کی جن مین تابعین کے علاوہ متعدد صحابہ بھی شامل تھے، لیکن وہ اس مقدس فن مین زیادہ تر عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے

---

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹، [2] تاریخ الخلفاء تذکرہ عمر بن عبد العزیز، [3] تذکرۃ الحفاظ تذکرہ عمر بن عبد العزیز، [4] تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ تذکرہ صالح بن کیسان،

مرہون منت ہین تذکرۃ الحفاظ مین بالتخصیص لکھاہی کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مودب تھے، خود حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے، کہ مینے جن لوگون سے روایت کی ہے، اون مین عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کی روایتین سب سے زیادہ ہین[1]"

ان بزرگون کے فیض صحبت مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ درجہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے محدثین کو اون کے فضل و کمال کا اعتراف کرنا پڑا، علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین اونکا تذکرہ ان لفاظ مین کیا ہے،

کان اماماً فقیھاً مجتھداً عارفاً بالسنن کبیر الشان ثبتاً حجۃ حافظاً، — وہ بڑے امام، بڑے فقیہ، بڑے مجتہد، حدیث کے بڑے ماہر اور معتبر، حافظ اور سند تھے،

میمون بن مہران کا قول ہے کہ "ہم اون کے پاس اس خیال سے آئے تھے کہ وہ ہمارے محتاج ہونگے لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ ہم خود اونھین کے شاگرد ہین" بڑے بڑے علما اون سے مسائل معضلہ کے متعلق سوال کرتے تھے اور وہ نہایت برجستگی کے ساتھ جواب دیتے تھے، ایک بار حجاز اور شام کے متعدد علماء جمع ہوئے اور اون کے صاحبزادے عبد الملک سے کہا کہ آپ اون سے،

انی لھم التناوش من مکان بعید — وہ دور سے کیونکر پاسکتے ہین،

کی تفسیر کے متعلق سوال کیجئے، اونھون نے پوچھا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ تناوش من مکان بعید سے وہ توبہ مراد ہی جس کی ایسی حالت مین خواہش کیجائے جس مین انسان قادر نہو،[2]

لیکن تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد اون کو امور سلطنت کی مصروفیت نے مزاولت علمیہ کا موقع نہین دیا، اسلیئے وہ اپنے علمی سرمایہ کو محفوظ نہ رکھ سکے، اونکا خود بیان ہے کہ "مین مدینہ سے فارغ ہوکر نکلا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ جلد اصفحہ ۶۸ تذکرہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود،

[2] یہ تمام تفصیل سیرۃ عمر بن عبد العزیز مین از ۸ تا صفحہ ۹ مین ہے،

تو وہان مجھ سے بڑا کوئی عالم نہ تھا لیکن شام مین آکر سب کچھ بھول گیا، امام زہری کا بیان ہے کہ "مین نے ایک رات اون سے گفتگو کی تو اونھون نے کہا کہ "جو حدیثین آپ نے بیان کین مینے وہ سب سنی تھین، لیکن آپ نے اون کو یاد رکھا اور مین بھول گیا[۱]"،

شادی، عبد العزیز بن مروان کے انتقال کے بعد عبد الملک نے اپنی لڑکی فاطمہ سے اون کی شادی کر دی اور اونھون نے نہایت بلیغ الفاظ مین اوس کا شکریہ ادا کیا[۲]،

مدینہ منورہ کی گورنری، اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے فضل وکمال کا سب سے زیادہ موزون مظہر صرف مسندِ درس ہو سکتا تھا لیکن خاندان خلافت کے تعلقات نے اسکے لیئے مسندِ حکومت کا انتخاب کیا، پہلے وہ عبد الملک بن مروان کی طرف سے خناصرہ کے گورنر تھے[۳]، لیکن ۸۶ھ مین جب ولید بن عبد الملک سریر آرائے سلطنت ہوا تو اوس نے اون کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس عہدہ کے قبول کرنے مین لیت ولعل کیا، اور جب ولید نے اس کی وجہ دریافت کی تو اونھون نے نے چند شرطین پیش کین جن مین پہلی شرط یہ تھی کہ جو گورنر اُن سے پہلے تھے اونکے ظلم وعدوان پر اونکو مجبور نہ کیا جائے ولید نے جواب دیا کہ آپ حق پر عمل کیجیئے گو ہم کو ایک درہم بھی وصول نہ ہو[۴]، اِس معاہدے کے بعد وہ شام سے مدینہ کو روانہ ہوئے، لیکن اِس وقت عمر بن عبد العزیز وہ عمر بن عبد العزیز نہ تھے جو کبھی حضرت ابو ہریرہؓ، اور کبھی حضرت مصعب بن عمیرؓ کے قالب مین نمایان ہوتے تھے، اسلیئے شام سے نکلے تو ۳۰ اونٹون پر اونکا ذاتی ساز وسامان لدکر روانہ ہوا[۵]، مدینہ مین پہونچے تو مروان کے مکان مین اوترے نمازِ ظہر سے فارغ ہوکر فقہائے مدینہ مین سے دس بزرگون کو طلب کیا اون کے سامنے ایک تقریر کی جس کا

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ تذکرہ عمر بن عبد العزیز، [۲] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۷ و ۲۸،

[۳] تاریخ الخلفاء تذکرہ عمر بن عبد العزیز و سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۷،

[۴] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۲، [۵] ،، صفحہ ۲۳، [۶] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۹،

خلاصہ یہ تھا کہ "مینے آپ لوگون کو ایک ایسے کام کے لیئے طلب کیا ہی جس پر آپ لوگون کو ثواب ملیگا اور آپ حامی حق قرار پائینگے، مین آپ لوگون کی رائے و مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہین کرنا چاہتا، پس اگر آپ لوگ کسی کو ظلم کرتے ہوئے دیکھین یا آپ لوگون مین سے کسی کو میرے کسی عامل کے ظلم کا حال معلوم ہو تو مین خدا کی قسم دلاکر کہتا ہون کہ وہ مجھ تک اس معاملہ کو ضرور پہونچائے،" فقہا نے یہ تقریر سنی تو اون کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہوئے واپس آئے[1]،

تعمیر مسجد نبوی، گورنری مدینہ کے زمانہ مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو ناقابل فراموش یادگارین قائم کین، اون مین ایک ابدی یادگار مسجد نبوی ہی، مسجد نبوی مین اگرچہ حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ سے تغیر و اضافہ شروع ہو گیا تھا بالخصوص حضرت عثمانؓ نے تو اوس کو بہت کچھ شاندار بنا دیا تھا، لیکن اون کے بعد حضرت علیؓ کے زمانہ سے لیکر عبد الملک کے زمانہ تک کسی خلیفہ نے اوس مین کسی قسم کا تصرف نہین کیا، ولید کا زمانہ آیا تو اوس نے خاص طور پر اوس کی طرف توجہ کی اور مسجد کو نئے آب و رنگ کے ساتھ تعمیر کروانا چاہا، چنانچہ جب وہ مسجد دمشق سے فارغ ہوا تو ربیع الاول ۸۸ھ مین حضرت عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ مسجد نبوی نئے سرے سے تعمیر کیجائے، اور اوس کے پاس ازواج مطہرات کے جو حجرے اور دوسرے مکانات ہین وہ بقیمت لیکر مسجد مین شامل کر لیئے جائین، اور جو لوگ قیمت لینے سے انکار کرین اون کے مکانات بجبر لے لیئے جائین، اور اون کی قیمت فقیرون پر صدقہ کر دی جائے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے نہایت مستعدی کے ساتھ اِس حکم کی تعمیل کی،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد کو شہید کرانا شروع کیا تو اکثر فقہائے مدینہ مثلاً قاسم، سالم ابو بکر بن عبد الرحمان وغیرہ ساتھ تھے، اِن بزرگون نے مسجد کی داغ بیل ڈالی اور اوس کی بنیاد قائم کی[2]،

---

[1] طبری صفحہ ۱۱۸۳، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۴۵، ؁۵ طبری صفحہ ۱۹۳،

ولید نے جب تعمیر مسجد نبوی کا ارادہ کیا تو اوسی وقت شاہ روم کو لکھا کہ "ہم اپنے پیغمبر کی مسجد تعمیر کر رہے ہین، ہم کو مدد دو" چنانچہ شاہ روم نے لاکھ مثقال سونا، سو مزدور اور چالیس گٹھڑے فسیفسا رکے بھیجے جس کو ولید نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ مدائن کے کھنڈرون مین سے فسیفسا رتلاش کیجائے، چنانچہ جب یہ مصالح مہیا ہو گیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِس اہتمام کے ساتھ مسجد کی تعمیر کا کام شروع کروایا کہ جب کوئی کاریگر فسیفسار کا ایک بڑا درخت بناتا تھا تو اوسکو ۳۰ درہم بطور انعام کے دیتے تھے[۱]،

مسجد نبوی مین اگرچہ مختلف قسم کے تغیرات ہو چکے تھے لیکن کنگرہ اور محراب کی طرف ابتک کسی کا خیال رجوع نہین ہوا تھا، اس کی ایجاد کا شرف صرف حضرت عمر بن عبد العزیز کو حاصل ہوا چنانچہ اونھون نے مسجد کے چارون کنارے محراب قائم کروائی اور پرنالے وغیرہ سیسے کے بنوائے[۲]،

تعمیر کا کام ۸۸ھ مین شروع ہوا تھا، اور ۹۱ھ مین ختم ہوا، اسی سنہ مین ولید نے حج اور حج کے ساتھ مسجد کا معائنہ کرنا چاہا، چنانچہ جب مدینہ کے قریب پہونچا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اکابر مدینہ کو ساتھ لیکر نہایت شان و شوکت سے اوس کا استقبال کیا[۳]، ولید نے مسجد مین جا کر ہر طرف گھوم گھوم کے دیکھنا شروع کیا مسجد کے مقصورہ کی چھت پر نظر پڑی تو اوس نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ تمام چھتین اسی وضع کی کیون نہین بنوائین؟ بولے "صرف زیادہ پڑتا صرف قبلہ کی دیوار اور دونون چھتون کے درمیان ۴۵ ہزار دینار صرف ہوئے[۴]"،

فوّارہ ولید کے ایما سے حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد کے ساتھ ساتھ ایک فوارہ بھی تیار کرایا چنانچہ ولید نے حج کیا، تو فوّارہ اور مخزن آب کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اوسکے لیے بہت سے ملازم رکھے اور

---

[۱] خلاصۃ الوفا صفحہ ۱۳۹، [۲] خلاصۃ الوفا صفحہ ۱۴۰، [۳] یعقوبی صفحہ ۳۴۰، طبری صفحہ ۱۲۳۲ مین اس استقبال کی پوری تفصیل لکھی ہی، [۴] خلاصۃ الوفا صفحہ ۱۴۰،

حکم دیا کہ اہل مسجد کو اوس سے پانی پلایا جائے[1]،

تعمیر مساجد اطراف مدینہ | رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ کے اطراف مین جن جن مقامات پر نماز ادا فرمائی تھی، لوگون نے اوس جگہ تبرکاً معمولی طور پر مسجدین بنوالی تھین، حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کروایا تو ان مساجد کی طرف توجہ کی اور اون کو منقش پتھرون سے تعمیر کروایا[2]،

تعمیر چاہ و ہمواری راہ | اسی سال ولید نے حضرت عمر بن عبد العزیز اور دوسرے عمال کو لکھا کہ مدینہ اور عموماً دوسرے شہرون مین بکثرت کنوئین کھدوائے جائین، اور پہاڑون کے دشوار گذار راستے ہموار کیئے جائین[3]،

میر الحجاج کی خدمت انجام دینا | اسلام مین پالٹیکس اور مذہب چونکہ ہمیشہ سے شیر و شکر ہے اسلئے خلفاء راشدین ہی کے زمانہ سے یہ رسم قائم ہوگئی تھی کہ خود خلفاء ایام حج مین میر الحجاج بنتے تھے اور لوگون کو اپنے ساتھ حج کراتے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی اپنے زمانہ گورنری مین یہ مقدس خدمت متعدد بار انجام دی چنانچہ یعقوبی نے ان تمام سالون کی تصریح کی ہے جن مین اونھون نے لوگون کو اپنے ساتھ حج کرایا[4]،

معزولی | حضرت عمر بن عبد العزیز نے ۸۷ھ سے لیکر ۹۳ھ تک گورنری کی، اور مدینہ کے ساتھ مکہ و طائف بھی اون کے زیر حکومت رہے لیکن آخر کار ۹۳ھ مین اونکو اس عہدہ سے الگ ہونا پڑا، تاریخ طبری مین اس کی یہ وجہ لکھی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ولید کو ایک خط لکھا جس مین حجاج کے مظالم کی شکایت کی، حجاج کو اس کی خبر ہوئی تو اوس نے جل کر ولید کو ایک خط لکھا کہ عراق سے بہت سے مفسدہ پرداز لوگ جلا وطن ہو کر مکہ اور مدینہ مین آباد ہوگئے ہین جو ایک قسم کی سیاسی کمزوری ہے، ولید نے لکھا کہ مجھے دو قابل شخصون کے نام بتاؤ جو مدینہ اور مکہ کی گورنری کر سکین، حجاج نے خالد بن عبداللہ اور عثمان بن حیان کے نام لکھ بھیجے، ولید نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو معزول کرکے خالد کو مکہ کا اور عثمان کو مدینہ کا گورنر مقرر کر دیا[5]،

---

[1] طبری صفحہ ۱۱۹۵، [2] فتح الباری جلد اول صفحہ ۴۷۲، [3] طبری صفحہ ۱۱۹۶، [4] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۹، [5] طبری صفحہ ۱۲۵۶،

لیکن سیرت عمر بن عبد العزیز مین لکھا ہی کہ ۹۳ھ مین ولید نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ خبیب کو سزا دین حضرت عمر بن عبد العزیز نے اگرچہ اس حکم کی تعمیل کی اور اون کو سو کوڑے لگوائے، قیدخانہ مین محبوس رکھا، اور اون کے جسم پر ٹھنڈا پانی چھڑکوایا، تاہم اس قسم کی سفاکیان اونکی فطرت کے بالکل مخالف تھین، چنانچہ جب ان سزاؤن کے بھگت لینے کے بعد لوگ اون کو لے گئے تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے ماجشون کو بھیجا کہ جاکر اون کی حالت دریافت کر آئین، وہ آئے تو کہا کہ عمر بن عبد العزیز کو اون کی موت مین شبہہ ہی، لوگون نے چہرے سے چادر اولٹ دی، تو اونھون نے اونکو مردہ پایا، پلٹے تو اونکا بیان ہی کہ وہ پریشانی مین کبھی اوٹھتے تھے کبھی کھڑے ہوجاتے تھے، اونھون نے انتقال کی خبر سنائی تو حضرت عمر بن عبد العزیز زمین پر گر پڑے اور انا للہ پڑھتے ہوئے اوٹھے، اور گورنری سے استعفا دیدیا،[1]

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۳۵،

خلافت

اگرچہ تمام خاندان بنو امیہ مہمات امور مین حضرت عمر بن عبد العزیز کی طرف رجوع کرتا تھا[1]
لیکن سلیمان بن عبد الملک کو اون پر اسقدر اعتماد تھا کہ اوس نے اون کو گویا اپنا وزیر بنالیا تھا[2] اس بنا پر
اوس کے بعد جو لوگ خلافت کے مستحق ہو سکتے تھے اون مین ایک حضرت عمر بن عبد العزیز بھی تھے، چنانچہ
جب عہد نامۂ خلافت پر سلیمان بن عبد الملک نے گمنام طریقہ سے بیعت لی تو خود حضرت عمر بن عبد العزیز کو
خیال پیدا ہوا کہ قرعہ فال کہین اون کے نام تو نہین پڑا؟ آخر کار اونکا یہ خیال صحیح نکلا، چنانچہ سلیمان بن
عبد الملک جب مقام وابق مین جو فوج کا اجتماع گاہ تھا، ۹۹ھ مین بیمار ہوا اور اوس کو زیست سے مایوسی
ہوئی تو اوس نے پہلے اپنے نابالغ لڑکے ایوب کو ایک وصیت نامہ کے ذریعہ سے اپنا ولی عہد مقرر کیا،
لیکن رجاء بن حیوۃ نے اِس سے اختلاف کیا کہ خلیفہ کا سب سے زیادہ قابل یادگار کارنامہ یہ ہے کہ وہ
صالح شخص کو اپنا جانشین بنائے یہ سنکر سلیمان نے کہا کہ "ابھی مینے عزم مصمم نہین کیا ہے اسپر غور کرونگا"
چنانچہ اوس نے دو ایک روز کے بعد اوس وصیت نامہ کو چاک کر دیا، اور رجاء بن حیوۃ کو بلا کر پوچھا کہ
داؤد بن سلیمان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ داؤد اوس وقت قسطنطنیہ مین تھے، رجاء نے کہا آپ کو
کیا معلوم ہے کہ وہ زندہ ہین یا مر گئے؟ سلیمان نے کہا تو پھر تمہاری نگاہ کس پر پڑتی ہے؟ بولے "آپ نام
لیجئے مین اوس پر غور کرونگا" سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ رجاء نے
کہا کہ "وہ نہایت برگزیدہ مسلمان ہین" سلیمان بولا "میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن اگر مین اون کو خلیفہ

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۴۴، [2] حسن المحاضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ و تاریخ الخلفاء تذکرہ سلیمان بن عبد الملک،

مقرر کروں، اور عبد الملک کی اولاد کا بالکل لحاظ نہ کروں تو ایک فتنہ اوٹھ کھڑا ہوگا اور جب تک مین ان مین کسی کو اون کے بعد ولی عہد نہ بنالوں وہ لوگ اون کی خلافت کو تسلیم نہ کرینگے، اسلیئے یزید بن عبد الملک کو اون کے بعد ولی عہد بناتا ہون، میرا یہ طرز عمل اون کو تسکین دیدیگا،

رجاء نے بھی اِس سے اتفاق کیا اور سلیمان نے خود اپنے ہاتھ سے عہد خلافت لکھا، اور اوسکو مہر بند کر کے کعب بن جابر افسر پولیس کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے تمام خاندان کو ایک جگہ مجتمع کرین، وہ لوگ جمع ہوئے تو اوس عہد نامہ کو رجاء کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ میری تحریر ہے، اون کو حکم دو کہ جس کو مینے خلیفہ مقرر کیا ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت کرین، رجاء نے اون کو خلیفہ کا یہ حکم سنایا تو سب نے سمعنا و اطعنا کہا اور پوچھا کہ کیا ہم خلیفہ کے پاس جاکر سلام عرض کرسکتے ہین ؟ رجاء نے کہا ہان، چنانچہ جب وہ لوگ اندر گئے تو سلیمان نے رجاء کے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرا وصیت نامہ ہی جس کو مینے خلیفہ مقرر کیا ہے اوس کے ہاتھ پر بیعت کرو، اور اوس کے فرمانبردار بنو، اِس پر سب نے الگ الگ بیعت کی، چونکہ یہ بیعت گمنام تھی اسلئے جب تمام خاندان کے لوگ ہٹ گئے تو مستحقین خلافت مثلاً ہشام بن عبد الملک اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے متعلق سوال کیا لیکن رجاء نے اِس تحریر کو بالکل صیغۂ راز مین رکھا، اور کسی کو اوس کے ایک حرف سے بھی اطلاع نہ دی، اس کے تین دن بعد سلیمان نے انتقال کیا، لیکن رجاء نے نہایت اہتمام کے ساتھ اوس کی موت کو چھپایا اور دروازے پر نہایت معتبر اشخاص کو بٹھادیا کہ کوئی شخص لاش تک جانے نہ پائے اور دوبارہ تمام خاندان بنو امیہ کو مسجد دابق مین جمع کیا اور نئے سرے سے بیعت لینا چاہی لیکن اون لوگون نے کہا کہ جب ہم ایک بار بیعت کر چکے ہین تو کیا دوبارہ پھر بیعت کرین، رجاء نے کہا کہ یہ امیر المومنین (سلیمان) ہین انکا جو فرمان ہو اور جس کو اونھون نے خلافت کے لیئے انتخاب کیا ہی اوس کے لیۓ بیعت کرو، سب نے پھر ایک ایک کرکے بیعت کی، اب جبکہ رجاء کو یقین ہوگیا کہ معاہدہ

بیعت مستحکم ہو گیا تو اونھون نے وصیت نامہ کا مضمون پڑھکر سنایا اور سلیمان کی موت کی خبر دی، حضرت عمر بن عبد العزیز کا نام آیا تو ہشام بن عبد الملک نے کہا کہ "ہم اون کے ہاتھ پر قیامت تک بیعت نہین کر سکتے" بولے کہ "خدا کی قسم اوٹھو اور بیعت کرو ورنہ تمہارا سر قلم کر دون گا" اس کے بعد رجاء نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر کھڑا کر دیا، اور اونھون نے اس بار عظیم پر اور ہشام نے اپنی ناکامی پر (انا للہ) پڑھا،

اِن تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد سلیمان بن عبد الملک کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا اور خود حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی، اور خود اوس کو قبر مین اوتارا، تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد تمام شاہی سواریان، جس مین خچر اور ترکی گھوڑے وغیرہ تھے حاضر کئے گئے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ "میرا خچر میرے لیئے کافی ہو" یہ کہکر اون کو واپس کر دیا، افسر پولیس نیزہ لیکر آگے آگے چلا تو اوسکو ہٹا دیا اور کہا کہ "مین بھی تمام مسلمانون کی طرح ایک مسلمان ہون"

واپسی کے وقت لوگون کو خیال ہوا کہ قصر خلافت مین نزول اجلال ہو گا، لیکن چونکہ اوس مین سلیمان کے اہل و عیال تھے، اسلیئے اپنے ہی خیمہ مین اوترے، اور کہا کہ "میرا خیمہ میرے لیئے کافی ہو" اندر داخل ہوئے تو لونڈی نے اون کے بشرے کو دیکھکر کہا کہ "آپ شاید متردد ہین" بولے کہ "یہ تشویشناک بات ہی ہو، مشرق و مغرب مین امت محمدیہ کا کوئی فرد ایسا نہین ہو جس کا مجھ پر حق نہ ہو اور بغیر مطالبہ و اطلاع اوسکا ادا کرنا مجھپر فرض نہ ہو" اِس کے بعد مسجد مین آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا جس کا خلاصہ یہ ہو،

لوگو! مجھ پر خلافت کا بار بغیر اسکے کہ مجھ سے رائے لیجاتی، یا مین اوسکا خواستگار ہوتا، یا عام مسلمانون سے مشورہ لیا جاتا ڈالدیا گیا، میری بیعت کا جو قلادہ تمہاری گردنون مین ہے مین اوس کو خود نکال لیتا ہون، اب جس کو پسند کرو اپنا خلیفہ مقرر کرو،

اِس خطبہ کو سُنکر تمام لوگون نے بآواز بلند کہا کہ "ہم نے آپ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا، اور آپ کی خلافت پر

راضی ہوئے، جب یہ ہنگامہ خاموش ہوا تو اونھون نے حمد و نعت کے بعد ایک مفصل تقریر کی جسمین لوگون کو تقویٰ، فکر آخرت اور تذکر موت کی طرف توجہ دلائی اور آخر مین باواز بلند فرمایا کہ

لوگو! جو شخص خدا کی اطاعت کرے، اوس کی اطاعت واجب ہی، اور جو شخص اوس کی نافرمانی کرے اوس کی فرمان برداری جائز نہین، جب تک مین خدا کی اطاعت کرون میری اطاعت کرو، اور اگر مین اوس کی نافرمانی کرون تو میری فرمانبرداری تم پر فرض نہین ہے،

یہ سب کچھ ہو چکا لیکن عبد العزیز بن ولید کو اب تک حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت اور بیعت کا حال معلوم نہین تھا، اسلئے جب اوسکو سلیمان بن عبد الملک کی موت کا حال معلوم ہوا تو اپنے ہمراہیون سے اپنے ہاتھ پر بیعت کی، اور اون سے بیعت لیکر دمشق کا رخ کیا کہ وہان بھی چل کر لوگون سے بیعت لے، دمشق پہونچا تو معلوم ہوا کہ خود سلیمان کی وصیت کے موافق لوگون نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت پر بیعت کر لی ہی، اب حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا تو اونھون نے اس کے متعلق استفسار کیا، اوس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ لاعلمی مین ہوا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ خود سلیمان نے کسی کو خلیفہ مقرر کیا ہی اسلئے میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ لوگ مال و دولت کو لوٹ نہ لین، اس خیال سے مینے اپنے ہاتھ پر بیعت لی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ "اگر لوگ تمھارے ہاتھ پر بیعت کر لیتے اور تم امور خلافت کو سنبھال لیتے تو مین تم سے بالکل اختلاف نہ کرتا، اور اپنے گھر مین بیٹھ رہتا" اب عبد العزیز نے یہ کہکر کہ "مین آپ کے سوا کسی کو اسکا مستحق نہین سمجھتا، اونکے ہاتھ پر بیعت کر لی،،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان تمام مراحل کے بعد امور خلافت کی طرف توجہ کی، ایک کاتب بلوایا اور نہایت مختصر الفاظ مین ایک فرمان لکھوا کر تمام ممالک محروسہ مین بھیجا، قسطنطنیہ مین جو فوج مقیم تھی، وہ رسد کی کمی سے بالکل فاقہ مست ہو رہی تھی اوسکے لئے غلہ روانہ کیا اور اوس کو واپس بلا لیا، سلیمان بن عبد الملک نے عام حکم دیا تھا کہ ہر جگہ سے گھوڑے جمع کرکے باہم گھوڑ دوڑ کرائی جائے،

ابھی گھوڑدوڑ کا زمانہ نہین آیا تھا کہ اوس کا انتقال ہوگیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز اگرچہ بذات خود اِس کو ناپسند فرماتے تھے تاہم لوگون نے سفارش کی کہ تمام لوگ دور دور سے تکلیف اوٹھا کر گھوڑے لائے ہین، اسلیئے گھوڑدوڑ کی اجازت دی اور جن لوگون کے ہاتھ میدان رہا اون کو انعام دلوائے،

مختلف شہرون مین عمال وقضاۃ مقرر فرمائے، جن کے نام طبقات ابن سعد مین بہ تفصیل مذکور ہین[1]،

[1] یہ پوری تفصیل طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبدالعزیز اور سیرۃ عمر بن عبدالعزیز باب دوازدہم سے ماخوذ ہے،

اموال مغصوبہ کی واپسی

خلفائے بنو امیہ نے رعایا کے مال و جائداد پر ظالمانہ قبضہ کرلیا تھا، اونکا واپس دلانا ایک مجدد خلافت اسلامیہ کا سب سے مقدم فرض تھا، اور تائید ایزدی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے سب سے پہلے یہی خدمت انجام دلائی، وہ جب سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین اور خلافت کے ابتدائی مراحل کو طے کر کے مکان پر واپس آئے تو قیلولہ کرنا چاہا، لیکن اسی حالت مین اونکے صاحبزادے عبدالملک نے آکر کہا کہ "آپ اموال مغصوبہ کی واپسی سے پہلے سونا چاہتے ہین" حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عذر کیا کہ مینے سلیمان کی تجہیز و تکفین مین شب بیداری کی ہے اسلئے نماز ظہر کے بعد یہ خدمت انجام دونگا، لیکن عبدالملک نے کہا کہ ظہر کے وقت تک آپکی زندگی کا کون ذمہ وار ہو سکتا ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر اس فقرہ کا اس قدر اثر ہوا کہ اون کو پاس بلا کر لپٹا لیا اور اون کی پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ "اوس خدا کا شکر ہے جس نے مجھکو ایک ایسی اولاد دی جو مجھکو مذہبی کامون مین مدد دیتی ہے" اب قیلولہ کا خیال خواب فراموش ہوگیا، اور فوراً اوٹھ کر منادی کرائی کہ لوگ اموال مغصوبہ کے متعلق اپنی شکایتین پیش کرین،[1]

دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے میمون ابن مہران، مکحول اور ابو قلابہ سے اس معاملہ مین مشورہ کیا تو مکحول نے دبی زبان سے اپنی رائے ظاہر کی جس کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ناپسند فرماکر میمون بن مہران کے چہرے کی طرف دیکھا، میمون نے کہا کہ "اپنے صاحبزادے عبدالملک کو بھی طلب فرمایئے، وہ ہم لوگون سے کم صائب الرائے نہین ہین"، عبدالملک آے

---

[1] سیرۃ عمر بن عبدالعزیز،

تو اون سے پوچھا کہ لوگ اموال منصوبہ کا مطالبہ کر رہے ہین، اِس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہی؟ بولے "آپ اونکو فوراً واپس کر دیجئے، ورنہ جن لوگون نے ان پر غاصبانہ طریقہ سے قبضہ کیا ہی آپ بھی اون کے شریک کار ہونگے"

اب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منبر پر چڑھکر لوگون کی جائدادین واپس دلانا شروع کین چونکہ خود بھی خاندان بنو امیہ کے رکن تھے اسلیئے سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے خاندان سے ابتدا کی اور جاگیر دن کی جو سندین تھین اون کی نسبت اپنے مولیٰ مزاحم کو حکم دیا کہ وہ پڑھ پڑھ کر سناتے جائین، وہ ان سندون کو پڑھ پڑھ کر سناتے جاتے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اون کو مقراض سے کترتے جاتے تھے، اونکی یہ جاگیرین عرب کے مختلف حصون، مثلاً یمن، اور یمامہ وغیرہ مین پھیلی ہوئی تھین، حضرت عمر بن عبدالعزیز ان سب سے دست بردار ہوگئے، یہانتک کہ ایک انگوٹھی کا نگینہ جو انکو ولید نے دیا تھا اوسکو بھی واپس کر دیا، مزاحم سے یہ دیکھا نہ گیا، اور بولے کہ اولاد کی معاش کا کیا سامان ہوگا؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے رخسارون پر آنسو جاری ہوگئے اور بولے کہ "اون کو خدا پر چھوڑتا ہون" اپنے اور اپنے اہل وعیال کے مصارف کیلئے صرف خیبر اور ایک نہر کو محفوظ رکھا جس کو اونھون نے اپنے عطیہ کی آمدنی سے کھدوایا تھا، اور جس کا سالانہ منافع کم وبیش ۱۵۰ دینار تھا، لیکن جب خیبر کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے عہد تک تمام مسلمانون کا عام حق تھا لیکن حضرت عثمان رض نے اوس کو اپنے عہد خلافت مین اوس کو مروان کی جاگیر مین دیدیا جو وراثۃً بعد وراثۃٍ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے قبضہ مین آیا تو اوسکو بھی واپس کر دیا اور صرف نہر کو باقی رکھا،

سب سے زیادہ اہم معاملہ باغ فدک کا تھا جو اس وقت اونکے قبضہ مین تھا، ابن سعد نے لکھا ہی کہ جب وہ خلیفہ ہوئے تو اونکی اور اونکے اہل وعیال کی معاش کا تمام تر دارومدار صرف فدک پر تھا جسکی سالانہ آمدنی ۱۰ ہزار دینار تھی، لیکن خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اونھون نے فدک کے متعلق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلفائے راشدین کے طرز عمل کا پتہ لگانا شروع کیا، جب انکشاف حقیقت ہوا تو عام مروانی خاندان کو جمع کر کے کہا کہ فدک خاص رسول اللہ صلعم کا خالصہ تھا جس کی آمدنی آپ اپنے

اور بنو ہاشم کی مختلف ضروریات مین صرف کرتے تھے، خود فاطمہؓ نے آپ سے اوسکو مانگا تھا، لیکن آپ نے انکار فرما دیا تھا، حضرت عمرؓ کے زمانہ تک اسی کے موافق عمل ہوتا رہا لیکن اخیر مین مروان نے اوس کو اپنی جاگیر مین داخل کر لیا، اس کے بعد وہ میرے قبضہ مین آیا لیکن جو چیز رسول اللہ صلعم نے فاطمہؓ کو نہین دی اوس مین میرا کوئی حق نہین ہے، اور مین تم کو گواہ بناتا ہون کہ فدک کی جو حالت عہد رسالت مین تھی اوس کو اوسی کی طرف لوٹاتا ہون، چنانچہ اسکے متعلق ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ایک خط لکھا کہ مجھے تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ فدک سے فائدہ اوٹھانا میرے لیئے جائز نہین، اسلئے مین اوس کو اوسی حالت پر لانا چاہتا ہون جو رسول اللہ صلعم اور خلفائے راشدین کے زمانے مین تھی، جب آپ کو میرا یہ خط ملے تو اوس کو ایک ایسے شخص کے قبضہ مین دیجیئے جو تمام حقوق کی محافظت کیسا تھ اوس کی نگرانی کرسکے[1]،

اون کی بی بی فاطمہ کی ایک لونڈی تھی جس پر وہ قبل خلافت فریفتہ تھے، خلافت کے بعد وہ ایک دن بن سنور کر اون کے سامنے آئی، تو اونھون نے پوچھا کہ تم فاطمہ کی ملک مین کیونکر آئین؟ بولی کہ حجاج نے کوفہ کے ایک عامل پر تاوان لگایا تھا، اور مین اوس کی مملوکہ تھی حجاج نے مجھے انتخاب کیا اور عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجدیا مین اوس وقت بالکل بچہ تھی اسلیئے عبدالملک نے مجھے اپنی لڑکی فاطمہ کو دیدیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا کہ وہ عامل کیا ہوا؟ بولی کہ "مرگیا، البتہ اوس کی اولاد موجود ہے، جن کا حال نہایت برا ہے"، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فوراً اون کو طلب کر کے اونکا تمام مال مع اوس لونڈی کے واپس کر دیا، لونڈی چلنے لگی تو بولی کہ آپ کا عشق کیا ہوا؟ بولے کہ وہ ابتک ہے، بلکہ اور

---

[1] ابوداؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی صفایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اموال وطبقات ابن سعد و سیرت عمر بن عبدالعزیز، طبقات مین جس طرح فدک حضرت عمر بن عبدالعزیز کے قبضہ مین آیا اوسکی تفصیلی تاریخ بھی لکھی ہے،

بڑھگیا ہے،[1]

فاطمہ کے پاس ایک نہایت قیمتی جواہر تھا، جس کو عبد الملک نے دیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون سے کہا کہ تم کو دو باتون مین سے ایک کا اختیار ہی، اوس کو واپس کر دیا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ" اونھون نے کہا کہ "مین آپ کو اوسپر اور اوس سے کئی گنے بیش قیمت جواہرات پر ترجیح دیتی ہون" چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکو بیت المال مین داخل کر دیا، اون کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اوسنے اوس جواہر کو پھر فاطمہ کو دینا چاہا مگر اونھون نے انکار کر دیا،

اس کے بعد عام طور پر لوگون کے اموال مغصوبہ واپس دلائے، ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہی کہ امیر معاویہ کے زمانہ سے لیکر اون کے زمانہ تک جو جائداد مین غصب کر لی گئی تھین اونھون نے سب واپس دلادین اور یہ سلسلہ تادم مرگ قائم رہا حقوق کی واپسی کے لئے کسی قطعی شہادت یا حجت کی ضرورت نہ تھی، بلکہ جو شخص دعویٰ کرتا تھا معمولی سے معمولی ثبوت پر اوسکا مال واپس ملجاتا تھا،[2] ایک بار بدون نے دعویٰ کیا کہ اونھون نے ایک قطعہ زمین آباد کیا تھا جس کو عبد الملک نے اپنی بعض اولاد کو دیدیا حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ زمین خدا کی زمین ہی، اور بندے خدا کے بندے ہین جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اوس کا حق ہی" یہ کہکر زمین بدون کو واپس دلادی،

ان ذاتی سرگرمیون کے ساتھ اُمرا و عمال کو ہدایتین بھیجتے رہتے تھے کہ وہ اسی مستعدی کے ساتھ اموال مغصوبہ کو واپس دلائین، ابو الزناد کا بیان ہی کہ عراق مین ہم کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ ہم اہل حقوق کے حقوق واپس دلادین، چنانچہ ہم نے اس کام کو شروع کیا تو عراق کا بیت المال بالکل خالی ہو گیا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز کو شام سے روپیہ بھیجنا پڑا، ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کہتے ہین کہ عمر بن عبد العزیز کی کوئی تحریر ایسی نہین آتی تھی جس مین اموال مغصوبہ کی واپسی، احیاء سنت،

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۰۶، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز،

امانت بدعت، یا تقسیم و تقرری عطیہ کی ہدایت درج نہ ہو ایک بار اونکو لکھ بھیجا کہ دفتر کا جائزہ لین اور قدیم عمال نے کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا ہو تو اوس کا مال واپس کر دین، اور اگر وہ خود زندہ نہ ہو تو اوس کے ورثہ کو دیدین،

جو عمال اون کے اِس حکم مین لیت و لعل کرتے تھے اون سے بہت ناراض ہوتے تھے، عروہ یمن کے عامل تھے، ایک بار اونھون نے اِس معاملہ مین لیت و لعل کی تو اونکو لکھا کہ مین تم کو لکھتا ہون کہ مسلمانون کے اموال مغصوبہ کو واپس کر دو اور تم اس کے متعلق مجھ سے سوال و جواب کرتے ہو، تمھین یہ معلوم نہین ہے کہ میرے اور تمھارے درمیان کس قدر بُعد مسافت ہی، اور تم کو اپنی موت کے وقت کی بھی خبر نہین، اگر مین تم کو لکھتا ہون کہ ایک مسلمان کی غصب شدہ بکری واپس کر دو تو تم لکھتے ہو کہ وہ بھوری ہو یا سیاہ، مسلمانون کا مال واپس کرو اور مجھ سے اِس معاملہ مین خط و کتابت نہ کرو"

بعض عمال جو اونکی طرف سے مقرر ہو کر جاتے تھے وہ خود اطلاع دیتے تھے کہ ہم سے پہلے جو عمال تھے اونھون نے بہ جبر خدا کا مال غصب کر لیا تھا اگر امیر المومنین کا ارشاد ہو تو یہ مال اون سے ضبط کر لیا جائے، حضرت عمر بن عبد العزیز اونکو حکم لکھوا دیتے تھے کہ اس معاملہ مین مجھ سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہین اگر شہادت ہو تو شہادت کے رو سے اور اقرار ہو تو اقرار کے رو سے مال واپس لو ورنہ حلف لیکر چھوڑ دو، عدی بن ارطاۃ اور عبد الحمید کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا،[1]

بیت المال سے جو زمین واپس دلاتے تھے اون کے متعلق پہلے یہ حکم دیا تھا کہ جب سے وہ بیت المال مین داخل ہین اوسیوقت سے اونکی زکوٰۃ وصول کی جائے لیکن بعد کو یہ حکم منسوخ کر دیا اور صرف ایک سال کی زکوٰۃ لی،[2]

---

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۰، [2] طبقات تذکرہ عمر بن عبد العزیز، جن واقعات کے متعلق حوالہ نہین دیا گیا ہو وہ سب سیرۃ عمر بن عبد العزیز کے انیسوین باب سے ماخوذ ہین، بقیہ معلومات جن کتابون سے لی گئی ہین اونکا حوالہ دیدیا گیا ہی،

اموال مغصوبہ کی واپسی کا اثر خاندان بنو امیہ پر

حضرت عمر بن عبد العزیز کے اِس طرز عمل کا اثر مختلف لوگون پر مختلف پڑا، خوارج کے فرقہ نے جو ہمیشہ خلفاء کے مقابلہ مین علم بغاوت بلند کرتا رہتا تھا اس عدل و انصاف کا حال سنا تو سب نے مجتمع ہو کر صاف کہدیا کہ اب اس شخص سے جنگ کرنا ہمارے لیے مناسب نہین[1] لیکن تمام خاندان بنو امیہ دفعتہ برہم ہوگیا، اولاً تو ذاتی جائداد کا ہاتھ سے نکل جانا خود اشتعال کا سبب ہو سکتا تھا، اوس کے ساتھ قدیم تفوق و امتیاز نے اون کے لئے مساوات کو بالکل خواب فراموش بنا دیا تھا، اسلئے اونھون نے اپنے آپ کو تمام مسلمانون کیساتھ ایک سطح پر دوش بدوش کھڑا ہوا دیکھا تو اون کو اپنی سخت ذلت محسوس ہوئی، سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے اِس طرز عمل سے ان لوگون کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے پہلے خلفاء بنو امیہ نے جو روش اختیار کی تھی وہ شرعاً ناجائز اور عدل و انصاف کے مخالف تھی، اسلئے اِس خاندان کو اپنے پورے سلسلہ کا دامن داغدار نظر آتا تھا، چنانچہ اِس خاندان کے مختلف افراد نے مختلف طریقون سے خود حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے اسکا اظہار کیا،

ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام مروانی خاندان کو جمع کر کے کہا کہ "اے بنی مروان تم کو بہت سے حصے بہت سی عزتین، اور بہت سی دولت ملی تھی، اور مین خیال کرتا ہون کہ تمام امت کا نصف یا ثلث مال تمھارے قبضہ مین آگیا تھا" سب نے یہ سنکر خاموشی اختیار کی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ "جواب دو" سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ "جب تک ہمارا سر ہمارے دھڑ سے الگ نہ ہو جائے ہم نہ اپنے آباؤ اجداد کی تکفیر کر سکتے، نہ اپنی اولاد کو محتاج بنا سکتے" ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز

---

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۵۴،

ہشام بن عبد الملک کے سامنے گذشتہ مظالم کا ذکر کر رہے تھے، ہشام بے اختیار بول اوٹھا کہ خدا کی قسم ہم نہ اپنے آبا و اجداد پر عیب لگا سکتے، نہ اپنی قوم مین اپنی عزت کو برباد کر سکتے"

ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے بہت سی لونڈیان پیش کی جا رہی تھین، اتفاق سے عباس بن الولید بن عبد الملک بھی اِس موقع پر موجود تھا اور جب کوئی دلفریب لونڈی سامنے سے گذرتی تھی تو کہتا تھا کہ اے امیر المومنین اس کو خود لے لیجیے"، جب اوس نے بار بار اس فقرے کا اعادہ کیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کیا تم مجھے زنا کی ترغیب دیتے ہو؟ عباس وہان سے اوٹھا اور خاندان کے چند افراد سے کہا کہ "ایسے شخص کے دروازے پر کیون بیٹھے ہو جو تمھارے آبا و اجداد کو زانی کہتا ہی،

اِن اسباب سے تمام مروانی خاندان نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس عادلانہ طرز عمل کو نہایت ناپسندیدگی کے ساتھ دیکھا اور اون کو مختلف طریقون سے اِس سے روکنا چاہا، عمر بن الولید بن عبد الملک نے اون کو ایک نہایت سخت خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہی"

تم نے گذشتہ خلفا پر عیب لگایا ہی، اور اون کی اور اون کی اولاد کی دشمنی سے اونکے مخالف روش اختیار کی ہی، تم نے قریش کی دولت اور اونکی میراث کو ظلم و عدوان سے بیت المال مین داخل کر کے قطع رحم کیا ہی، اے عبد العزیز کے بیٹے، خدا سے ڈرو اور اوس کا خیال کرو کہ تم نے ظلم کیا ہے تم نے منبر پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اپنے خاندان کو ظلم و جور کے لیے مخصوص کر لیا، اوس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات کے ساتھ مختص کیا تم اپنی اس حکومت مین جس کو تم مصیبت کہتے ہو خدا سے بہت دور ہو گئے، اپنی خواہشون کو روکو اور یقین کرو کہ تم ایک جبار کے سامنے اور اوس کے قبضے مین ہو اور اس حالت پر چھوڑے نہین جا سکتے؛

حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ سراپا حلم تھے تاہم اِس معاملہ اونھون نے کسی قسم کی نرمی اختیار نہین کی اور اوس کو نہایت سخت جواب لکھا جس کا ترجمہ یہ ہی،

مجھے تمہارا خط ملا، اور جیسا تم نے لکھا ہے مین ویسا ہی جواب دونگا، تمہاری ابتدائی حالت یہ ہے

کہ تمہاری مان نباتہ سکون کی لونڈی ہے جو حمص کے بازارون مین ماری ماری پھرتی تھی اور شراب

کی دوکانون مین جایا کرتی تھی اوسکو ذبیان بن ذبیان نے مسلمانون کے مال غنیمت سے خریدا

اور تمہارے باپ کو ہدیۃً دیا، اوسی سے تم پیدا ہوئے، تو کس قدر بڑی ہے مان، اور کس قدر بڑا ہے بچہ،

اس کے بعد تم نشو ونما پاکر ایک معاند اور ظالم ہوئے، تمہارا خیال ہے کہ مین ظالمون مین سے ہون،

مین نے تم کو اور تمہارے خاندان کو خدا کے مال سے جس مین اہل قربٰی، مساکین، اور بیوہ اون کا

حق ہے محروم کردیا، لیکن مجھ سے زیادہ ظالم اور مجھ سے زیادہ خدا کے عہد کو چھوڑ دینے والا وہ شخص ہے

جس نے تم کو بچپن اور سفاہت کی حالت مین مسلمانون کی ایک چھاؤنی کا افسر مقرر کیا، اور تم

اپنی رائے کے موافق اون کے معاملات کا فیصلہ کرتے رہے، اِس تقرر کا بجز محبت پدری کے اور

کوئی مقصد نہ تھا، پس پھٹکار ہو تجھپر اور پھٹکار ہو تیرے باپ پر قیامت کے دن تمہارے کس قدر

مدعی ہون گے، اور تمہارا باپ اپنے مدعیون سے کیونکر نجات پائیگا،

مجھ سے زیادہ ظالم اور مجھ سے زیادہ خدا کے عہد کا چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے حجاج

کو عرب کے خمس پر مقرر کیا جو حرام خون بہاتا تھا اور حرام مال لیتا تھا،

مجھ سے زیادہ ظالم، اور مجھ سے زیادہ خدا کے عہد کا چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے قرہ بن شریک

جیسے اوجڈ بدو کو مصر کا عامل مقرر کیا جس نے راگ باجہ، لہو ولعب اور شراب خواری کی اجازت

دی، مجھ سے زیادہ ظالم اور خدا کے عہد کا چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے عرب کے خمس مین

عالیہ بربریہ کا حصہ مقرر کیا،

اگر مجھے فرصت ہوتی تو مین تجھکو اور تیرے خاندان کو روشن راستے پر لاتا، ہم نے مدتون سے حق

کو چھوڑ دیا، اگر تم فروخت کیے جاؤ اور تمہاری قیمت یتیمون، مسکینون اور بیواؤن پر تقسیم کی جائے،

تو کافی نہ ہوگی کیونکہ تم مین سب کا حق ہی، ہم پر سلام ہو، خدا کا سلام ظالمون کو نہین پہونچتا،

ایک بار تمام خاندان نے اون کی خدمت مین ہشام بن عبد الملک کو اپنا وکیل بناکر روانہ کیا،
ہشام نے آکر کہا کہ "اے امیر المومنین مین آپ کے تمام خاندان کی طرف سے قاصد بنکر آیا
ہون اور اون کے دل کی بات کہتا ہون، وہ لوگ کہتے ہین کہ آپ اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کیجیے، اور اونکے قدیم
حقوق کو قائم رہنے دیجیے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "اگر تمھارے سامنے ایک معاملہ کے متعلق دو دستاویز
پیش کیے جائین جن مین ایک معاویہ کا لکھا ہوا اور ایک عبد الملک کا، تو تم دونون مین سے کس پر عمل کروگے؟"
ہشام نے کہا "جو مقدم ہوگا اوس پر عمل کرینگے" اب حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا "تو مین کتاب اللہ کو سب سے
مقدم پاتا ہون اور مین اوسی پر ہر اوس شخص کو اور ہر اوس چیز کو جو میرے زیر حکومت ہی، یا میرے پہلے خلفاء کے
زیر حکومت تھی چلانے کی کوشش کرونگا،" اس پر سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان نے کہا کہ "جو چیزین آپکے زیر فرمان
ہین اون پر حق و انصاف کے ساتھ حکومت کیجیے، لیکن گذشتہ خلفاء کی برائی اور بھلائی کو اپنے حال پر
رہنے دیجیے، اور یہ آپ کے لیے کافی ہوگا،،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "اگر ایک شخص چند چھوٹے، بڑے بچے چھوڑ کر مرجائے اور بڑے
لڑکے، چھوٹے بچون کی دولت خود صرف کر ڈالین اور چھوٹے بچے تمھارے سامنے اونکے طرز عمل کی شکایت
کرین، تو تم کیا کروگے؟" خالد نے کہا "مین اون کے تمام حقوق واپس دلاؤن گا" حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا
"میرے نزدیک بہت سے خلفا اور اونکے اتباع نے لوگون پر زبردستی کی، اور جب مین خلیفہ ہوا تو اون لوگون نے
مجھ سے دادرسی چاہی اور مین نے اسکے سوا کوئی تدبیر نہین دیکھی کہ قوی سے لیکر ضعیف کو واپس دلاؤن، خالد
اس موثر تقریر کو سنکر بول اوٹھا کہ "خدا امیر المومنین کو توفیق دے"

ایک بار تمام خاندان کے لوگ اون کے دروازے پر جمع ہوئے اور اونکے صاحبزادے عبد الملک
سے کہا کہ "یا تو ہمین باریابی کی اجازت دلواؤ یا خود ہمارا پیغام امیر المومنین تک پہونچا دو،، اونھون نے

پیغام پہونچانے پر ہامی بھری، تو سب نے کہا کہ اون سے پہلے جو خلفا رتھے وہ ہم کو عطیہ دیتے تھے اور ہمارے مراتب کا لحاظ رکھتے تھے، لیکن تمھارے باپ نے ہم کو بالکل محروم کردیا، اونھون نے جاکر یہ پیغام سنایا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ "جاکر کہدو کہ میرا باپ کہتا ہو کہ اگر مین اپنے خدا کی نافرمانی کرون تو قیامت کے عذاب سے ڈرتا ہون"،

اب سب نے آخری تدبیر یہ کی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی پھوپھی کو اون کی خدمت مین بھیجا، وہ آئین تو کہا کہ "تمھارے قرابت دار شکایت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تم نے اون سے غیر کی دی ہوئی روٹی چھین لی" حضرت عمر بن عبد العزیز بولے کہ "مینے اونکا کوئی حق نہین روکا" وہ بولین کہ "سب لوگ اسکے متعلق گفتگو کرتے ہین، اور مجھے خوف ہو کہ تمھارے خلاف بغاوت نہ کردین" حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "اگر مین قیامت کے سوا کسی دن سے ڈرون تو خدا مجھے اوسکی برائیون سے نہ بچائے"، اس کے بعد ایک اشرفی، گوشت کا ایک ٹکڑا، اور ایک انگیٹھی منگوائی، اور اشرفی کو آگ مین ڈالدیا، جب وہ خوب سُرخ ہوگئی تو اوس کو اوٹھا کر گوشت کے ٹکڑے پر رکھدیا، جس سے وہ بھُن گیا، اب پھوپھی کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اپنے بھتیجے کے لئے اس قسم کے عذاب سے پناہ نہین مانگتین؟

دوسری روایت مین ہو کہ اونھون نے کہا کہ "اے پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ایک نہر پر چھوڑدیا، پھر ایک شخص (ابوبکر) اوس نہر کا مالک ہوا جس نے اوسمین کسی قسم کا تغیر نہین کیا پھر ایک دوسرا شخص (عمر) اوس نہر کا مالک ہوا اور اوس نے اوس سے ایک چھوٹی سی نہر نکالی اوسکے بعد اور لوگون نے اوس سے متعدد نہرین نکالین، یہان تک کہ اوس مین ایک قطرہ پانی نہ رہا اور وہ بالکل خشک ہوگئی خدا کی قسم اگر مین زندہ رہا تو تمام نہرون کو پاٹ کر پہلی نہر کو جاری کردون گا"،

اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیز پر ان شورشون اور ان سفارشون کا کوئی اثر نہین ہوا تاہم اونھون نے مختلف اخلاقی طریقون سے اپنے خاندان کی ناراضی کو کم کیا، ایک بار سلیمان بن عبد الملک

کا صاحبزادہ اون کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی جاگیر کی واپسی کا مطالبہ کیا، اور آستین سے ایک تحریر نکالی جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے پڑھکر کہا کہ یہ زمین کس کی تھی؟ اوس نے کہا حجاج کی" بولے تو مسلمان اِس کے سب سے زیادہ مستحق ہین، اوس نے کہا تو اے امیرالمومنین آپ میری دستاویز کو واپس دیجئے" بولے کہ "اگر تم خود اِسکو نہ لائے ہوتے تو مین اِسکو تم سے نہ مانگتا، لیکن اب جبکہ تم خود اسکو لائے تو مین تم کو اجازت نہ دونگا کہ بطریق باطل اِسکے ذریعہ سے مطالبہ کرو" وہ یہ سنکر رو پڑا،

ایک دن چند مردانیون کو اپنے یہان روک رکھا اور باورچی سے کہدیا کہ کھانے مین جلدی نہ کرنا دن چڑھ گیا تو یہ لوگ بھوک سے بیتاب ہوگئے، اور باورچی سے کھانے کا تقاضا کیا اوس نے اون کو ستو اور کھجورین کھلائین، جب وہ لوگ ان چیزون کو پیٹ بھر کے کھا چکے تو باورچی کھانا لایا، لیکن اون لوگون نے کھانے سے انکار کیا حضرت عمر بن عبد العزیز نے بار بار اصرار کیا لیکن اِن لوگون نے کہا کہ اب ہم کھا ہی نہین سکتے، اب حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا تو پھر آگ مین کیون گھستے ہو؟ یعنی جب اسقدر سادہ غذا انسان کے لئے کافی ہوسکتی ہی، تو وہ پیٹ بھرنے کے لیئے ناجائز ذریعہ معاش کیون اختیار کرتا ہی، یہ کہکر خود روئے اور اون لوگون کو بھی رُلایا،[1]

---

[1] یہ تمام واقعات سیرۃ عمر بن عبد العزیز کے بیسوین باب مین مذکور ہین، بعض واقعات طبقات ابن سعد مین بھی ہین،

غزوات وفتوحات

حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ اسلام کی تاریخ مین بحیثیت ایک فاتح کے مشہور نہین ہین، تاہم اونکا عہد حکومت فوجی ہنگامہ آرائیون سے بالکل خالی نہین ہی، اونکے زمانے مین جو لڑائیان پیش آئین، اونکا سلسلہ اون کی خلافت کے ساتھ ساتھ شروع ہوا اور اونکی وفات تک قائم رہا، روم کو سلیمان بن عبد الملک کے زمانے مین جو فوج بھیجی گئی تھی، وہ رسد کی کمی سے سخت مصیبت مین مبتلا تھی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اس فاقہ مست فوج کی طرف نہایت مستعدی کے ساتھ توجہ کی، پانچسو عمدہ گھوڑے اور کافی غلہ روانہ کیا اور تمام مسلمانون کو فوجی اعانت کی طرف توجہ دلائی، اور مسلمہ بن عبد الملک کو تمام فوج کے ساتھ واپس بلا لیا[1]،

اسی سال ترکون نے آذربائجان پر حملہ کیا، اور بہت سے مسلمانون کو قتل اور بہت سے مسلمانون کو گرفتار کر لیا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس فتنہ کے انسداد کے لیئے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو روانہ کیا اونھون نے جاکر اون کی جماعت کے اکثر افراد کو تہ تیغ کر دیا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمتمین پچاس آدمیون کو قید کر کے روانہ کیا[2]،

مغربی مہم یعنی اندلس وغیرہ کی طرف اونھون نے جو فوجین روانہ کین اونکے لیئے نہایت کثرت سے ساز وسامان مہیا کیئے، چنانچہ ایک افسر فوج کو لکھا کہ جب مغربی مہم پیش آئے تو کسی شخص کو وہان جانے کی اوس وقت تک اجازت نہ دو، جبتک وہ جماعت ساز وسامان اور پیادہ وسوار سپاہیون کی پشت پناہی

---

[1] طبری صفحہ ۱۳۴۶ اور سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۵۶،

[2] طبری صفحہ ۱۳۴۶،

سے قوت کا کافی سرمایہ فراہم نہ کرلے تاکہ صحیح وسلامت واپس آئین تو سب آئین، اور ہلاک ہون تو سب ہون[1]،

ہندوستان مین خلفاء بنو اُمیہ کی فوجی ہنگامہ آرائی حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور حکومت سے بہت پہلے شروع ہوگئی تھی، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی ان کے فتوحات کے حدود مین کسیقدر اضافہ کیا، چنانچہ عمرو بن مسلم الباہلی نے جو ہندوستان مین حضرت عمر بن عبد العزیز کا عامل تھا ہندوستان کے بعض حصون پر فوج کشی کی اور فتوحات حاصل کین[2]،

یہ وہ لڑائیان ہین جو غیر قومون کے مقابل مین پیش آئین لیکن سنہ ۱۰۰ھ مین عراق مین فرقہ حروریہ نے خروج کیا چونکہ یہ مسلمانون کا مقابلہ مسلمانون کے ساتھ تھا اسلئے حضرت عمر بن عبد العزیز کو خبر ہوئی تو اونھون نے اپنے عامل عبد الحمید کو لکھا کہ جب تک یہ لوگ خونریزی اور فتنہ وفساد نہ کرین اون سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے، ایک مستقل مزاج اور دور اندیش آدمی کے ساتھ فوج بھیجدی جائے، اور میرا یہ حکم سنا دیا جائے، عبد الحمید نے محمد بن جریر بن عبد اللہ البجلی کو دو ہزار سپاہیون کے ساتھ حضرت عمر ابن عبد العزیز کا حکم سُنا کر روانہ کردیا، اسکے ساتھ خود حضرت عمر بن عبد العزیز نے بسطام کو جو خوارج کا سردار تھا ایک خط لکھا جس مین اوس کو ان الفاظ مین دعوت اصلاح دی اور اوس کے خروج کا سبب پوچھا،

مجھے معلوم ہوا ہی کہ تم نے خدا اور خدا کے رسول کی حمایت مین خروج کیا ہی، لیکن تم کو اسکا مجھ سے زیادہ حق نہین ہی، آؤ ہم تم باہم مناظرہ کرلین اگر ہم حق پر ہون تو تم تمام لوگون کی طرح حلقۂ اطاعت مین داخل ہوجاؤ اور اگر تم حق پر ہو تو ہم اپنے معاملہ پر غور کرین گے،

بسطام نے اس خط کے جواب مین لکھا کہ آپ نے جو کچھ کیا اقتضائے انصاف یہی تھا مین آپکی خدمت مین دو شخص بھیجتا ہون جو آپ سے مناظرہ کرینگے چنانچہ یہ دونون شخص آئے اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز، [2] فتوح البلدان صفحہ ۴۴۴،

سوال کیا کہ آپ نے اپنے بعد یزید کو کیون خلیفہ مقرر کیا؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ اوسکو دوسرے نے خلیفہ بنایا ہی" اوس نے کہا کہ "اگر کسی دوسرے کا مال آپ کی ولایت مین آئے اور آپ اوسکو ایک غیر متدین شخص کے حوالے کر دین تو کیا آپ نے حق امانت ادا کیا؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکے جواب کے لیئے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ دونون اون کے پاس سے چلے گئے،[1]

طبقات ابن سعد مین عون بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہی کہ "مجھکو حضرت عمر بن عبد العزیز نے خوارج کے مقابلہ مین بھیجا، مینے اون سے پوچھا کہ عمر بن عبد العزیز پر تمھارا کیا اعتراض ہی؟ اونھون نے جواب دیا کہ ہم کو اون پر صرف یہ اعتراض ہی کہ وہ اپنے خاندان کے گذشتہ خلفا پر لعنت نہین بھیجتے اور یہ اونکی کمزوری ہی"[2]

سیرۃ عمر بن عبد العزیز مین اس مناظرے کی تفصیل اس طرح لکھی ہی کہ یحیی غسانی نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو اطلاع دی کہ موصل کے اطراف مین حروریہ فرقہ کے چند لوگ جمع ہوئے ہین، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون کو لکھا کہ اون مین سے چند مناظر ڈاک کی سواری پر بھیجدیئے جائین، اونھون نے اس قسم کے چند اشخاص بھیجے، اور اون لوگون نے آکر کہا کہ "جب تک آپ اپنے خاندان والون کی تکفیر نہ کرین، اون پر لعنت نہ بھیجین، اون سے تبری نہ کرین ہم آپ کی اطاعت نہین کر سکتے" حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "خدا نے مجھکو لعنت بھیجنے کے لیے نہین پیدا کیا ہی؛ البتہ اگر ہم اور تم دونون زندہ رہے تو مین تم کو اور اپنے خاندان کو راہ راست پر لاؤنگا"، لیکن جب اونھون نے اس کو تسلیم نہین کیا، تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ تمھارے مذہب مین بیچ کے سوا کسی اور چیز کی گنجائش نہین ہی، بتاؤ تم نے کب سے یہ مذہب اختیار کیا ہی؟ اونھون نے سالون کی تعداد بتائی، بولے تو کیا تم نے فرعون پر لعنت بھیجی، اور اوس سے تبری کی؟ اونھون نے کہا "نہین" حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا "تو تم نے اوس کو کیونکر چھوڑ دیا؟ میرے خاندان مین تو میرے پہلے ہر قسم کے لوگ تھے تو کیا اون سے چشم پوشی کرنا میرے لیئے جائز نہ تھا؟ اس بحث و مباحثہ کے بعد اون کو ایک خط

---

[1] طبری صفحہ ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ – [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز

لکھا جس مین ان الفاظ مین دعوت اصلاح دی،

خداوند تعالیٰ فرماتا ہی،

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الموعظۃ الحسنۃ جادلھم بالتی ھی احسن، — اپنے خدا کے راستے کی طرف لوگون کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ دعوت دو اور اون سے بہتر طریقہ سے مباحثہ کرو،

اور مین تمھین خدا کو یاد دلاتا ہون کہ تم اپنے اون بزرگون کے سے کام کرو جو اپنے ملکون سے شیخیان مارتے ہوئے، اور لوگون کے سامنے اپنی نمایش کرتے ہوئے نکلے، وہ لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے، اور جو کچھ وہ لوگ کرتے تھے خدا اون پر حاوی تھا، کیا تم میرے گناہ کی وجہ سے اپنے دین سے نکل رہے ہو، خونریزی کرتے ہو، اور محرمات کی ہتک کرتے ہو؟ اگر ابو بکر اور عمر کے گناہ اونکی رعایا کو اونکے دین سے خروج کرنے پر آمادہ کرتے تو اون کے بھی گناہ تھے لیکن تمھارے آبا و اجداد اونکی جماعت مین تھے اور وہ اس سے نہین نکلے پھر تم جو چالیس پچاس آدمی ہو کیون مسلمانون کے مقابل مین خروج کرتے ہو؟ مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر تم لوگ میری اولاد ہوتے اور مین جس امر حق کی طرف دعوت دیتا ہون اوس سے روگردانی کرتے تو مین خالصۃً لوجہ اللہ تمھارا خون بہاتا یہ میری نصیحت ہی، اگر اس پر بھی تم نے ظلم کیا تو نصیحت کرنے والون پر ہمیشہ ظلم کیا گیا ہے"،

اس کے ساتھ اپنے عامل کو لکھا کہ "اگر وہ کسی ذمی یا مسلمان سے تعرض کئے بغیر ممالک محروسہ مین پھرتے رہین تو اون کو اختیار ہی کہ جہان چاہین جائین لیکن اگر اونھون نے کسی ذمی یا مسلمان کے جان و مال سے تعرض کیا تو اون کے معاملہ کا فیصلہ خدا سے چاہو، لیکن خوارج پر اس بحث و مباحثہ اور وعظ و پند کا کچھ اثر نہ ہوا، اونھون نے لوگون کے مال و دولت پر دست تطاول دراز کیا اور ڈاکے ڈالے، اب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حسب ذیل پابندیون کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی،

[1] سیرۃ عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۸۰، ۷۸

۱- عورت، بچے، قیدی قتل نہ کیے جائین، اور زخمیون کا تعاقب نہ کیا جائے[۱]۔

۲- فتح کے بعد جو مال غنیمت ہاتھ آئے وہ اونکے اہل و عیال کو واپس دیدیا جائے،

۳- قیدی اوس وقت تک مقید رکھے جائین جبتک وہ راہ راست پر نہ آجائین،

ان پابندیون کے ساتھ عبدالحمید نے اون پر حملہ کیا، اور سوء اتفاق سے شکست کھائی، حضرت عمر بن عبدالعزیز کو شکست کا حال معلوم ہوا تو مسلمہ بن عبدالملک کی سپہ سالاری مین اہل شام کی ایک فوج مرتب کرکے بھیجی اور مسلمہ نے چند ہی روز مین اون پر غلبہ حاصل کرلیا[۲]،

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے کارنامہائے جنگ مین بحری لڑائیون کا مطلق پتہ نہین چلتا۔ بلکہ زرقانی مین ہے کہ حضرت عثمان[رض] کے زمانے سے بحری لڑائیون کا جو سلسلہ شروع ہوکر برابر قائم رہا، اوس کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بالکل روک دیا، لیکن علامہ ابن عبدالبر نے اسکی یہ تاویل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بحری تجارت کی روک ٹوک کی تھی، جہاد اور حج کے لیئے وہ اس کی ممانعت نہین کرسکتے تھے[۳]، بہرحال حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بحری کارنامہ صرف یہ ہے کہ جب رومیون نے سنہ ۱۰۰ھ مین لاذقیہ کے ساحل پر حملہ کرکے شہر کو برباد کردیا، اور باشندون کو گرفتار کرکے لیگئے، تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شہر کی آبادی اور ساحل کی قلعہ بندی کا حکم دیا اور قیدیون کی رہائی کے لیئے فدیہ بھیجا، لیکن سنہ ۱۰۱ھ مین اونکا انتقال ہوگیا، اور یزید بن عبدالملک نے اس کام کو پورا کیا، ایک روایت مین ہے کہ شہر کی تعمیر اور قلعہ بندی کا کام خود حضرت عمر بن عبدالعزیز ہی کے عہد مین مکمل ہوگیا تھا[۴]،

---

[۱] سیرۃ عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۷۰، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبدالعزیز،

[۳] زرقانی جلد ۲ صفحہ ۳۲۲، [۴] فتوح البلدان صفحہ ۱۳۹،

عمال کی معزولی

بنوامیہ کی جابرانہ حکومت کا اثر صرف اونہی تک محدود نہ تھا، بلکہ اون سے زیادہ اونکے عمال رعایا کی خون آشامی کے خوگر ہوگئے تھے، اسلئے جبتک اس قسم کے عمال کو عبرت انگیز طریقے سے معزول نہ کیا جاتا وہ نظام سلطنت قایم نہ ہوسکتا جس کا سنگ بنیاد حضرت عمر بن عبد العزیز عدل وانصاف کی سطح پر رکھنا چاہتے تھے، اسلئے اونھون نے اموال مغصوبہ کی واپسی کے بعد اس قسم کے اجزار کو اس عادلانہ نظام حکومت کی ترکیب سے الگ کرنا چاہا اور اس سلسلہ مین سب سے پہلے یزید بن مہلب کو معزول کیا، یزید بن مہلب کو حضرت عمر بن عبد العزیز ابتدا ہی سے ناپسند فرماتے تھے اور یزید بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کو ریاکار خیال کرتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو اونھون نے ۱۰۰ھ مین اوسکو لکھا کہ تم کسی کو اپنی گورنری پر مامور کرکے چلے آؤ" یزید اس حکم کے مطابق اپنے لڑکے مخلد کو اپنا قائم مقام کرکے مع کل ساز وسامان کے خراسان سے واسط آیا اور واسط سے کشتی مین سوار ہوکر بصرہ کی طرف روانہ ہوا حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ کے نام اوسکی گرفتاری کا فرمان پہلے ہی سے بھیجدیا تھا، چنانچہ عدی نے موسی بن الوجیہ الحمیری کو اوسکی گرفتاری کے لیئے روانہ کیا اور اوس نے نہر معقل مین بصرہ کے پل کے پاس اوسکو گرفتار کیا اور وہان سے عدی نے اوسکو پابزنجیر دار الخلافت کی طرف روانہ کیا، یزید حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے پیش کیا گیا تو اونھون نے کہا کہ "مجھے سلیمان بن عبد الملک کے نام سے تمھارا ایک خط ملا ہی جسمین تم نے لکھا ہی کہ ۲ کروڑ کی رقم جمع ہوئی ہے، اب وہ رقم کہان ہی؟ اوس نے پہلے تو انکار کیا

لہ یعقوبی مین ہی کہ وہ کل ساز وسامان لیکر اسلیئے روانہ ہوا تھا کہ اسکو خراسان والون پر اطمینان نہ تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود اہل خراسان اوس سے برگشتہ تھے۔

لیکن پھر کہا کہ "مجھے اجازت دیجئے کہ مین لوگون سے لیکر یہ رقم واپس کردون" حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ ایک بار تو لے چکے اب پھر دوبارہ اونھین سے لینا چاہتے ہو؟ یہ یعقوبی کی روایت ہے[۱] لیکن تاریخ طبری مین ہے کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس سے اِس رقم کا مطالبہ کیا تو اوس نے کہا کہ سلیمان کے دربار مین مجھے جو درجہ حاصل تھا آپ کو معلوم ہے، مینے سلیمان کو اس رقم کی اطلاع اِس غرض سے دی تھی کہ لوگون کو اوسکا حال معلوم ہوجائے، کیونکہ مجھے یقین تھا کہ سلیمان مجھ سے اوسکا مطالبہ نہ کریگا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "خدا سے ڈرو اور اپنی امانت اوا کرو یہ مسلمانون کے حقوق ہین اور مین اون کو واگذاشت نہین کرسکتا" یہ کہکر اوس کو قید خانے مین بھیجدیا[۲] اور جراح بن عبد اللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کرکے روانہ کیا،

تاریخ یعقوبی مین ہے کہ جب جراح کو خراسان کا گورنر مقرر کرکے روانہ کیا تو یہ حکم دیا کہ مخلد کو پابند سلاسل (لیکن اس طرح کہ بیڑیان نماز کے اوا کرنے مین خلل انداز نہ ہون) کرکے دربار خلافت مین روانہ کرو، جراح نے اوس کو نہایت عزت کے ساتھ گرفتار کرکے روانہ کیا وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا تو سر پر سفید ٹوپی تھی، اور دامن زمین یا گھٹنون سے اونچے تھے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس کو دیکھکر فرمایا کہ "ہم تک جو خبرین پہونچی ہین تمھاری وضع اوسکے خلاف نظر آتی ہے" مخلد نے کہا "ہم تو خلفاء کے مقلد ہین اگر تمھارے دامن دراز ہون گے تو ہم بھی دامن لٹکائینگے، اگر تم دامن کو اونچا رکھو گے تو ہم بھی اوس کو اونچا رکھینگے"[۳]

لیکن تاریخ طبری مین ہے کہ جب جراح خراسان پہونچے تو مخلد وہان سے روانہ ہوا اور جس ضلع سے گذرا وہان کے لوگون کو نہایت فیاضی کے ساتھ روپئے دیئے، حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا تو حمد و نعت کے بعد عرض کی خدا نے آپ کو خلیفہ بناکر تمام امت پر

---

[۱] یعقوبی مطبوعہ یورپ صفحہ ۳۶۲، [۲] طبری صفحہ ۱۳۵۰، [۳] یعقوبی صفحہ ۳۶۲،

احسان کیا صرف ہم لوگ آپکی وجہ سے مبتلائے مصیبت ہوئے ہمکو آپ کی خلافت مین گرفتار مصائب نہ ہونا چاہیئے، آپ نے اِس بڈھے (یزید) کو کیون قید کیا ہی؟ اس پر جو مطالبہ عائد ہوتا ہی مین ادا کرتا ہون آپ مجھ سے مصالحت کیجیے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "جب تک تم کل مطالبہ ادا نہ کروگے صلح نہین ہوسکتی" اوس نے کہا "اگر آپ کے پاس شہادت ہو تو اوس کے مطابق عمل فرمائیے اور اگر شہادت نہ ہو تو یزید کو سچا مانیے، ورنہ اوس سے حلف لیجیے اگر وہ حلف لینے سے انکار کرے تو اوس سے صلح کیجیے" حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ "مین کل رقم لینے کے سوا کوئی صورت نہین پاتا" اس گفتگو کے بعد مخلد واپس آیا اور چند ہی دنون کے بعد مرگیا، اب یزید نے اِس رقم مین سے ایک حبہ کے ادا کرنے سے بھی اِنکار کیا، اسلیئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکو اون کا ایک جبہ پہنا کر اونٹ پر سوار کرایا، اور دھلک کی طرف جلاوطن کردیا، یزید جب اِس حالت مین لوگون کے سامنے سے گذرا تو بولا کیا میرا کوئی قبیلہ نہین ہی؟ مجھے کیون دھلک کی طرف جلاوطن کیا جاتا ہی؟ وہان تو فاسق، غارتگر، اور مشتبہ لوگ بھیجے جاتے ہین، سبحان اللہ کیا میرا کوئی قبیلہ نہین ہی؟ یزید کی قوم پر ان محرضانہ الفاظ کا اثر پڑا اور وہ نہایت برہم ہوئی، سلامہ بن نعیم الخولانی کو اس کا حال معلوم ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ "یزید کی قوم سخت برہم ہی، اگر آپ نے یزید کو روانہ کیا تو وہ اوس کو راستے ہی مین چھین لے گی" اسلیئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس کو قیدخانے مین واپس بلالیا، اور وہ اون کے مرض الموت کے زمانہ تک قید رہا،[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز مرض الموت مین بیمار ہوئے تو مہلب کو ایک اور خواب پریشان نظر آیا، یزید نے آل ابی عقیل پر جو یزید بن عبد الملک کے رشتہ دار تھے مظالم کئے تھے جس کی پاداش مین یزید بن عبد الملک نے قسم کھائی تھی کہ اگر موقع ملا تو یزید کے چمڑے کو کاٹ کر

[1] طبری صفحہ ۱۳۵۱۔

جوتے کا تلا بناؤن گا، اب یزید کو نظر آیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعد وہی خلیفہ ہوگا، اور اوسکو اپنی قسم کے پورا کرنے مین کوئی رکاوٹ پیش نہ آئیگی اسلئے اوس نے قید خانہ سے بھاگنے کی تدبیر کی اور اپنے غلامون یا چچا زاد بھائیون (موالی) کو کہلا بھیجا کہ اِس مقصد کے لئے سواریان تیار کر رکھین، حضرت عمر بن عبد العزیز زیادہ بیمار ہوئے تو اوس نے اونٹ طلب کئے اور قید خانہ سے نکل بھاگا، اجتماع کیلئے ایک مقام پہلے سے متعین کر لیا گیا تھا، یزید وہان پہونچا تو اون لوگون سے ملاقات نہین ہوئی اسلئے اوسکے رفقا سخت پریشان ہوئے، یزید نے اونکی پریشانی دیکھی تو کہا کیا مین پھر قید خانے مین واپس جاؤن؟ خدا کی قسم مین ایسا نہین کر سکتا، چنانچہ وہان سے پھر اپنی بی بی کو ساتھ سوار کر کے روانہ ہوا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز کو ایک خط لکھا کہ "اگر آپ کی زندگی کا یقین ہوتا تو خدا کی قسم مین نہ بھاگتا، لیکن مجھے یزید بن عبد الملک پر اعتماد نہ تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ خط پڑھا تو بولے کہ "خدایا اگر یزید اِس امت کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہی تو اوسکو اوسکے شر سے بچا، اور اوسکے فریب کو اوس کی طرف لوٹا دے" یزید بن مہلب بھاگتا ہوا حدث زقاق مین پہونچا جہان ہذیل بن زفر قبیلۂ قیس کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا، اِن لوگون نے یزید کا تعاقب کیا اور اوسکا کچھ اسباب لوٹ لیا، اور چند غلام گرفتار کر لئے،[1]

یزید کے بعد جراح ایک سال پانچ ماہ تک خراسان کا گورنر رہا، لیکن اوس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکو بھی معزول کر دیا جسکا سبب یہ ہوا کہ یزید بن مہلب نے اپنے زمانہ گورنری مین جہم بن زحر کو جرجان کا والی مقرر کیا تھا، لیکن جب یزید گرفتار ہوا تو عراق کے عامل نے جہم کی جگہ ایک دوسرے شخص کو وہان کا عامل مقرر کر کے بھیجا، جب وہ وہان پہونچا تو جہم نے اوس کو مع رفقا کے قید کر دیا، اور خود پچاس آدمیون کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوا، جراح سے

[1] طبری صفحہ ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰

ملاقات ہوئی تو اوس نے کہا کہ "اگر تو میرا چچا زاد بھائی نہ ہوتا تو مین تیری اِس حرکت کو گوارا نہ کرتا، جہم نے کہا" اگر یہ قرابت نہ ہوتی تو مین تمہارے پاس نہ آتا، اب جراح نے اوس کو اس گناہ کے کفارے کے لیۓ ایک لڑائی مین بھیجدیا، جہان سے وہ کامیاب آیا، جراح نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو اِس کامیابی کی اطلاع دی اور تین شخصون کا وفد بنا کر بھیجا، جن مین دو عرب اور ایک موالی تھا، وفد دربار خلافت مین حاضر ہوا تو دونون عرب نے گفتگو کی اور موالی خاموش رہا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس سے کہا کہ تم بھی تو وفد مین ہو آخر کیون نہین بولتے؟ اب اوس نے موقع پا کر کہا کہ "یا امیر المومنین بیس ہزار موالی جہاد کرتے ہین اور اون کو وظیفہ نہین ملتا، اور اسی قدر ذمی مسلمان ہوگئے ہین اور اب تک اون سے خراج لیا جاتا ہی، ہمارا امیر ظالم اور متعصب ہی منبر پر کھڑے ہوکر کہتا ہی کہ مین مہربان ہو کر آیا تھا اور اب مین عصبی ہون، میری قوم کا ایک آدمی دوسری قوم کے سیکڑون آدمیون سے زیادہ مجھکو محبوب ہے، اوس کے ظلم کی انتہا یہ ہی کہ اوس کے کرتے کی آستین اوسکے نصف کرتے تک پہونچتی ہی اب تک حجاج کی ایک تلوار ہی، اور ظلم و عدوان پر عمل کرتا ہی" حضرت عمر بن عبد العزیز نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "وفد مین ایسے ہی شخص کو آنا چاہیئے" اور جراح کو اوسی وقت لکھا کہ "جو لوگ قبلہ رُخ نماز پڑھتے ہین اونکا جزیہ معاف کردو"

اِس حکم کا اعلان ہوا تو اِس کثرت سے لوگ اِسلام لائے کہ لوگون نے جراح سے کہا کہ "لوگ صرف جزیہ کی ناگواری سے اِسلام لا رہے ہین اِنکا ختنہ کرو تو اِن کی آزمایش ہو سکیگی" جراح نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو اسکی اطلاع دی تو اونھون نے لکھا کہ "خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی بنا کر بھیجا تھا نہ کہ خاتن" اسکے بعد لوگون نے کہا کہ "ایک ایسے شخص کا نام بتاؤ جس سے مین خراسان کے حالات دریافت کرون۔ لوگون نے ابو مجلز کا نام بتایا، اب حضرت عمر بن عبد العزیز نے جراح کو لکھا کہ ابو مجلز کو ساتھ لیکر فوراً چلے آؤ۔ جراح عبد الرحمان بن نعیم غامدی کو صیغۂ جنگ کا اور عبد اللہ بن حبیب کو

صیغۂ خراج کا افسر مقرر کر کے رمضان ۱۰۰ھ مین روانہ ہوا، دربار خلافت مین حاضر ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے پوچھا کہ وہان سے کب روانہ ہوئے؟ بولا "رمضان مین" فرمایا کہ جس نے تمکو ظالم کہا بالکل سچ کہا رمضان گذار کر کیون نہین آئے؟ جراح روانہ ہوا تھا تو بیت المال سے ۲۰ ہزار کی رقم بطور قرض کے لی تھی اسلیئے اوس نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے درخواست کی کہ اوس کو ادا فرما دیجیے بولے "اگر رمضان کے بعد آتے تو مین ادا کر دیتا،، آخر کار اوسکی قوم کے لوگون نے اپنے وظائف سے یہ رقم ادا کر دی،

اِس شکایت کے علاوہ جراح کے ظلم وعدوان کے ثبوت مین حضرت عمر بن عبد العزیز کے نزدیک اور قرائن بھی جمع ہو گئے، جراح جب اوّل اوّل خراسان مین آیا تھا تو اوس نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین لکھا تھا کہ "یہان کچھ لوگ ہین جو فتنہ وفساد کر کے حقوق اللہ کو روکنا چاہتے ہین، اون کو اِس سے تلوار اور کوڑے کے سوا کوئی چیز نہین روک سکتی، لیکن آپ کی اجازت کے بغیر مین اسکی جرأت نہین کر سکتا،، اسکے جواب مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ "تم اون سے زیادہ فتنہ وفساد پھیلانا چاہتے ہو، کسی مسلمان یا ذمی کو بغیر استحقاق کے ایک کوڑا بھی نہ مارو،،

اِن اسباب سے حضرت عمر بن عبد العزیز نے جراح کو خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا اور عبد الرحمان بن نعیم کو صیغۂ جنگ اور عبد الرحمان قشیری کو صیغۂ خراج کا افسر مقرر کیا[1]،

---

[1] طبری از صفحہ ۱۳۵۳ تا صفحہ ۱۳۵۶،

وفات

اوپر گذر چکا ہی کہ بنو امیّہ نے غاصبانہ طور پر مسلمانون کی جو جائدادین اپنے قبضہ مین کر لی تھین اون کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے سریر آرائے خلافت ہونے کے ساتھ ہی نہایت سختی کے ساتھ واپس کر دیا، جس نے اونکے تمام خاندان مین عام برہمی پھیلا دی لیکن یہ ناراضی صرف زبان و قلم تک محدود نہین رہی بلکہ اوس نے ایک خطرناک سازش کی صورت اختیار کر لی، اور حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات اسی سازش کا نتیجہ ہے،

ابتدائے مرض مین عام خیال تھا کہ اون پر جادو کیا گیا ہی، لیکن خود حضرت عمر بن عبد العزیز کو اصلی راز معلوم ہو گیا تھا، چنانچہ اونھون نے ایک بار مجاہد سے پوچھا کہ میری نسبت لوگون کا کیا خیال ہے ؟ اونھون نے جواب دیا کہ "لوگ آپکو مسحور سمجھتے ہین" بولے "مین مسحور نہین ہون، مجھے وہ وقت یاد ہے جس مین مجھے زہر دیا گیا ہے" اِس کے بعد ایک غلام کو بلا کر پوچھا کہ تم مجھے زہر دینے پر کیون آمادہ ہوئے ؟ اوسنے کہا مجھے ہزار دینار دیکر آزاد کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے وہ دینار منگوا کر بیت المال مین داخل کرا دیے اور اوس سے کہدیا کہ "تم ایسی جگہ چلے جاؤ جہان تم کو کوئی دیکھ نہ سکے"[1] طبیب آیا تو اوس نے بھی یہی تجویز کی اور علاج کی طرف توجہ دلائی، لیکن اونھون نے علاج کرنے سے انکار کر دیا،[2]

۲۰ دن تک بیمار رہے، اور ۲۵. رجب ۱۰۱ھ روز چہار شنبہ کو ۳۹ سال کی عمر[3] مین انتقال کیا اور دیر سمعان مین دفن کیے گئے،

---

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۲۴۰، [2] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۷۰، [3] بعض روایتون مین تاریخ وفات ۲۰ رجب اور عمر ۴۰ سال بیان کی گئی ہی، اور بعض روایتون مین تاریخ وفات ۲۴ رجب ہی۔

اون کی وفات کے واقعات نہایت موثر ہین، اونکی بی بی فاطمہ سے روایت ہو کہ ایک دن مینے اون سے کہا کہ "مین آپ کے یہان سے چلی جاؤن، آپ سوئے نہین ہین شاید آپ کو نیند آجائے، یہ کہکر مین دوسرے کمرے مین چلی گئی، وہان مینے سنا کہ بار بار اِس آیت کی تلاوت کر رہے ہین،

تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین،

یہ آخرت کا گھر ہم اون لوگون کے لئے بناتے ہین جو زمین مین نہ تفوق چاہتے ہین نہ فساد کرتے ہین اور عاقبت صرف پرہیزگارون کے لئے ہو،

اسکے بعد گردن جھکالی اور دیر تک مجھے کسی قسم کی حرکت محسوس نہین ہوئی، جو خادمہ تیمارداری کرتی تھی مینے اوس سے کہا کہ جاکر دیکھ تو سہی، اوسنے جاکر دیکھا تو زور سے چلائی مینے جاکر دیکھا تو اون کو مردہ پایا رُخ قبلہ کی طرف تھا، ایک ہاتھ منھ پر اور دوسرا آنکھون پر رکھے ہوئے تھے، دوسری روایت مین ہے کہ جب نزع کا وقت آیا تو اونکے پاس صرف مسلمہ بن عبد الملک تھے، اونھون نے کہا کہ "سب نکل جائین اور میرے پاس کوئی نہ رہنے پائے"، مسلمہ نکل آئے، اور دروازے پر وہ اور اونکی بی بی فاطمہ بیٹھی رہین، اِن لوگون کے کان مین یہ آواز آئی، "کیا مبارک چہرے ہین، جو نہ آدمیون کے ہین نہ جنون کے"، اِس کے بعد متذکرہ بالا آیت پڑھ کر خاموش ہو رہے، مسلمہ نے فاطمہ سے کہا کہ انتقال ہو گیا، جاکر دیکھا تو واقعی انتقال ہو چکا تھا،

مرض الموت مین لوگون نے مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ مدینہ مین جاکر وفات پاتے رسول اللہ صلعم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ دفن ہوتے، اوس مدفن پاک مین ایک قبر کی جگہ اور ہے، بولے "خدا کی قسم آگ کے سوا اگر خداوند تعالیٰ مجھے ہر قسم کے عذاب دے تو مین اوسکو بخوشی برداشت کرونگا، لیکن یہ گوارا نہین ہو کہ خدا کو یہ معلوم ہو کہ مین اپنے آپ کو رسول اللہ کے پہلو مین دفن ہونے کے قابل سمجھتا ہون"، اِس بنا پر ایک عیسائی سے خود ہی اپنی قبر کی زمین

خریدنی چاہی عیسائی نے کہا یہ تو میرے لیئے خیر و برکت کا سبب ہوگا، مین آپ کو یہ زمین یونہین دیتا ہون" لیکن اونھون نے اِسکو گوارا نہین کیا، اور زمین کو بہ قیمت خریدا،

رجاء بن حیوۃ کو وصیّت کی تھی کہ وہی غسل دین، وہی کفن پہنائین، اور وہی قبر مین اُتارین، لونڈی کو وصیّت کی تھی کہ حنوط مین مشک نہ ملائے، اور قبر کو اینٹ سے بنانے کی ممانعت کی تھی، کفن کے لیئے خود ہی پانچ کپڑے متعین کر دیئے تھے، اور کہدیا تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اپنے خاندان کے مردون کو اسی طرح کفناتے تھے، رسول اللہ صلعم کے چند بال اور چند ناخن منگوا کر کفن مین رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی[1]، یزید بن عبد الملک کے لیئے ایک وصیت نامہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہین،

مین تم کو یہ لکھتا ہون اور مین مرض سے لاغر ہو رہا ہون تم کو معلوم ہے کہ امور خلافت کے متعلق مجھ سے سوال کیا جائیگا، اور خدا مجھ سے اسکا حساب لیگا، اور مین اوس سے اپنا کوئی کام نہ چھپا سکون گا، خدا خود کہتا ہے،

فلنقصن علیھم بعلم وما کنا غائبین ہم اونکو علم سے قصّہ سناتے ہین، اور ہم غیر حاضر نہ تھے،

اگر خدا مجھ سے راضی ہوگیا تو مین کامیاب ہوا اور ایک طویل عذاب سے نجات پائی، اور اگر مجھ سے ناراض ہوا تو افسوس ہے میرے انجام پر، مین اوس خدا سے جس کے سوا کوئی خدا نہین دعا کرتا ہون کہ مجھے اپنی رحمت سے آگ سے نجات دے، اور اپنی رضامندی سے جنت عطا کرے، تم کو تقوی اختیار کرنا چاہیئے، اور رعایا کا خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ میرے بعد تم صرف تھوڑے دنون زندہ رہوگے،

تم کو اِس سے بہت احتراز کرنا چاہیئے کہ تم سے غفلت مین لغزش ہو اور تم اوس کی کوئی تلافی نہ کرسکو،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت عمر بن عبد العزیز،

سلیمان بن عبدالملک خدا کا ایک بندہ تھا خدا نے اوس کو وفات دی اور اوس نے مجھکو خلیفہ بنایا اور میرے لیئے خود بیعت لی، اور میرے بعد کو تمکو ولی عہد مقرر کیا، مین جس حالت مین تھا اگر وہ اسلیئے ہوتی کہ مین بہت سی بی بیون کا انتخاب کرون اور مال و دولت جمع کرون تو خدا نے مجھکو اوس سے بہتر سامان دیئے تھے، جو کسی بندے کو دے سکتا تھا، لیکن مین سخت حساب اور نازک سوال سے ڈرتا ہون، بجز اوسکے جس پر خدا میری مدد کرے،

اہل وعیال کی نسبت مسلمہ نے کہا کہ "اے امیر المومنین آپ نے اپنی اولاد کا منہ ہمیشہ اس مال سے خشک رکھا اسلیئے آپ اون کو ایسی حالت مین چھوڑ جاتے ہین کہ اون کے پاس کچھ نہین ہی، کاش مجھے یا اپنے خاندان کے کسی اور شخص کو اونکے متعلق کچھ وصیت کر جاتے،" بولے "مجھے ٹیک لگا کر بٹھاؤ،، پھر فرمایا کہ تمھارا یہ کہنا کہ مینے اونکے منھ کو ہمیشہ اس مال سے خشک رکھا تو خدا کی قسم مینے اونکا حق کبھی تلف نہین کیا، اور جس چیز مین اونکا حق نہین تھا وہ اون کو کبھی نہین دی، تمھارا یہ کہنا کہ مین تمھین یا خاندان کے کسی شخص کو اون کے متعلق وصیت کر جاؤن تو اون کے معاملہ مین میرا وصی اور میرا ولی صرف خدا ہی، اور وہی صلحا کا ولی ہوتا ہی، میرے لڑکے اگر خدا سے ڈرینگے تو خدا اون کے لیئے کوئی صورت نکال دیگا، اور اگر وہ مبتلائے گناہ ہونگے تو مین اون کو معصیت کے لیئے طاقتور نہ بناؤنگا، اسکے بعد لڑکون کو بلایا، اور باچشم تر اون کو دیکھکر فرمایا میری جان اون نوجوانون پر قربان جن کو مینے محتاج و مفلس چھوڑا ہی لیکن خدا کا شکر ہی کہ مینے اون کو اچھی حالت مین چھوڑا، لڑکو! تم کسی عرب یا کسی ذمی سے نہ ملوگے جن پر تمھارا حق نہ ہوگا، لڑکو تمھارے باپ کو دو باتون مین سے ایک کا اختیار تھا، ایک یہ کہ تم لوگ دولت مند ہو جاؤ اور وہ جہنم مین داخل ہو، یا تم لوگ محتاج رہو اور وہ جنت مین جائے، لیکن یہ بات کہ تم لوگ محتاج رہو اور وہ جنت مین جائے اوس کو زیادہ محبوب تھی بہ نسبت اسکے کہ تم لوگ

ملہ وصیت نامہ کے الفاظ مختلف روایات مین مختلف ہین مینے سب کو جمع کر دیا ہی،

و دولت مند ہو اور وہ آگ مین جائے اوٹھو خدا تم کو محفوظ رکھے،،

ایک روایت مین ہی کہ جب مسلمہ بن عبد الملک نے وصیت کی درخواست کی تو اونھون نے کہا کہ مال کہان ہی جس کے متعلق وصیّت کرون، مسلمہ نے کہا مین ایک لاکھ آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون آپ اوسی کے متعلق وصیّت کر دیجیئے،، بولے اِس کو جہان سے لائے ہو وہین واپس کر آؤ،، اِس پر مسلمہ رو پڑے،

لوگون کو اون کی وفات کا حال معلوم ہوا تو عام وخاص، عالم وجاہل، مسلم وغیر مسلم سب نے عام طور پر ماتم کیا، امام حسن بصری کو اس واقعہ کی خبر پہونچی تو بولے "انا للہ وانا الیہ راجعون" اے ہر نیکی کے مالک،، تمام فقہا، اون کی بی بی فاطمہ کے پاس تعزیت کے لیئے آئے اور کہا کہ "یہ مصیبت تمام امت کے لیئے عام ہی،،

عبد الملک بن عمیر نے اون کی اخلاقی خوبیون کو گنا گنا کر کہا،، اے امیر المومنین! خدا تم پر رحم کرے تم نگاہون کو جھکائے رہتے تھے، پاکدامن تھے، حق کے ساتھ فیاض اور بخل کے ساتھ بخیل تھے، غصّہ کے وقت غصہ ہوتے تھے، اور رضامندی کے وقت راضی ہوتے تھے، ظریف تھے، نہ کسی پر عیب لگاتے تھے، نہ کسی کی غیبت کرتے تھے،،

محمد بن معبد کا بیان ہی کہ مین شاہ روم کی خدمت مین حاضر ہوا تو اوس کو زمین پر نہایت رنج وغم کی حالت مین بیٹھا ہوا پایا، مینے پوچھا کیا حال ہی؟ بولا جو کچھ ہوا تم کو خبر نہین؟ مینے کہا کیا ہوا؟ بولا مرد صالح کا انتقال ہو گیا، مینے کہا وہ کون؟ بولا عمر بن عبد العزیز" پھر کہا "اگر عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد کوئی مردون کو زندہ کر سکتا تو حضرت عمر بن عبد العزیز ہی کر سکتے تھے، مجھے اوس راہب کی حالت پر کوئی تعجب نہین جس نے اپنے دروازے کو بند کر کے دنیا کو چھوڑ دیا، اور عبادت مین مشغول ہو گیا، مجھے اوس شخص کی حالت پر تعجب ہی جس کے قدمون کے نیچے دنیا تھی اور اوس نے اوس کو پامال کر کے راہبانہ زندگی

اختیار کی" مجاہد کا بیان ہی کہ مین جا رہا تھا کہ ایک نبطی نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہان سے آ رہے ہو، تم حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات کے وقت موجود تھے؟ مینے کہا ہان" یہ سنکر وہ رو پڑا اور اون کے لئے رحمت کی دعا مانگی، مینے کہا" تم اون کے لیئے کیون رحمت کی دعا مانگتے ہو؟ وہ تو تمھارے ہم مذہب نہ تھے" اوس نے کہا مین اون پر نہین روتا اوس نور پر روتا ہون جو زمین پر تھا اور اب بجھ گیا"،

ایک راہب کو خبر ملی تو اوس نے بھی یہی الفاظ کہے،

علما، مدتون اونکی قبر کی زیارت کرتے رہے، ایک بار مکحول مقام دابق مین اوترے اور ایک طرف دور نکل گئے، لوگون نے پوچھا کہان گئے تھے؟ بولے" پانچ میل کے فاصلہ پر عمر بن عبد العزیز کی قبر تھی مین وہین گیا تھا، خدا کی قسم اون کے زمانہ مین اون سے زیادہ کوئی خدا ترس نہ تھا، خدا کی قسم اون کے زمانے مین اون سے زیادہ کوئی زاہد نہ تھا"[1]، علامۂ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا کہ اب تک اون کی قبر زیارت گاہ خلایق ہے[2]،

شعراء کو اگرچہ اونھون نے اپنی زندگی مین مدح سرائی کا موقع نہین دیا تاہم اونکی وفات پر سب نے دل کھول کر مرثیے لکھے جریر نے اِن اشعار مین اپنے درد دل کا اظہار کیا،

ننعی النعاۃ امیر المومنین لنا	یا خیر من حج بیت اللہ واعتمرا

خبر مرگ پہونچانے والے ہم کو امیر المومنین کی موت کی خبر دیتے ہین، اے ان لوگون مین جنھون نے بیت اللہ کا حج اور عمرہ کیا سب سے بہتر

حملت امرا عظیما فاضطلعت بہ	وسرت فیہ بحکم اللہ یا عمرا

آپ پر ایک بڑا بوجھ لادا گیا، اور آپ نے اوس کو بغل مین دبا لیا اور اے عمر تم نے اوس مین خدا کے حکم کے موافق عمل کیا

الشمس طالعۃ لیست بکاسفۃ	تبکی علیک نجوم اللیل والقمرا
سورج نکلا ہے، گہنا یا نہین	تم پر رات کے ستارے اور چاند رو رہے ہین

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹، [2] تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز،

فرزدق کے قطرہائے اشک یہ ہین

کم من شریعة حق قد شرعت لهم　　　كانت أميتت واخرى منك منتظر

کتنی مردہ شریعتون کو تم نے زندہ کیا، اور دوسری شریعتون کے زندہ کرنے کی تم سے توقع تھی

یا لهف نفسی ولهف اللاهفین معی　　　علی العدول التی تغتالها الحفر

میرے نفس کا پچھتاوا، اور میرے ساتھ تمام افسوس کرنے والون کا پچھتاوا اوس عادل پر جسکو قبر نے اچک لیا

محارب بن دثار نے ان اشعار مین فغان سنجی کی،

لو اعظم الموت خلقا ان یواقعه　　　لعدله لم یصبک الموت یا عمر

اگر انصاف کی وجہ سے موت کسی کو نہ آسکتی　　　تو اے عمر تمھین موت نہ آتی

لو کنت املک والاقدار غالبة　　　تاتی رواحا وتبیانا وتبتکر

اگر مجھے قدرت ہوتی، حالانکہ تقدیر غالب ہے جو شام و صبح اپنے کرشمے دکھایا کرتی ہے،

صرفت عن عمر الخیرات مصرعه　　　بدیر سمعان لکن یغلب القدر

تو مین عمر سے موت کو بمقام دیر سمعان مین ٹال دیتا لیکن تقدیر غالب آتی ہے،

اسی طرح اور بھی متعدد شعراء نے مرثیے لکھے جن کو ہم طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتے ہین،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی اولاد کے لیئے جو ترکہ چھوڑا اوس کے متعلق مختلف روایتین ہین، ایک روایت مین ہے کہ اونھون نے اپنی اولاد سے کہا کہ تم خزانچی پر تہمت نہ لگانا مین صرف ۲۱ دینار چھوڑتا ہون جس مین دیر سمعان کے لوگون کے مکانات کا کرایہ ادا کرنا ہوگا، ایک مزروعہ اور قبر کی زمین کی قیمت دینا ہوگی"

ایک روایت مین ہے کہ کسی نے عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز سے پوچھا کہ اونھون نے تمھارے لیئے کسقدر چھوڑا، وہ مسکرائے اور کہا کہ اون کے داروغہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نزع کیوقت

خود اونھون نے پوچھا کہ تمھارے پاس کسقدر روپیہ ہی؟ اوس نے کہا "۴۰ دینار" اوس نے کہا کسقدر منافع کی جائداد چھوڑی؟ بولے "۶۰ سو دینار، ہم بارہ بھائی ۱۸ عورتین تھے جن کو ہم نے ۱۵ سہام پر تقسیم کرلیا،

ایک شخص نے عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر سے درخواست کی کہ "مجھے نصیحت کیجئے بولے "اوس چیز کی نصیحت کرون جو مینے دیکھی ہی یا اوس چیز کی جو مینے سُنی ہی؟ اوس نے کہا "جو آپ نے دیکھی ہے" بولے "حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گیارہ لڑکے چھوڑ کر وفات کی اور اونکا کل ترکہ ۱۷ دینار تھا جس مین ۵ دینار اون کے کفن مین صرف ہوئے، دو دینار پر قبر کی زمین خریدی گئی اور بقیہ لڑکون پر تقسیم ہوا اور ہر لڑکے نے انیس انیس درہم پائے، ہشام بن عبدالملک بھی گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا اور جب ترکہ تقسیم ہوا تو سب نے دس دس لاکھ پایا، لیکن مینے عمر بن عبدالعزیز کے ایک لڑکے کو دیکھا کہ ایک دن مین سو گھوڑے جہاد کے لئے دئیے، اور ہشام کے ایک لڑکے کو دیکھا جس کو لوگ صدقہ دے رہے ہین" بہرحال اگر اور خلفائے بنو امیہ کے ساتھ اونکا موازنہ کیا جائے تو اونھون نے نام نیک کے سوا اور کچھ نہین چھوڑا،
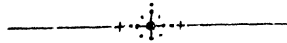
ازواج واولاد

حضرت عمر بن عبد العزیز کے چار بیبیان تھین، جن مین ایک ام الولد یعنی صاحب اولاد لونڈی
تھی، بی بیون مین ایک کا نام لمیس بنت علی بن حارث، اور دوسری کا ام عثمان بنت شعیب بن زبان،
اور تیسری کا فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان تھا، اور ان مین ہر ایک سے اولاد پیدا ہوئی، لونڈی
سے، لڑکے یعنی عبد الملک، ولید، عاصم، یزید، عبد اللہ، عبد العزیز، زبان، اور دو لڑکیان یعنی امینہ
اور ام عبد اللہ پیدا ہوئین، ام عثمان سے صرف ایک لڑکا ابراہیم پیدا ہوا، عبد اللہ، بکر، اور ام عمار
لمیس کے بطن سے تھے، اور بقیہ اولاد یعنی اسحق، یعقوب، موسیٰ فاطمہ بنت عبد الملک کے بطن سے
تھین، اس طرح اون کی اولاد ذکور وانات کی مجموعی تعداد ۱۶ تھی، جن کے حالات حسب ذیل ہین،

عبد الملک

عبد الملک نہایت متقشف اور زاہد تھے، ایک دن بی بی خوب بن سنور کر سامنے آئی، تو
کہا کہ "اب تم کو عدت مین بیٹھنا چاہئے"، بعض مشائخ اہل شام کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز
نے اپنے بیٹے عبد الملک ہی کو دیکھکر عبادت گذاری اختیار کی، سیار بن الحکم کا بیان ہے کہ عبد الملک
حضرت عمر بن عبد العزیز سے بھی افضل تھے، میمون بن مہران فرماتے ہین کہ مینے ایک گھر مین تین آدمیون
سے بہتر نہین دیکھا، ایک عمر بن عبد العزیز دوسرے اون کے بیٹے عبد الملک، اور تیسرے اونکے مولیٰ مزاحم"
اس بنا پر حضرت عمر بن عبد العزیز انکو نہایت محبوب رکھتے تھے، اور اون پر نہایت اعتماد کرتے تھے،
چنانچہ خلیفہ ہونے کے ساتھ اون کو ایک خط مین لکھا کہ "اپنے بعد مین اپنی وصیت اور نصیحت کا سب سے
زیادہ مستحق تمکو سمجھتا ہون، اور تم بھی اون کے محفوظ رکھنے کے سب سے زیادہ اہل ہو، خدا نے ہم پر بہت بڑا

احسان کیا ہی، اور جو نعمتین رہ گئی ہین وہ بھی عطا کرے گا تو خدا کا جو احسان تم پر اور تمھارے باپ پر ہی اوس کو یاد کرو اور اپنے باپ کو ہر اوس معاملہ مین جس پر وہ قادر ہے، اور جس سے تمھارے خیال مین وہ عاجز ہے، مدد دو"

عبد الملک نے اس نصیحت پر شدت کے ساتھ عمل کیا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز کو خلافت کے اہم معاملات مین ہمیشہ مدد دی، حضرت عمر بن عبد العزیز اموال مغصوبہ کو بنو امیہ کے فتنہ و فساد کے خوف سے بتدریج و تمہل واپس کرنا چاہتے تھے، لیکن عبد الملک ہی کے مشورے سے اونھون نے اس کام کو سب سے پہلے انجام دیا،

ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز کسی بات پر سخت برہم ہوئے، عبد الملک بھی اوس جگہ موجود تھے، جب اونکا غصہ فرو ہوا تو بولے اے امیر المومنین! آپ اس درجہ پر پہونچکر اس قدر غصہ ہوتے ہین؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو کیا تم غصہ نہین ہوتے؟ بولے "میری توند سے کیا فائدہ اگر مین غصہ کو ہضم نہ کر جاؤن" (اونکا پیٹ بڑا تھا)

ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز دربار کر رہے تھے، دوپہر ہوئی تو تھک کر اوٹھ گئے اور آرام لینے لگے، عبد الملک حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ آپ اندر کیون چلے آئے؟ فرمایا "تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہون" بولے "رعایا دروازے پر آپ کا انتظار کر رہی ہے اور آپ اون سے چھپتے ہین کیا موت پر آپکو اعتماد ہی کہ وہ اس حالت مین نہ آجائیگی؟ حضرت عمر بن عبد العزیز اوسی وقت اوٹھے اور پھر دربار کرنا شروع کیا،

عبد الملک نے باپ کی زندگی ہی مین بعارضۂ طاعون انتقال کیا، بیماری کی حالت مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے اونکے پاس جاکر حال پوچھا تو بولے "مین اپنے آپ کو حق پر پاتا ہون لیکن خدا کی قسم آپ کی مرضی مجھے اپنی مرضی سے زیادہ محبوب ہے" موت کے بعد لاش کے پاس گئے اور یہ

دیکھکر یہ شعر پڑھا،

لا یغرنک عشاء ساکن　　　قد یوافی بالمنیات السحر

تم کو بے خوف وخطر شام دھوکا نہ دے　　　کیونکہ موت صبح کو بھی آتی ہے

پھر فرمایا "اے بیٹے دنیا مین تم ویسے ہی تھے جیسا کہ خدا کہتا ہے،

المال والبنون زینة الحیاة الدنیا　　　مال و اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہین،

اور تم دنیا کی افضل ترین زینت تھے، اور مجھے توقع ہو کہ آج سے تم باقیات الصالحات مین داخل ہو گئے جس کا ثواب سب سے بڑھکر ہے"

کفن پہنایا جانے لگا تو چہرے کو دیکھکر فرمایا "بیٹے خدا تم پر رحم کرے اور تمھاری مغفرت کرے" دفن ہونے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا "اے بیٹے خدا تجھ پر رحم کرے، بچپن مین تم خوشی کا باعث تھے، جوانی مین حق پدری ادا کرنے والے تھے،" اسکے بعد تمام لوگون کو مخاطب کرکے ایک تقریر کی اور سب کو نوحہ و بکا سے روکدیا،

لوگون نے عام طور پر حاضر ہو کر رسم تعزیت ادا کی، ایک بدو نے کھڑے ہو کر تعزیت مین یہ اشعار پڑھے،

تعز امیر المومنین فانه　　　لما قد تری یغذی الولید و یولد

هل ابنک الا من سلالة آدم　　　لکل علی حوض المنیة مورد

عبدالعزیز

یہ یزید بن عبد الملک اور مروان بن محمد کی جانب سے مکہ اور مدینہ کے گورنر تھے وہ رواۃ حدیث مین ہین، اور صحاح مین اون کی روایتین مذکور ہین،

عبداللہ

یزید بن ولید کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے، یہ جب وہان کے گورنر مقرر ہوکر آئے تو بصرہ والون نے ایک نہر کھدوانے کی درخواست کی، اونھون نے یزید کو اسکی اطلاع دی، یزید نے لکھا کہ "اگر عراق کا کل خراج صرف ہوجائے تب بھی نہر کھدواؤ"، چنانچہ اونھون نے ۳ لاکھ کے صرف سے ایک نہر کھدوائی جو اون کے نام سے مشہور ہے[1]،

بقیہ اولاد یعنی اسحٰق، یعقوب، بکر، موسیٰ، ولید، عاصم، یزید، زبان، امیۃ، ام عمار اور ام عبداللہ مین بعض نے بچپن ہی مین وفات کی، اور بقیہ نے کوئی خاص ناموری حاصل نہین کی،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ انتظام کیا تھا صالح بن کیسان جو علماء مدینہ مین بڑے پایہ کے محدث تھے، اونکی نسبت تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی اولاد کے مودب یعنی اتالیق تھے[2]، انکے علاوہ اون کے مولیٰ سہل بھی اس خدمت پر مامور تھے اور حضرت عمر بن عبد العزیز اونکو بہترین تعلیم و تربیت پر خود متوجہ کرتے رہتے تھے، ایک بار اون کو ایک خط مین لکھا کہ "مینے اچھی طرح سمجھ بوجھ کر تمام موالی اور خواص مین سے تم کو اپنی اولاد کی تادیب کے لیئے انتخاب کیا ہی، اونکو خشونت سکھاؤ کہ یہ اون کے قدم کو راسخ کریگی، اور ترک صحبت کی طرف توجہ دلاؤ کہ وہ غفلت پیدا کرتی ہی، اور کم ہنسنے دو کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہی، تمہارے ادب سے پہلی بات جو وہ سیکھین وہ راگ باجے کی طرف سے نفرت ہو، کیونکہ مینے ثقات سے سنا ہے کہ راگ باجے کا سننا دل مین نفاق پیدا کرتا ہی جس طرح پانی گھاس کو اوگاتا ہی، ان مین ہر لڑکا قرآن مجید کا ایک ٹکڑا شروع کرے، اور نہایت احتیاط کے ساتھ اوس کی قرأت کرے، جب اس سے فارغ ہوجائے تو ہاتھ مین تیر و کمان لیکر برہنہ پا نکل جائے اور سات تیر چلائے، پھر قیلولہ کرنے کیلیئے

---

[1] فتوح البلدان ص ۳۷۰،

[2] تذکرۃ الحفاظ تذکرہ صالح بن کیسان،

واپس آئے، کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اے بچو قیلولہ کرو اسلیئے کہ شیطان قیلولہ نہین کرتا[1]،

حلیہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا رنگ سفید، چہرہ پتلا اور آنکھین گہری تھین، بچپن مین گھوڑے نے پیشانی پر لات ماردی تھی جسکا نشان باقی تھا، اور اسلیئے وہ اشج بنو امیہ کہلاتے تھے، اخیر عمر مین بال سفید ہونے لگے تھے، جسم لاغر تھا، اور یہ غالباً زہد و تقشف کا اثر تھا،

[1] یہ تمام تفصیل سیرۃ عمر بن عبدالعزیز کے اٹھیسوین باب مین ہے،

اخلاق وعادات

حسن خلق | نہایت خوش خلق اور نرم خو تھے، چند خاص لوگ تھے جن سے رات کو معاملات خلافت کے متعلق مشورہ لیا کرتے تھے جب اون کا جی چاہتا کہ یہ لوگ یہان سے اوٹھ جائین تو صرف اسقدر کہتے کہ اگر آپ لوگ چاہین،

ایک بار عبداللہ بن حسن اپنی ضرورتون کے لیے سلیمان بن عبدالملک کے پاس آئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو واسطہ بنایا، اور اسلیئے اکثر اونکے یہان آنا جانا شروع کیا، ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اون سے کہا کہ "آپ میرے یہان اوسی وقت آیئے جب آپ کو اندر آنے کی اجازت مل سکے، کیونکہ مجھے یہ گوارا نہین ہو کہ آپ میرے دروازے پر آئین اور آپ کو اذن نہ ملے"

ایک دن وہ آئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ "فوج مین ایک شخص مبتلائے طاعون ہو گیا ہو، آپ اپنے وطن کو تشریف لیجائین کیونکہ آپ مجھے بہت عزیز ہین"[1]

ایک بار چند آدمیون کے پاس غلطی سے بغیر سلام کیے ہوئے بیٹھ گئے، یاد آیا تو اوٹھکر سب کو سلام کر لیا تو بیٹھے،[2]

کسی کی دلشکنی گوارا نہ تھی، ایک بار گھوڑ دوڑ کرائی، تو جو لوگ پیچھے رہگئے اونکو بھی انعام سے کلیۃً محروم نہین کیا،[3]

تواضع وسادات، | خلافت سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک مغرور، اور جاہ پسند شخص تھے

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۶۳، [2] ر صفحہ ۶۴،

[3] ر صفحہ ۶۵،

نہایت عمدہ کپڑے پہنتے تھے، نہایت عمدہ خوشبو لگاتے تھے، اور راہ مین اکڑتے ہوئے چلتے تھے،
لیکن خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اونکے اخلاق و عادات مین جو عظیم الشان انقلاب ہوا، اوس نے عجب و
غرور کو تواضع و انکسار سے بدلدیا، جب وہ مدینہ کے گورنر تھے تو وضع قطع سے صاف معلوم ہوتا
تھا کہ یہ گورنر ہین، لیکن خلیفہ ہونے کے بعد کسی نے یہ نہین جانا کہ وہ خلیفہ ہین،

خلیفہ ہونے کے بعد جب شاہانہ سواریان آئین تو اون کو یہ کہکر واپس کردیا کہ "میرا خچر میرے لیے
کافی ہے" سوار ہو کر چلے تو کوتوال نے برچھا لیکر آگے آگے چلنا چاہا لیکن اوس کو یہ کہکر ہٹا دیا کہ "مین
بھی عام مسلمانون کی طرح ایک مسلمان ہون" قصر خلافت مین داخل ہوئے تو تمام پردون کو چاک
چاک کرادیا، اور خلفاء کے لیے جو فرش بچھایا جاتا تھا اوس کو فروخت کراکے اوس کی قیمت بیت المال
مین داخل کروادی[۱]،

خلفاء بنو امیہ کا دستور تھا کہ جب کسی جنازہ مین شریک ہوتے تھے تو سب سے الگ انکے بیٹھنے
کے لیے ایک خاص چادر بچھائی جاتی تھی، ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز ایک جنازہ مین
شریک ہوئے اور حسب معمول اونکے لیے بھی یہ چادر بچھائی گئی، لیکن وہ اوس کو پانون سے ہٹا کر
زمین پر بیٹھ گئے، اور کہا کہ یہ کیا ہے[۲]، سرکاری پہرہ دارون کو تعظیم کے لیے اوٹھنے کی بالکل ممانعت کردی
تھی اور اون کے ساتھ برابر بیٹھتے تھے[۳]،

اون کو عجب، غرور اور فخاری سے اسقدر نفرت تھی کہ جب خطبہ دیتے، یا کوئی تحریر لکھتے، اور
اوسکے متعلق دل مین غرور پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا، تو خطبہ مین چپ ہو جاتے اور تحریر کو پھاڑ ڈالتے،
اور فرماتے کہ خدایا مین اپنے نفس کی برائی سے پناہ مانگتا ہون[۴] فرمایا کرتے تھے کہ "فخاری کے خوف
سے مین زیادہ نہین بولتا[۵]"،

---

[۱] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۵۳-۵۴، [۲] صفحہ ۵۷، [۳] صفحہ ۸۶، [۴] صفحہ ۶۳، [۵] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۰،

اگرچہ وہ خلیفہ اور امیرالمومنین تھے مگر اپنے آپ کو ہمیشہ عمر ہی سمجھا کیئے، ایک بار اون کا ایک
بھائی آیا اور کہا کہ "اگر آپ چاہین تو مین آپ کو عمر سمجھکر ایسی بات کہون جو آج آپ کو ناپسند اور کل پسندیدہ
ہو، ورنہ امیرالمومنین سمجھکر ایسی گفتگو کرون جو آج آپ کو محبوب اور کل مبغوض ہو، بولے "مجھے عمر ہی سمجھکر
وہ بات کہو جو آج مجھے ناپسند اور کل پسند ہو"

ایک بار رات کو رجاء بن حیوۃ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعۃً چراغ جھلملانے لگا، پہلو ہی
مین ایک ملازم سویا ہوا تھا، رجاء نے کہا کہ اسکو جگا نہ دون؟ بولے "سونے دو" اونھون نے کہا "مین خود
اوٹھکر چراغ کو ٹھیک کر دون" فرمایا "مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے" بالآخر چادر رکھکر خود ہی
اوٹھے، برتن سے زیتون کا تیل لیا، اور چراغ کو ٹھیک کر کے پلٹے تو کہا کہ "جب مین اوٹھا تھا تب بھی
عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہون"

اونھون نے باوجود خلیفہ ہونے کے کبھی اپنے آپ کو عام مسلمانون بلکہ لونڈی غلامون سے
بھی بالاتر نہین سمجھا، ایک بار لونڈی اون کو پنکھا جھل رہی تھی کہ اسی حالت مین اوس کی آنکھ لگ گئی،
اونھون نے خود پنکھا لے لیا، اور اوسکو جھلنے لگے وہ جاگی تو شور کیا، بولے "تو بھی میری طرح ایک آدمی ہے،
میری طرح تجھے بھی گرمی معلوم ہوئی اسلیئے مینے چاہا کہ جس طرح تو نے مجھے پنکھا جھلا ہے مین بھی تجھے پنکھا
جھل دون"

جنازون مین عموماً شریک ہوتے اور عام مسلمانون کی طرح تابوت کو کاندھا دیتے ہوئے چلتے،
ایک بار بارش کے دن مین ایک جنازہ کی نماز پڑھائی، اتفاقاً ایک مسافر آگیا جس کے بدن پر چادر
نہ تھی اونھون نے اوس کو بلا لیا، اور اپنی چادر کا بچا ہوا حصہ اوسکو اڑھا دیا،

خاکساری کی وجہ سے مداحی کو سخت ناپسند کرتے تھے، ایک بار کسی شخص نے
اون کے سامنے اون کی تعریف کی، تو بولے "مجھے جو حال اپنے نفس کا معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہوتا

تو تم میرے چہرے کی طرف دیکھتے بھی نہین"

اِس تواضع و فروتنی کا یہ اثر تھا کہ جو لوگ اون کو شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ دیکھنا چاہتے تھے وہ اون کو پہچان ہی نہین سکتے تھے، حکم بن عمر الرعینی کا بیان ہی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اِس حلقہ سے اُٹھکر اوس حلقہ مین جا بیٹھتے تھے تو جو اجنبی لوگ آتے تھے وہ ناآشنایانہ پوچھتے تھے کہ امیر المومنین کس حلقہ مین ہین؟ وہ یہ سُنکر اوٹھ جاتے، لیکن جب تک اونگلی سے اشارہ نہ کیا جاتا کہ یہ امیر المومنین ہین وہ وہ لوگ اون کو پہچان نہ سکتے،

لیکن باوجود اِس عجز و خاکساری کے خودداری کا سررشتہ ہاتھ سے نہین چھوڑتے تھے، خلیفہ ہونے کے بعد اہل خاندان سے میل جول کم کردیا تو اون مین بعض لوگون نے کہا کہ "آپ مغرور ہوگئے"، بولے "مین پہلے ایک لونڈا تھا خاندان کے لوگ بلا اجازت میرے پاس آتے تھے، میرے فرش کو روندتے تھے، اور ایک ایسے شخص کے ساتھ جو حاکمانہ حیثیت نہ رکھتا ہو جو برتاؤ کیا جاسکتا ہے کرتے تھے، لیکن خلیفہ ہونے کے بعد مین نے یہ فیصلہ کیا کہ یا تو مین قدیم حالت کو قایم رکھنے کے ساتھ حق کی مخالفت پر اون کو سزا دون، یا یہ کہ اون سے اختلاط چھوڑ دون، تاکہ خود اونکو اِس کی جرأت نہ ہونے پائے، مینے یہی آخری صورت اختیار کی ہی، ورنہ غرور تو صرف خدا کی چادر ہی مین اوس کے متعلق اوس سے کیونکر جنگ کرسکتا ہون[1]،

حلم | حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اگرچہ عنفوان شباب سے لیکر تا دمِ مرگ حاکمانہ حیثیت کے ساتھ زندگی بسر کی، تاہم وہ ہمیشہ حلیم، نرم خو، اور متحمل مزاج رہے، ایک بار ایک خارجی نے سلیمان بن عبدالملک کو بُرا بھلا کہا جس کی پاداش مین اوس نے اوس کو قتل کروادیا، لیکن قتل سے پہلے جب حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مشورہ کیا تو اونھون نے کہا کہ آپ بھی اوس کو بُرا بھلا کہہ لیجئے[2]،

---

[1] یہ تمام واقعات سیرۃ عمر بن عبدالعزیز از صفحہ ۶۲ تا صفحہ ۶۵ مین درج ہین، [2] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۱۰۳،

سلیمان بن عبد الملک کی زندگی مین تو یہ اونکا مشورہ تھا، لیکن اوس کی وفات کے بعد جب
خود خلیفہ ہوئے تو اس پر عمل کرنے کا وقت آیا، چنانچہ ایک بار اون کے عامل عبد الحمید بن عبد الرحمان نے
اون کو لکھا کہ "میرے اجلاس مین ایک شخص اس جرم مین پیش کیا گیا ہو کہ وہ آپ کو گالیان دیتا ہی،
مینے اوس کی گردن اُڑادینی چاہی تھی، لیکن پھر اس خیال سے قید کر دیا کہ اس بارے مین آپ کی رائے
لیلون" حضرت عمر بن عبد العزیز نے جواب مین لکھا کہ "اگر تم اوس کو قتل کر دیتے تو مین تم سے قصاص لیتا
رسول اللہ صلعم کے سوا کسی اور کے گالی دینے پر کوئی شخص قتل نہین کیا جا سکتا، اسلئے اگر تمھارا جی
چاہے تو اوسکو گالی دے لو، ورنہ رہا کر دو"[1]

ایک بار وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ اسی حالت مین ایک شخص نے کہا کہ "مین گواہی دیتا
ہون کہ تم فاسق ہو" یہ سنکر صرف اسقدر بولے کہ "تم جھوٹے گواہ ہو مین تمھاری شہادت کو قبول نہین کرتا"
ایک بار کسی نے اونکو کلمات ناملائم کہے، لوگ بولے کہ آپ کیون چپ ہین؟ فرمایا کہ "تقوی نے
مونھ مین لگام لگا دی ہے"

ایک بار کسی نے ایک آدمی کی نسبت اون سے کہا کہ یہ آپ کو گالی دیتا ہی، اونھون نے اوسکی
طرف سے مونھ پھیر لیا، اوس نے پھر کہا، اب کی بھی روگردانی کی، اوس نے تیسری بار کہا تو بولے
کہ "عمر اوسکو اس طرح ڈھیل دے رہا ہے کہ اوس کو خبر تک نہین ہوتی"

ایک بار وہ سوار جا رہے تھے کہ ایک پاپیادہ شخص سواری کی جھپیٹ مین آگیا، اور اوسنے
غصہ کی حالت مین کہا کہ "دیکھ! تو دیکھتا نہین" جب سواریان نکل گئین تو اوس نے کہا کیا کوئی ہی جو مجھے
اپنے پیچھے بٹھالے؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے غلام سے کہا کہ "اس کو چشمہ تک لیتے چلو"
ایک بار رات کو مسجد مین گئے، ایک شخص سو رہا تھا، اندھیرے مین اوسکو اونکے پاؤن کی ٹھوکر

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۰۲

لگ گئی اوس نے جھلاکر کہا کیا تم پاگل ہو؟ بولے "نہین" چپراسی نے اِس گستاخی پر اوسکو سزا دینی چاہی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے روک دیا اور کہا کہ "اوس نے مجھ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تم پاگل ہو، مینے جواب دیدیا کہ "نہین"

ایک بار اونکو کسی شخص نے سخت بات کہی، بولے "تو چاہتا ہے کہ حکومت کے غرور مین مین بھی تیرے ساتھ وہی سلوک کرون جو تو کل (قیامت کے دن) میرے ساتھ کریگا" یہ کہکر اوسکو معاف کردیا،

ایک بار وہ قیلولہ کرنے کے لیئے اُٹھے، ایک آدمی ہاتھ مین کاغذ کا پلندہ لیئے ہوئے بڑھا، اور پلندے کو اون کی طرف پھینکدیا، اونھون نے مُڑکے دیکھا تو پلندہ مُنھ پر جاکے گرا اور رخسارون پر چوٹ لگی، اور گالون سے خون جاری ہوگیا، لیکن اونھون نے نہایت خاموشی کے ساتھ اوسکی عرضی پڑھی اور اوس کی حاجت کو پورا کیا،

ایک بار ایک بچے نے اون کے کسی لڑکے کو مارا، لوگ اوسکو اونکی بی بی فاطمہ کے پاس لیگئے، حضرت عمر بن عبد العزیز دوسرے کمرے مین تھے شور سنا تو نکل آئے، فاطمہ دونون بچون کو اونکے پاس لیگئین اور کہا کہ یہ میرا بچہ ہے اور یہ یتیم ہے،" اونھون نے پوچھا کہ اِس یتیم بچہ کو وظیفہ ملتا ہے؟ بولین "نہین" فرمایا کہ "اوسکا نام وظیفہ خوار بچون مین لکھ لو،" فاطمہ نے کہا کہ "اگر میرے بچے کو دوبارہ نہ مارے تو اوسکے ساتھ خدا یہ سلوک کرے، بولے "تم نے اوسکو گھبرادیا"،

ایک بار ایک شخص پر سخت برہم ہوئے اور اوسکو برہنہ کرکے کوڑے لگوانے چاہے، لیکن جب کوڑا لگانے کا وقت آیا تو بولے کہ اسکو رہا کردو اگر مین غصہ مین نہ ہوتا تو اوسکو سزا دیتا، پھر یہ آیت پڑھی، والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس[1]،

---

[1] یہ تمام واقعات سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۷ تا صفحہ ۷۰ مین ہین

صبر | ایک زمانے مین حضرت عمر بن عبد العزیز پر دفعۃً مصیبتون کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، یعنی اون کے سب سے زیادہ محبوب لڑکے عبد الملک، سب سے زیادہ عزیز بھائی سہل بن عبد العزیز، اور سب سے زیادہ وفادار خادم مزاحم نے چند ہی دنون کے وقفہ مین انتقال کیا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِس حالت مین صرف یہی نہین کہ سررشتہ صبر وسکون کو ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا بلکہ اِس موقع پر وہ استقامت دکھائی کہ لوگون کو اون کے ضبط وتحمل پر تعجب ہوا، وہ عبد الملک کو دفن کر رہے تھے کہ ایک شخص نے بائین ہاتھ کا اشارہ کرکے کہا کہ "خدا امیر المومنین کو اِس صبر پر اجر دے"، بولے گفتگو مین بائین ہاتھ سے اشارہ نہ کرو، داہنے سے کرو، اوس نے کہا کہ مین نے آج سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ ہی نہین دیکھا، ایک شخص اپنے محبوب ترین فرزند کو دفن کر رہا ہی پھر اوس کو داہنے بائین ہاتھ کا بھی خیال ہی،

لوگ اُن کے اعزہ کی وفات پر تعزیت مین کتنے ہی رقت خیز فقرے استعمال کرتے لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز اون کے جواب مین ہمیشہ صبر وشکر کا اظہار فرماتے، ایک بار ربیع بن سبرہ اون کے پاس آئے اور کہا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو اجر جزیل دے مجھے کوئی شخص نظر نہین آتا کہ چند روز کے وقفہ مین اتنی عظیم الشان مصیبتون مین مبتلا ہوا ہو، خدا کی قسم مینے آپ کے بیٹے کا سا بیٹا، آپ کے بھائی کا سا بھائی، اور آپ کے غلام کا سا غلام نہین دیکھا، یہ سُنکر حضرت عمر بن عبد العزیز نے گردن جھکالی، ربیع کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اوس نے کہا تم نے امیر المومنین کو بیقرار کر دیا، اب حضرت عمر بن عبد العزیز نے سر اوٹھایا اور کہا کہ "ربیع تم نے کیا کہا؟ اونھون نے دوبارہ انہی فقرون کا اعادہ کیا، بولے اوس ذات کی قسم جس نے اونکی موت کا فیصلہ کیا مین یہ نہین پسند کرتا کہ یہ واقعات نہ ہوتے عبد الملک کی وفات کے بعد جو خطبہ دیا اوس مین کہا کہ بچپن سے آجتک وہ میرے دل کی مسرت اور آنکھون کی ٹھنڈک تھے، لیکن آج سے زیادہ وہ میری آنکھون مین کبھی خنک نہین معلوم ہوئے اونکی وفات پر تمام ممالک محروسہ مین حکم بھیجدیا کہ ماتم ونوحہ نہ کیا جائے[1]،

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۴،

تورع ودیانت ایک خلیفہ کی حفاظت مین سب سے زیادہ اہم امانت جو آتی ہی وہ بیت المال یعنی خزانہ ہی، اسلیئے اوسکی دیانت کا اصلی معیار اسی کو قرار دیا جاسکتا ہے، اور واقعات بتاتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی دیانت ہمیشہ اس معیار پر ٹھیک اوتری،

وہ رات کو خلافت کا کام بیت المال کی شمع سامنے رکھکر انجام دیتے تھے، لیکن جب اپنا کام کرنا ہوتا تو اوس شمع کو اوٹھوا دیتے اور ذاتی چراغ منگواکر کام کرتے۔

فرات بن مسلم ہر جمعہ کو اونکی خدمت مین سرکاری کاغذات پیش کیا کرتے تھے، ایکدن اونھون نے کاغذات دکھائے تو اونھون نے اوس مین سے بقدر ایک بالشت کے سادہ کاغذ لے لیا اور اپنے ذاتی کام مین لائے، چونکہ فرات کو اون کی دیانت کا حال معلوم تھا، اسلیئے اونھون نے دل مین کہاکہ امیر المومنین سے بھول چوک ہوگئی، دوسرے دن اونھون نے اون کو مع کاغذات کے طلب کیا وہ آئے تو اون کو کسی دوسرے کام کے لیئے بھیجدیا، وہ پلٹے تو بولے کہ اب تک تمھارے کاغذات کے دیکھنے کا موقع نہین ملا، اِسوقت جاؤ پھر بلا لونگا، اونھون نے گھر جاکر کاغذات کھولے، تو جتنا کاغذ نکل لیا تھا اوتنا اوس مین موجود پایا،

فقرا ومساکین کے لیئے بیت المال کے مصارف سے جو مہمان خانہ قایم کیا تھا اوس سے نہ خود فائدہ اوٹھاتے تھے، نہ خاندان مین کسی شخص کو فائدہ اوٹھانے دیتے تھے، عام طور پر حکم دے رکھا تھا کہ ہمارے غسل اور وضو کا پانی مہمان خانہ کے باورچی خانہ مین گرم نہ کیا جائے، ایک بار اون کی غفلت مین ملازم نے ایک ماہ تک وضو کا پانی مطبخ خانہ مین گرم کیا، اون کو معلوم ہوا تو اتنی لکڑی خرید کر باورچی خانہ مین داخل کردی[۱]،

ایک بار سرکاری کوئے سے گرم کیا ہوا پانی وضو کے لیئے آیا تو وضو کرنے سے انکار کر دیا،

---

[۱] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز،

ایک بار غلام کو گوشت کا ایک ٹکڑا بھوننے کے لیئے دیا وہ سرکاری باورچی خانہ سے بھون لایا، تو بولے کہ تمھین کھاؤ یہ تمھاری قسمت مین لکھا ہوا تھا میری قسمت مین نہ تھا،[1]

ایک دن گھر مین آئے تو دیکھا کہ لونڈی ایک پیالے مین تھوڑا سا دودھ لیئے ہوئے ہی، بولے یہ کیا ہے؟ اوس نے کہا آپ کی زوجہ حمل سے ہین اون کو دودھ کی خواہش ہوئی اور حمل کی حالت مین اگر عورت کے دل مین اس قسم کی خواہش پیدا ہو اور وہ پوری نہ کی جائے تو اوس سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہوجاتا ہی، اسلیئے مین یہ دودھ دار الضیافۃ سے لائی ہون، اونھون نے اوسکا ہاتھ پکڑا اور چیختے ہوئے بی بی کے پاس لے گئے اور کہا کہ اگر حمل کو فقرا اور مساکین کے کھانے کے سوا کوئی چیز قایم نہین رکھ سکتی تو خدا اوسکو قایم نہ رکھے، اب بی بی نے لونڈی سے کہا کہ اِس کو واپس کر آؤ مین اِسے نہ کھاؤن گی،

یہ حالت دیکھکر لوگون نے کہا کہ اگر آپ خود مہمان خانہ کے کھانے سے احتراز کرینگے تو اور لوگون کو بھی احتراز ہوگا، اب وہ باورچی خانہ مین معاوضہ داخل کرکے لوگون کے ساتھ شریک طعام ہونے لگے،

ایک بار اونھون نے اپنے غلام مزاحم سے کہا کہ مجھے ایک رحل لادو وہ ایک رحل لائے جسکو اونھون نے بہت پسند کیا، اور بولے کہ اس کو کہان سے لائے؟ اونھون نے کہا کہ مین نے سرکاری اصطبل خانے مین یہ لکڑی پائی، اور اوسی کی یہ رحل بنوائی، بولے جاؤ بازار مین اسکی قیمت لگواؤ، وہ گیا تو لوگون نے نصف دینار قیمت لگائی، اوس نے پلٹ کر خبر دی تو اونھون نے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہی؟ ہم بیت المال مین ایک دینار داخل کردین تو ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاوینگے، اوس نے کہا کہ قیمت تو نصف دینار لگائی گئی ہی، بولے بیت المال مین دو دینار داخل کردو،

---

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز

ایک بار بیت المال سے مشک نکال کر اون کے سامنے رکھا گیا، اونھون نے اِس خوف سے کہ خوشبو دماغ مین پہونچ جائے گی، ناک بند کرلی، اِس پر اون کے ایک ہمنشین نے کہا کہ اگر آپ خوشبو سونگھ لیتے تو آپ کا کیا بگڑتا، بولے مشک خوشبو کے سوا، اور کس فائدہ کے لیے خریدا جاتا ہے[1]،

ایک بار ایک شخص نے اون کی خدمت مین کھجورین روانہ کین، آدمی کھجورین سامنے لایا تو پوچھا اِن کو کس چیز پر لائے ہو، اوس نے کہا کہ ڈاک کے گھوڑون پر، چونکہ ڈاک کا تعلق سرکاری چیزون سے تھا اس لئے حکم دیا کہ کھجورون کو بازار مین لیجا کر فروخت کرلاؤ، وہ بازار مین آیا تو ایک مروانی نے اوس کو خرید لیا، اور پھر حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین ہدیۃً بھیجا جب کھجورین سامنے آئین تو بولے کہ یہ تو وہی کھجورین ہین، یہ کہکر کچھ سامنے کھانے کے لیے رکھ لین اور کچھ گھر مین بھیجدیا، لیکن بیت المال مین قیمت داخل کردی،

ایک بار اونھون نے لبنان کے شہد کا شوق ظاہر کیا، ابن سعدی کرب وہان کے عامل تھے اون کی بی بی نے اونکو کہلا بھیجا اور اونھون نے وہان سے بہت سا شہد بھیجدیا، شہد سامنے آیا تو بی بی کی طرف خطاب کرکے کہا کہ غالباً تم نے معدی کرب کے ذریعہ سے اِس کو منگوایا ہے، پھر اوس کو فروخت کرواکے بیت المال مین قیمت داخل کرادی اور معدی کرب کو لکھا کہ اگر تم نے دوبارہ ایسا کام کیا تو مین تمھارا منھ بھی دیکھنا پسند نہ کرون گا،

ایک بار اون کی بی بی نے ڈاک کے خچر پر اپنے غلام کو روانہ کیا اور وہ دو دینار کا شہد خرید لایا، شہد حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے آیا تو بی بی سے قسم لینا چاہی، وہ شہد کا پیالہ اٹھا لائین، اونھون نے زائد قیمت پر اوس کو فروخت کرواڈالا، اور بی بی کو دو دینار دیکر بقیہ قیمت بیت المال مین داخل کردی،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز،

اور کہا کہ تم نے مسلمانون کے جانور کو عمر کے لیئے تکلیف دی، دوسری روایت مین ہو کہ اونھون نے کہا کہ اگر مسلمانون کو میری قے سے فائدہ پہونچ سکتا تو مین قے کر دیتا،

ایک بار سرکاری سیب تقسیم فرمارہے تھے، اونکا ایک صغیر السن بچہ آیا اور ایک سیب اوٹھا کر کھانے لگا، اونھون نے سیب کو اوسکے ہاتھ سے نہایت سختی کے ساتھ چھین لیا، بچہ روتا ہوا ماں کے پاس آیا، اوس نے بازار سے سیب منگا کر اوس کو دیدیا، حضرت عمر بن عبد العزیز گھر مین آئے تو سیب کی خوشبو سونگھ کر بولے کہ کہین سرکاری سیب تو گھر مین نہین آئے اونکی بی بی نے واقعہ بیان کیا، بولے کہ مینے سیب اپنے بیٹے سے چھینا تو گویا اپنے دل سے چھینا، لیکن مجھے یہ پسند نہ آیا کہ خدا کے سامنے مسلمانون کے سیب کے لیئے اپنے آپ کو برباد کر دون[1]،

خناصرہ مین اگرچہ اگلے خلفار نے بہت سے مکانات بنوائے تھے، لیکن چونکہ وہ بیت المال کی آمدنی سے تعمیر ہوئے تھے، اسلیئے جب وہان گئے تو اون مکانات مین اوترنا پسند نہین کیا اور میدان مین قیام کیا[2]،

جرأت وآزادی | خلافت سے پہلے اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیز ہمیشہ خلفار کے ماتحت اور زیر اثر رہے، تاہم اونھون نے خلفار کے سامنے ہر موقع پر اپنی آزادی کو قایم رکھا،

ولید بن عبد الملک نے اون سے سلیمان بن عبد الملک کی بیعت فسخ کرانی چاہی تو اونھون نے صاف انکار کیا اور کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے ایک ساتھ تم دونون کی بیعت کی ہے، اسلیئے یہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ اوس کی بیعت فسخ کر دین، اور آپ کی قائم رکھین،

ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز اور سلیمان بن عبد الملک کے غلامون مین لڑائی ہوئی حضرت عمر بن عبد العزیز سلیمان کے پاس گئے تو اوس نے کہا یہ کیا بات ہو کہ تمھارے غلامون نے ہمارے غلامون کو

---

[1] یہ تمام واقعات سیرت عمر بن عبد العزیز کے پچیسوین باب مین مذکور ہین، [2] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸،

مارا؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مجھے آپ کے کہنے سے پیشتر اس واقعہ کی خبر نہ تھی، سلیمان نے کہا کہ آپ جھوٹ کہتے ہین، بولے تم کہتے ہو کہ مین جھوٹ کہتا ہون، حالانکہ جب سے مجھے ہوش ہوا مین جھوٹ نہین بولا، خدا کی زمین وسیع ہے جو آپ کی صحبت سے بے نیاز کر سکتی ہے، یہ کہکر وہان سے اوٹھے اور مصر کا ارادہ کیا، بالآخر سلیمان نے خود اونکو منا کر بلایا،

ایک بار سلیمان بن عبد الملک کے پاس اوسکا بیٹا ایوب جس کو اوس نے ولی عہد بنایا تھا بیٹھا ہوا تھا حضرت عمر بن عبد العزیز آئے تو ایک آدمی نے بعض خلفاء کی بی بیون کی وراثت طلب کی، سلیمان نے کہا کہ عورتین جائداد نہین پاتین، حضرت عمر بن عبد العزیز نے سنا تو نہایت تعجب سے بولے سبحان اللہ قرآن مجید کہان ہے؟ سلیمان نے غلام کو بلایا اور کہا کہ عبد الملک نے اسکے متعلق جو تحریر لکھی ہے وہ اوٹھا لاؤ، حضرت عمر بن عبد العزیز نے طنزاً یہ کہا کہ گویا تم قرآن منگواتے ہو، ایوب نے یہ طعنہ سُنا تو بولا کہ امیر المومنین کی خدمت مین اگر کوئی شخص اس قسم کی باتین کرے گا تو ممکن ہے کہ دم زدن مین اوسکی گردن اوڑا دی جائے، حضرت عمر بن عبد العزیز بولے کہ اگر تم خلیفہ ہوگے تو رعایا کو اس سے بھی زیادہ صدمہ پہونچیگا، سلیمان نے یہ گفتگو سُنی تو ایوب کو ڈانٹا کہ عمر سے اس قسم کی باتین کرتے ہو، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ہمنے بھی تو کھری کھری سُنائی،

اسی جرأت و آزادی کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ خلفار کو ہر قسم کی اخلاقی نصیحتین کرتے تھے، اور اونکی ناراضی کی اونکو مطلق پروا نہین ہوتی تھی، چنانچہ اونھون نے ایک بار عبد الملک بن مروان کو ایک خط مین لکھا کہ،

> تو ایک چرواہا ہے، اور ہر چرواہے سے اوس کے مویشیون کے متعلق سوال ہوگا، انس بن مالک نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے کہ اونھون نے یہ رسول اللہ صلعم سے سنا ہے، کہ خدائے واحد تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا، اور خدا سے زیادہ صادق البیان کون ہوسکتا ہے،

ایک بار سلیمان بن عبد الملک حج کے لیئے روانہ ہوا، حضرت عمر بن عبد العزیز بھی ساتھ تھے، مقام عسفان کے قریب پہونچکر اوس نے اپنا لاؤ لشکر اور خیمہ وخرگاہ دیکھا تو عجب وغرور کے نشے مین حضرت عمر بن عبد العزیز سے پوچھا کہ تم کو یہ چیزین کیسی نظر آتی ہین، بولے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ دنیا دنیا کو کھا رہی ہے، تم سے اسکا سوال اور مواخذہ کیا جائیگا، عرفات مین قیام کیا تو بادل آیا اور بجلی اس زور سے چمکنے لگی کہ سلیمان سہم کر اونٹ کے کجاوے پر سرنگون ہوگیا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ بادل تو رحمت لیکر آیا ہے، اگر عذاب لیکر آیا ہوتا تو کیا حال ہوتا؟ اوس کے بعد سلیمان نے مجمع کی طرف دیکھکر کہا کہ کتنے آدمی جمع ہین حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ تمھارے فریق ہین،

ایک صحرا مین اسی قسم کا ایک اور واقعہ پیش آیا، تو سلیمان نے گھبرا کر ایک لاکھ درہم حضرت عمر بن عبد العزیز کو صدقہ کرنے کے لیئے دیئے کہ اسکی برکت سے رعد وبرق کی یہ آفت ٹل جائے حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اس سے بہتر ایک کام ہی سلیمان نے کہا وہ کیا؟ بولے بعض لوگ جن کی جائداد مغصوبہ تمھارے پاس ہے اونھون نے تمھارے ساتھ آنا چاہا لیکن اب تک نہ پہونچ سکے، سلیمان نے اونکے تمام مال وجائداد واپس کردیئے،

وقار | متانت اور سنجیدگی کی وجہ سے شور وغل کو نہایت ناپسند کرتے تھے، ایک بار ایک شخص نے اون کے پاس بلند آواز سے گفتگو کی تو فرمایا کہ صرف یہ کافی ہے کہ انسان کی بات اوسکا ہمنشین سن لے، مذاق کو نہایت ناپسند کرتے تھے، ایک بار خاندان بنو امیہ کے چند لوگ جمع ہوئے اور اونکے سامنے ظرافت آمیز گفتگو شروع کی، بولے تم لوگ اسی لیئے جمع ہوئے ہو، صحبتون مین قرآن مجید کے متعلق گفتگو کرو ورنہ کم از کم شریفانہ باتین تو ضرور ہونی چاہئیں،

جن اعضاء کے نام لینے سے شرم آتی ہے اونکا نام نہین لیتے تھے، ایک بار بغل مین پھوڑا نکلا، لوگون نے

۱؎ یہ تمام واقعات سیرۃ عمر بن عبد العزیز کے آٹھوین باب مین مذکور ہین، ۲؎ سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۳،

پوچھا کہ کہان پھوڑا نکلا ہے چونکہ بغل کا نام لینا پسند نہین کرتے تھے، اسلئے کہا کہ میرے ہاتھ کے باطن مین[1]،

اسی طرح ایک صحبت مین ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تیری بغل کے نیچے، بولے اِس سے بہتر طریقہ سے گفتگو کیون نہین کرتے لوگون نے کہا کہ وہ کیا، فرمایا ہاتھ کے نیچے کہنا[2] زیادہ بہتر تھا

رحمدلی | مزاج مین نہایت رحم تھا، ایک بار ایک بدو نے پردرد الفاظ مین اپنی حاجت کا اظہار کیا تو رو پڑے، یہ رحم صرف انسانون تک محدود نہ تھا، بلکہ اونکو جانورون تک کی تکلیف گوارا نہ تھی اونکے پاس ایک خچر تھا جس کو اونکا غلام کرایہ پر چلاتا تھا، کرایہ کی آمدنی معمولاً روزانہ ایک درہم تھی، ایک دن غلام ڈیڑھ درہم لایا تو بولے کہ یہ اضافہ کیونکر ہوا؟ اوس نے کہا کہ آج بازار تیز تھا، بولے نہین تم نے جانور سے زیادہ کام لیا، اِس کو اب تین دن آرام لینے[3] دو،

ڈاک کے جانورون کے متعلق حکم دیا تھا کہ ان کے کوڑے کی نوک مین چبھنے والا لوہا نہ لگایا جائے، اور اون کے منہ مین بھاری لگام نہ دی جائے[4]،

شرم وحیا | مزاج مین سخت شرم وحیا تھی، حمام مین جاتے تھے، تو بعض خدام اور بعض بچون کے سوا اندر کوئی نہین جاسکتا تھا[5]،

نصیحت پذیری | سلاطین کو خودبینی پند وموعظت کے قبول کرنے سے باز رکھتی ہے لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایک اثر پذیر دل پایا تھا، اور اوس کے ساتھ اونکو یقین تھا کہ خلافت کا بوجھ ایک ایسا بوجھ ہے جو اگر دیانت کے ساتھ اوٹھایا جائے تو تنہا نہین اوٹھ سکتا، اسلئے وہ علما سے نصیحت کے طالب ہوتے تھے، اور اونکی نصیحتون سے شدت کے ساتھ متاثر ہوتے تھے، ایک بار امام حسن بصری کو لکھا کہ مجھے اختصار کے ساتھ نصیحت کیجئے، چنانچہ اونھون نے مختصر الفاظ مین چند نصیحتین لکھ بھیجین،

ایک بار تمام فقہاء عراق کو اِس غرض سے طلب فرمایا، سب لوگ آئے لیکن امام حسن بصری نے

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۴۴، [2] ر صفحہ ۴۲، [3] ر صفحہ ۹۰، [4] کتاب الخراج صفحہ ۱۱۵، [5] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۵،

علالت کا عذر کیا اور ایک نصیحت آمیز خط بھیجا، حضرت عمر بن عبد العزیز کو وہ خط ملا تو آنکھون سے لگایا، اور اوسکے مضمون سے اسقدر متاثر ہوئے کہ رو پڑے،

جب خلیفہ ہوئے تو حضرت سالم بن عبد اللہ اور محمد بن کعب اونکے پاس گئے، وہ باری باری دونون سے نصیحت کے طالب ہوئے، اونھون نے نصیحتین کین تو شدت تاثیر سے رو پڑے، بعض علماء خود جاتے اور اون سے نصیحت کرنے کی درخواست کرتے وہ بخوشی اجازت دیتے اور وہ نصیحت کرتے، ایک بار ابن اہتم اون کی خدمت مین گئے اور کہا کہ "آپ کو مسرور کرون" بولے نہین کہا نصیحت کرون، بولے ہان، چنانچہ اونھون نے ایک عام خطبہ دیا جس مین خصوصیت کے ساتھ حضرت عمر بن عبد العزیز کی طرف خطاب کیا،

علماء نے اون کو جو جو نصائح کئے ہین، اون سب کو علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب کے ایک باب مین جمع کر دیا ہے، لیکن نہایت افسوس ہے کہ یہ مجموعہ پند و موعظت ایک ایسے شخص کے لیے موزون نہین ہے، جو دیندار ہونے کے ساتھ دنیا دار بھی ہو، ان نصیحتون مین اوس دنیا کا تو بہت کچھ ذکر آیا ہے لیکن اس عالم سے آنکھین بند کر لی ہین، حالانکہ ایک خلیفہ یا بادشاہ کی اصلی سعادت گاہ یہی دنیا ہے،

زہد و تقشف خلافت کے سلسلے نے سلیمان بن عبد الملک تک پہونچکر قیصر و کسریٰ کا قالب اختیار کر لیا تھا، خود حضرت عمر بن عبد العزیز خلافت سے پہلے اسی ٹھاٹھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، چنانچہ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے ہین،

کان اذ ذاک لا یذکر بکثیر عدل ولا زھد	وہ اس وقت عدل و زہد مین کچھ ایسے مشہور نہ تھے،

مدینہ کے گورنر مقرر ہو کر روانہ ہوئے تو ۳۰ اونٹ ذاتی ساز و سامان سے لدے ہوئے ساتھ ساتھ تھے، رجاء بن حیوۃ کا بیان ہے،

کان عمر بن عبد العزیز من اعطر الناس والبس الناس واخیلھم	عمر بن عبد العزیز سب سے زیادہ خوش پوشاک، سب سے زیادہ خوشبو لگانے والے، اور سب سے زیادہ مغرورانہ

فی مشیتہ[1] - اندازسے چلنے والے تھے،

اون کی خوشبومین پوریون لونگ ڈالی جاتی تھی، اور داڑھی پرنمک کی طرح عنبر چھڑکتے تھے، ریاح بن عبیدہ کہتے ہین کہ گورنری مدینہ کے زمانہ مین اونھون نے مجھے ایک جبہ خریدنے کا حکم دیا، مین دس اشرفی پرخرید لایا، تواوس کوچھوکر بولے کہ مجھے اس مین کرختگی محسوس ہوتی ہی[2]، خود حضرت عمر بن عبد العزیز کو اپنی عیش پرستی کا اعتراف ہی چنانچہ فرماتے ہین،

ثم تاقت نفسی الی اللبس والعیش والطیب فما علمت ان احدا من اھل بیتی ولا غیرھم کان فی مثل ما کنت فیہ[3]،

پھر مجھے لباس خوشبو اور عیش پرستی کا شوق پیدا ہوا تو میری دانست مین نہ میرے خاندان مین اور نہ دوسرے خاندان مین کوئی شخص اوس طرح امیرانہ زندگی بسر کرتا تھا جس طرح کہ مین،

روز نئے نئے کپڑے بدلتے تھے، اونکا بیان ہی کہ جب میرے کپڑون کو لوگ دیکھ لیتے تھے تو مین سمجھتا تھا کہ یہ پرانا ہوگیا،

اس تنعمانہ زندگی کا اثر اون کے جسم سے علانیہ نظر آتا تھا، یونس بن ابی شبیب کا بیان ہے کہ مینے اون کو زمانہ خلافت سے پہلے خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو اونکے پائجامہ کا نیفا اونکی توند کے شکن مین غائب ہوگیا تھا، لیکن خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اونکی حالت مین دفعتہً انقلاب پیدا ہوا، پہلے وہ عمر بن عبد العزیز تھے، اب عمر بن الخطاب ہوگئے، حسن بصری ہوگئے، امام زہری ہوگئے، چنانچہ علامہ ذہبی اون کی قدیم حالت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہین،

ولکن تجدد لما استخلف وقلبہ اللہ فصار بعد فی حسن السیرۃ والقیام بالقسط مع جدہ لامہ

لیکن جب خلیفہ ہوئے تو خداوند تعالی نے اونکو بالکل نئے قالب مین بدلدیا، اب وہ عدل وانصاف مین اپنے نانا عمر کے

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۵۱، [2] ر صفحہ ۱۵۰، [3] ر صفحہ ۶۶، [4] ر صفحہ ۱۶۴

عمر و فی الزهد مع الحسن البصری و فی العلم مع الزهری   زہد مین حسن بصری کے، اور علم مین امام زہری کے مثل ہو گئے،

رجاء بن حیوۃ جنھون نے اون کی قدیم حالت کو دیکھا تھا فرماتے ہین کہ خلیفہ ہونے کے بعد اونکے لباس یعنی عمامہ، قمیص، قبا، کرتہ، موزہ اور چادر کی قیمت لگائی گئی تو صرف ۱۲ درہم ٹھہری،

ریاح بن عبیدہ جنھون نے دس اشرفی کا جبہ خرید کر اونکے سامنے پیش کیا تھا، اور وہ اونکو سخت معلوم ہوتا تھا اون کا بیان ہے کہ خلافت کے بعد مین اونکے لیئے اونکا ایک جبہ صرف ایک اشرفی پر خرید کر لایا تو اونھون نے اوسکو دیکھکر کہا کہ کس قدر نرم ہے،

اونکا بیان تھا کہ میرا دل خوشبو اور لباس کا مشتاق ہوا تو مینے اس معاملہ مین اپنے تمام خاندان پر تفوق حاصل کیا، لیکن اوسکے بعد خود اونکا بیان ہے کہ میرا دل آخرت کی طرف مائل ہوا اور اب مین آخرت کو دنیا کے مقابل مین برباد کرنا نہین چاہتا،

یونس بن شبیب جنھون نے اونکے جسم کا وہ رنگ و روغن دیکھا تھا، کہ پیٹ مین بل پڑگئے تھے، اونکا بیان ہے کہ خلافت کے بعد اگر مین گننا چاہتا تو بغیر چھوئے ہوئے اونکی پسلیون کو گن سکتا تھا،

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جس وقت بادشاہ نہ تھے، اوس وقت سب سے بڑے بادشاہ تھے، اور جب تاج خلافت سر پر رکھا تو بالکل راہب ہو گئے، خدم و حشم، عطر و لباس اور دوسرے سامان آرائش کو ۲۳ ہزار دینار پر فروخت کر کے خدا کی راہ مین دیدیا[۱] چنانچہ جب اصطبل خانون کے داروغہ آئے، اور گھوڑ دن اور سائیسون کا خرچ مانگا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اونکو مختلف صوبون مین بھیجدیا کہ فروخت کر کے اونکی قیمت خدا کی راہ مین دیدیجائے، غلامون کے لیئے تنخواہ وغیرہ کا سوال ہوا تو تمام صوبون کے اندھے، اپاہج اور یتیم جمع کرائے اور ان غلامون کو اون پر تقسیم کر دیا،[۲] اور خود وہ ابراہیم ادھم بن گئے، جس کا اثر اونکے تمام مظاہر زندگی سے نمایان ہوتا تھا،

لباس | کپڑا نہایت سادہ اور معمولی درجہ کا پہنتے تھے، اور اون مین متعدد پیوند لگے رہتے تھے، ایک بار قمیص کے گریبان

---

[۱] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۴، [۲] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۵۵،

مین آگے اور پیچھے دونون طرف پیوند لگے ہوئے تھے، نماز پڑھکر بیٹھے تو ایک شخص نے کہا کہ اے امیرالمومنین خدا نے آپکو سب کچھ دیا ہی، کاش آپ عمدہ کپڑے پہنتے، یہ سنکر تھوڑی دیر تک گردن جھکالی، پھر سر اوٹھاکر کہا میانہ روی تمول کی حالت مین اور عفو و درگذر قدرت کی حالت مین بہتر ہے[1]،

ایک شخص کا بیان ہو کہ مینے اون کو ایک ایسی قمیص پہنے دیکھا جس کے پورے شانے پر پیوند لگا ہوا تھا[2]، اکثر اوقات جسم پر صرف ایک کپڑا رہتا تھا اور اوسی کو بار بار دھوکر پہنتے تھے، میمون بن مہران کا بیان ہے کہ اونھون نے ایک چادر ۶ مہینے تک نہین بدلی وہی ہر جمعہ کو دھوئی جاتی تھی، اور اوس پر زعفران کا رنگ دیدیا جاتا تھا، ایک روز جمعہ کے دن مسجد کے جانے مین دیر ہوئی، کسی نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو بولے کہ غلام کپڑے دھونے کو لے گیا ہے[3]،

مسلمہ کا بیان ہو کہ مین مرض الموت مین اونکی عیادت کو گیا تو دیکھا کہ ایک میلی سی قمیص پہنے ہوئے ہین، اونھون سنے اونکی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیرالمومنین کی قمیص دھوڈالو، دوسرے روز گئے تو بدن پر پھر وہی قمیص نظر آئی، بولے کہ مینے تم کو قمیص اسلئے دھونے کو کہا کہ لوگ عیادت کو آتے ہین، بولین اسکے سوا اونکے پاس کوئی قمیص ہی نہین[4]،

غذا

غذا نہایت معمولی کھاتے تھے، ایک بار صبح کو گھر سے دیر مین نکلے، اسلئے اہل صحبت کو خیال ہوا کہ کسی کی ناراض تو نہین ہین، اون کو اسکی اطلاع ہوئی تو بطور معذرت کے کہا کہ رات مینے مسور اور چنے کی دال کھائی اسلئے نفخ ہوگیا، اہل مجلس مین ایک صاحب بولے کہ اے امیرالمومنین خداوند تعالے نے تو اپنی کتاب مین کہا ہی،

فکلوا من طیبات ما رزقنا کم — ہم نے تم کو جو کچھ دیا ہی اون مین سے بہتر چیزین کھاؤ،

بولے افسوس تم نے اسکے اولٹے معنے لئے، اِس سے مراد وہ مال ہی جو کسب حلال سے حاصل کیا جائے لذیذ کھانا مراد نہین[5]،

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۱۴۲، [2] صفحہ ۰۰۰، [3] طبقات صفحہ ۲۹۶، [4] ر صفحہ ۱۵۴، [5] صفحہ ۱۵۰، [6] صفحہ ۲۷۰،

محمد بن زبیر الحنظلی کا بیان ہو کہ مین ایک شب اونکے پاس گیا تو دیکھا کہ روٹی کے ٹکڑے زیتون کے تیل کے ساتھ کھارہے ہین[1]،

ایک دن اونھون نے اندر گھر مین ایک شخص کو بلالیا وہ اندر پہنچا تو دیکھا کہ ایک دسترخوان پر ایک طشت ہے رومال سے ڈھکی ہوئی رکھی ہو حضرت عمر بن عبد العزیز نماز پڑھ رہے ہین، نماز پڑھ چکے تو دسترخوان کو سامنے کھینچکر کہا کہ آؤ کھاؤ، کہان وہ مصر و مدینہ کی زندگی اور کہان یہ زندگی، یہ کہکر رو پڑے اور پھر کچھ نہ کھایا[2]،

ایک بار اونکے خادم کو دال کھانے کے لئے ملی تو بولا روز روز دال، اوس کی سیدہ نے کہا کہ تمھارے آقا امیر المومنین کی بھی یہی غذا ہی[3] لیکن یہ معمولی غذا بھی تا زمانہ خلافت کبھی پیٹ بھر کر نہین کھائی[4]،

مکان | قصر و محل لازمۂ عمارت ہین لیکن اونھون نے عمر بھر ذاتی حیثیت سے کوئی عمارت تعمیر نہین کی فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کی سنت یہی ہی، آپ دنیا سے رخصت ہوئے اور اینٹ کو اینٹ پر اور شہتیر کو شہتیر پر نہین رکھا[5] یہانتک کہ گھر مین ایک بالاخانہ تھا جس کے زینے کی ایک اینٹ ہلتی تھی جس سے اوترتے چڑھتے ہر وقت گرنے کا خوف معلوم ہوتا تھا، ایک دن اون کے غلام نے اوسکو مٹی سے جوڑ دیا وہ چڑھے تو اوسکی حرکت محسوس نہین ہوئی، غلام سے پوچھا تو اوس نے واقعہ بیان کیا، بولے مٹی کو اوکھیڑ ڈالو مینے خدا سے عہد کرلیا تھا کہ اگر خلیفہ ہونگا تو ایک اینٹ بھی دوسری اینٹ پر نہ رکھونگا[6]،

اہل وعیال | بی بی سے بالکل علحدگی اختیار کرلی تھی، اون کی بی بی فاطمہ کا بیان ہو کہ خلیفہ ہونے کے بعد اونکو کبھی غسل جنابت کی ضرورت نہین ہوئی، مینے ایک بار کسی فقیہ کے یہان کہلا بھیجا کہ امیر المومنین جو کر رہے ہین یہ جائز نہین ہی، وہ بی بی سے بالکل تعلق نہین رکھتے، اونھون نے اون سے ذکر کیا تو بولے کہ جسکی گردن پر تمام امت محمدیہ کا بوجھ ہو اور قیامت کے دن اوسکا مواخذہ کیا جائے وہ کیونکر ان تعلقات کو قائم رکھ سکتا ہی، اس بے تعلقی کی وجہ سے بی بی بالکل بیوہ عورتون کی طرح زندگی بسر کرتی تھین، ایک دولت مند گھرانے کی بی بی نے یہ حال دیکھا تو اونھون نے

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۰۲، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۵۱، [3] صفحہ ۲۰۵، [4] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۷، [5] صفحہ ۱۵۹، [6] ۲۰۰،

اون کو جواب دیا کہ عمر کو یہی پسند ہی،[1]

لونڈیان جو تھین، اون کو اختیار دیدیا تھا کہ جس کا جی چاہے آزاد ہوجائے اور جو رہنا چاہین وہ رہین لیکن انکو اون سے کوئی فائدہ نہین پہونچ سکتا،[2]

روزانہ خرچ کل دو درہم تھا[3] جس کا بار کبھی بیت المال پر نہین ڈالا، ذاتی آمدنی جو کچھ تھی وہ بھی خلافت کے بعد کم ہوگئی، کیونکہ اموال مغصوبہ کی واپسی کے سلسلے مین اونھون نے سب سے پہلے خود اپنی جائداد واپس کین جس وقت خلیفہ ہوئے تھے اونکی جائداد کا منافع پچاس ہزار دینار تھا لیکن وفات کے وقت گھٹ کر دو سو دینار رہگیا،[4] ایسی حالت مین اہل وعیال نہایت عسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، ایک بار عبد اللہ بن زکریا اون کے یہان گئے اور انکے اہل وعیال کی تنگدستی کو دیکھکر اونکا دل بھر آیا، بولے کہ یا امیر المومنین آپ اپنے عمال کو سو سو دینار، دو دو سو دینار بلکہ اس سے بھی زیادہ مشاہرہ دیتے ہین، بولے اگر وہ قرآن وحدیث کے مطابق عمل کرین تو یہ بہت کم ہے، مین اونکو معاش کے جھگڑون سے بالکل نجات دلانا چاہتا ہون، اونھون نے کہا کہ جب یہ جائز ہی اور جبکہ آپ خود اون سے زیادہ کام کرتے ہین تو آپ بھی مشاہرہ لیجیے، اور اپنے اہل وعیال کو فارغ البال کیجیے، کیونکہ وہ بہت محتاج ہین، بولے کہ تم نے یہ ہماری ہمدردی اور بھلائی کی نیت سے کہا ہی، پھر بایان ہاتھ داہین ہاتھ پر رکھکر بولے لیکن یہ گوشت کل کا کل خدا کے مال سے پیدا ہوا ہی اور اب مین خدا کے مال سے اوس مین کوئی اضافہ نہین کرنا چاہتا،

ایک بار گھر مین ضروریات معاش کے لیے کچھ نہ تھا اونکے غلام مزاحم سخت پریشان ہوئے کہ کیا انتظام کیا جائے مجبوراً ایک شخص سے پانچ دینار قرض لیے، یمن کی جائداد کا منافع آیا تو وہ نہایت خوش ہو کر اوس کے پاس گئے کہ ابھی قرض ادا کرتا ہون یہ کہکر گھر مین گئے تو سر پر ہاتھ رکھکر نکلے، اور کہا کہ خدا امیر المومنین کو اجر دے، خدا امیر المومنین کو اجر دے، اس رقم کو بھی جو اونکی ذاتی رقم تھی بیت المال مین داخل کر دیا،[5]

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۵۲، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۳، [3] تاریخ الخلفا صفحہ ۲۳۰، [4] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۰۲، ایک روایت مین ۴۰ ہزار دینار اور چار سو دینار بھی ہی، [5] ؎ صفحہ ۱۶۴،

ایک بار گھر مین گئے اور بی بی سے کہا کہ ایک درہم ہے؟ مین انگور خریدنا چاہتا ہون؟ بولین نہین، فرمایا ایک پیسہ ہوگا؟ اونھون نے غصّے کے لہجے مین جواب دیا کہ تم امیرالمومنین ہو کر ایک درہم بلکہ ایک پیسے کی بھی مقدرت نہین رکھتے؟ بولے جہنم کی ہتکڑیون سے یہ زیادہ آسان ہے[1]

بچون سے اگرچہ نہایت محبت رکھتے تھے لیکن اس محبت کا اظہار کبھی دنیوی زیب وزینت کی صورت مین نہین ہوتا تھا، ایک بار اونھون نے اپنی لڑکی امینہ کو نہایت پیار سے پاس بلایا، لیکن وہ کچھ نہ بولی، اب ایک آدمی کو بھیجکر بلوایا، اور نہ آنے کی وجہ پوچھی، اوس نے کہا میرے پاس کپڑا نہ تھا، مزاحم کو حکم دیا کہ فرش کو پھاڑ کر اوسکے لیے ایک قمیص تیار کروادو، حسن اتفاق سے لڑکی کی پھوپھی ام البنین نہایت دولتمند تھین، ایک آدمی اونکے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا اونھون نے ایک تھان کپڑا بھیجدیا اور کہا کہ عمر سے کچھ نہ مانگو،[2]

ایک بار اونکے صاحبزادے عبداللہ آئے اور کپڑے مانگے، اونھون نے اونکو خیار بن رباح بصری کے پاس بھیجدیا کہ ہمارے کپڑے وہان رکھے ہوئے ہین، وہ گئے تو خیار نے گاڑھے کے کپڑے نکال کر سامنے رکھدیے، اور کہا کہ جس قدر ضرورت ہو لیلو، اونھون نے کہا کہ یہ میری اور میرے خاندان کی پوشش نہین ہے، اونھون نے کہا کہ امیرالمومنین کے یہی کپڑے ہین، جو میرے پاس ہین، عبداللہ پلٹے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے واقعہ بیان کیا تو بولے کہ ہمارے پاس تو یہی کپڑے ہین، اب اونھون نے ایوس ہو کر پلٹنا چاہا تو بولے کہ اگر لینا چاہو تو مین تمھارے وظیفہ مین سو دینار پیشگی دلوا سکتا ہون، وہ راضی ہوگئے تو اونھون نے سو اشرفیان لوادین لیکن جب وظیفہ تقسیم ہوا تو اوسکو مجرا لیلیا،[3]

اونکی اولاد مین اگر کوئی کسی بیش قیمت چیز کا استعمال کرتا تو اوسکو بھی منع کرتے، ایک بار اونکے صاحبزادے نے انگوٹھی بنوائی اور اوسکے لیے ہزار درہم کا نگینہ خریدا، حضرت عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا تو لکھا کہ اس انگوٹھی کو فروخت کرڈالو، اور اس رقم سے ہزار بھوکون کا پیٹ بھرو، اور ایک لوہے کی انگوٹھی خرید کر اوسپر یہ عبارت کندہ کرالو، خدا اوس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی قدر پہچانی،[4]

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۱۵۴، [2] صفحہ ۲۰۵، [3] صفحہ ۲۰۲، [4] صفحہ ۲۰۵،

تقویٰ و تورع | بعض چیزین ایسی ہوتی ہین جو بظاہر جائز معلوم ہوتی ہین، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ بھی شبہہ سے خالی نہین ہوتین، تقویٰ و تورع کا تعلق انھی چیزون سے ہی، اور بہت کم لوگ ان سے اجتناب کرتے ہین لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز مین یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا، اگر کبھی ذمیون کے یہان مہمان ہوتے اور وہ لوگ دودھ، دہی، اور ترکاری وغیرہ لاتے تو ان سے زیادہ معاوضہ دیکر ان چیزون کو استعمال مین لاتے، اور اگر وہ معاوضہ لینے سے انکار کرتے تو ان چیزون کو نہ کھاتے، لیکن اگر کوئی مسلمان کوئی چیز ہدیۃً دیتا تو اسکو سرے سے قبول ہی نہین کرتے،[1] ایک بار انھون نے سیب کی خواہش ظاہر کی، انکے خاندان کا ایک شخص اٹھا اور انکی خدمت مین ایک سیب ہدیۃً بھیجدیا، آدمی سیب لیکر آیا تو اسکو قبول تو نہین کیا لیکن اخلاقاً فرمایا کہ جاکر کہدو کہ آپ کا ہدیہ پسند خاطر ہوا، اوس نے کہا کہ یہ تو گھر کی چیز ہی آپکو معلوم ہی کہ رسول اللہ صلعم ہدیہ قبول فرماتے تھے، بولے کہ رسول اللہ صلعم کے لیے ہدیہ بے شبہہ ہدیہ تھا لیکن وہ ہمارے لیے رشوت ہی،[2]

ایک بار ایک شخص نے کہا کہ مین ہر سال آپ کی خدمت مین مربۂ زنجبیل روانہ کرتا تھا، اس سال بھی لایا ہون بولے مجھے تمھارے مربے کی ضرورت نہین، جب کسی چیز مین شبہہ واقع ہو تو اسکو چھوڑ دو،[3]

توکل | حضرت عمر بن عبد العزیز کو توکل علی اللہ نے تمام خطرات سے بے پروا کر دیا تھا، ایک بار اون سے بہت سے لوگون نے کہا کہ آپ کھانا دیکھ بھال کے کھائین، نماز پڑھین تو ساتھ ساتھ پہرہ دار رکھین کہ کوئی شخص حملہ نہ کر بیٹھے، طاعون مین جیسا کہ تمام خلفار کا طریقہ تھا باہر نکل جائین، بولے کہ آخر وہ لوگ کیا ہوئے؟ جب اون لوگون نے سخت اصرار کیا تو فرمایا کہ خداوندا اگر تیرے علم مین روز قیامت کے سوا اور کسی دن سے ڈرون تو میرے خوف کو اطمینان نہ دے،[4]

چونکہ خوارج کے ناگہانی حملون سے تمام خلفار کی زندگی غیر مامون ہوگئی تھی، اسلیے خلفار کی حفاظت کے لیے بکثرت پہرہ دار رہتے تھے جس کی ابتدا حضرت امیر معاویہؓ نے کی تھی حضرت عمر بن عبد العزیز نے اگرچہ کلیۃً ان پہرہ دارون کو معزول نہین کیا تاہم اون سے صاف صاف کہدیا کہ مین تم سے بالکل بے نیاز ہون، تقدیر الٰہی میری حفاظت کے لیے کافی ہی تم مین جسکا

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۶۲، [2] صفحہ ۱۶۰، [3] صفحہ ۱۶۶، [4] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۷،

جی چاہے رہے، جس کا جی چاہے چلا جائے[1]،

پاس خاندان حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ مذہبی حیثیت سے اپنے خاندان کے آئین جہانبانی کو ناپسند کرتے تھے تاہم اون کو اپنے خاندان کی عزت وحرمت کا کچھ کم پاس نہ تھا،

ایک بار خوارج نے اون سے اثنائے مناظرہ مین کہا کہ جب تک آپ اپنے خاندان سے تبری اور اون پر لعنت ملامت نہ کرینگے ہم آپ کی اطاعت قبول نہ کرینگے، بولے کیا تم نے فرعون پر لعنت کی ہے؟ اون سب نے کہا نہین، بولے جب تم نے فرعون سے درگذر کی تو مین اپنے خاندان سے کیون نہ چشم پوشی کرون، درآنحالیکہ اون مین برے بھلے نیک و بد ہر قسم کے لوگ تھے[2]،

ایک بار کسی نے حضرت امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہا، تو اونھون نے اوسکو تین کوڑے مارے، اور تمام زمانۂ خلافت مین صرف یہی تین کوڑے تھے جو اونھون نے اپنے ہاتھ سے مارے تھے[3]،

اعزہ سے محبت حضرت عمر بن عبد العزیز اعزہ واقارب سے نہایت محبت رکھتے تھے، اونکے چچا عبد اللہ بن مروان کا انتقال ہوا تو اگرچہ اوس زمانہ مین وہ امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، تاہم تمام سامان عیش کو تہ کرکے رکھدیا، اور دو ڈھائی مہینے تک صرف کمل پہنتے رہے، قاسم بن محمد نے سمجھایا تو پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے[4]،

بیٹون مین عبد الملک سے بہت زیادہ محبت تھی، ایک بار میمون بن مہران سے کہا کہ میرا بیٹا عبد الملک میری آنکھون مین کھب گیا، کہین میرے جذبات عقل پر تو غالب نہین آگئے، مین چاہتا ہون کہ آپ کراوس کے علم و فضل کا امتحان لین[5]،

دشمنون کے ساتھ رفق وملاطفت دشمنون کے ساتھ نرمی کرنا صرف اون لوگون کا کام ہے جو انتہا درجہ کے شریف ہون اور حضرت عمر بن عبد العزیز اسی قسم کے لوگون مین تھے، اسلام مین خوارج کا فرقہ ہمیشہ سے خلفاء کا دشمن رہا ہے،

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۰، [2] صفحہ ۷۷، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز، [4] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۳۵، [5] صفحہ ۶۳،

لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے ہمیشہ اس فرقہ کے ساتھ رفق و ملاطفت کا برتاؤ کیا، ایک بار کسی خارجی نے سلیمان ابن عبد الملک کو فاسق اور فاسق زادہ کہا، اوس نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے رائے طلب کی تو بولے کہ جس طرح اوس نے آپ کو برا بھلا کہا ہے آپ بھی کہہ لیجیے،[۱]

ایک بار چند خارجی اونکی خدمت مین آئے، اور مناظرہ کرنا شروع کیا، حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعض ہمنشینون نے کہا کہ ذرا اگڑ کر اون کو مرعوب کیجیے، لیکن وہ اون کے ساتھ نہایت نرم خوئی کے ساتھ گفتگو کرتے رہے، یہان تک کہ وہ سب ایک خاص شرط پر راضی ہوکر چلے گئے، اب حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے ہمنشین کے زانو پر ہاتھ مارکر کہا کہ جب تک دوا سے صحت ممکن ہو کسی کو داغنا نہین چاہیے،[۲]

خارجیون کے ساتھ معرکہ کارزار پیش آیا تو بہ ہزار دقت ان شرائط کے ساتھ جنگ کی اجازت دی کہ عورت، بچے، قیدی قتل نہ کیے جائین، زخمیون کا تعاقب نہ کیا جائے، جو مال غنیمت ہاتھ آئے، وہ انہی کے اہل و عیال کو واپس دیدیا جائے، قیدی اوس وقت تک قید رکھے جائین جبتک کہ راہ راست پر آجائین،

اون کے نزدیک حجاج اس قدر مبغوض شخص تھا، کہ اوسکے تمام خاندان کو جلاوطن کردیا تھا اور تمام عمال کو ہدایت کی تھی کہ اوس کی روش نہ اختیار کرین، لیکن باانیہمہ جب اونکے سامنے ریاح بن عبیدہ نے حجاج کو گالی دی تو روکا اور بولے اے ریاح جب مظلوم ظالم کو خوب برا کہہ کر اپنا بدلہ لے لیتا ہے تو ظالم کو اوس پر فضیلت حاصل ہوجاتی ہے،[۳]

اونکے تمام دشمنون کو اونکی اس رفق و ملاطفت کا اسقدر یقین تھا، کہ جراح نے جب مخلد بن یزید المہلب کو اون کے حکم سے گرفتار کیا، تو اوسکے ساتھ قید کی حالت مین اس قدر نرمی کی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اونکو لکھا کہ تم آل مہلب کی ماں ہو جو اُسکے لیے بستر بچھاتی ہے، اور اُسیر اوسکو سلاتی ہے لیکن باانیہمہ اوس نے خود حضرت عمر بن عبد العزیز کے دربار کی حاضری کو اس عیش و آرام پر ترجیح دی، اور اوس کا یہ خیال صحیح نکلا چنانچہ جب وہ اونکی خدمت مین حاضر ہوا تو اونھون نے اوسکو بالکل رہا کر دیا،[۴]

---

[۱] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۳، [۲] صفحہ ۶۲، [۳] صفحہ ۹۰، [۴] صفحہ ۹۶،

اہل حاجت کی امداد جو لوگ محتاج اعانت ہوتے تھے حضرت عمر بن عبد العزیز ہر ممکن طریقہ سے اونکی امداد کرتے تھے، ایک بار عبد اللہ بن حسن اپنی ضروریات کے لیۓ سلیمان بن عبد الملک کی خدمت مین آئے اور حضرت عمر بن عبد العزیز کو واسطہ بنایا، اونھون نے اونکو ہر قسم کی مدد دی[1]،

مدینہ کی گورنری کے زمانے مین جب کسی کے ساتھ سلوک کرنا چاہتے تھے، تو صرف اہل حاجت کو تلاش کرتے تھے[2]،

ایک بار کچھ مال آیا تو اوس مین سے ایک بیرانہ سال اندھے کے لیۓ ایک رقم نکلوائی کہ اوس سے وہ ایک ملازم رکھ لے جو اوس کو راستہ بتاتا ہوا لے چلے[3]،

خلافت کے بعد اپنے تمام مال و اسباب کو علیحدہ کیا تو جتنے غلام تھے سب اندھے، اپاہج، اور یتیم بچون پر تقسیم کردیئے کہ ان لوگون کی خدمت کرین[4]،

ایک بار اونکے کسی صاحبزادے نے انگوٹھی بنوائی اور اوس مین ہزار درہم کا نگینہ جڑ دایا حضرت عمر بن عبد العزیز کو خبر ہوئی تو لکھا کہ اس انگوٹھی کو فروخت کرڈالو اور یہ رقم بھوکون پر صرف کرو[5]،

ایک بار اون کی خدمت مین ایک چور پیش کیا گیا، تو اوس نے احتیاج کا عذر پیش کیا، اونھون نے اوسکا عذر قبول کیا اور اوس کو دس درہم دلوائے[6].

ایک بار ایک بدو آیا اور اپنی حاجت کو نہایت پر درد الفاظ مین پیش کیا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے گردن جھکالی اور آنکھون سے مسلسل آنسو جاری ہوگئے، سر اوٹھا کر پوچھا کہ تم سب کتنے آدمی ہو؟ اوس نے کہا ایک مین اور نو بیٹیان، اونھون نے بیت المال سے سب کے وظائف مقرر کردیئے، اور سو درہم ذاتی طور پر اپنی جیب سے دیئے[7]،

عیادت و عزاداری اگرچہ امراء و سلاطین بہت کم گھر سے باہر قدم نکالتے ہین لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز دوست

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۲، [2] صفحہ ۳۰، [3] صفحہ ۱۱۱، [4] صفحہ ۵۵، [5] صفحہ ۵۰، [6] صفحہ ۹۷، [7] صفحہ ۴۷،

احباب کی عیادت وتعزیت کو بے تکلف جاتے تھے، اور اونکو تسلی دیتے تھے، ایک بار ابو قلابہ شام مین بیمار ہوسے[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز اون کی عیادت کو تشریف لے گئے، اور کہا کہ ابو قلابہ چاق وچست ہوجاؤ اور ہم پر

منافقین کو ہنسنے کا موقع نہ دو،

ایک بار ایک شخص کا لڑکا مرگیا حضرت عمر بن عبد العزیز اوس کے باپ کے پاس تعزیت کو گئے، وہ نہایت

صابر وشاکر آدمی تھا، لوگون نے کہا رضا وتسلیم اس کا نام ہے، بولے رضا نہین صبر[1]،

عمر بن عبد اللہ بن عتبہ کے باپ نے انتقال کیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اونکے پاس ایک تعزیت نامہ

بھیجا جس مین لکھا کہ ہم آخرت کے رہنے والے ہین، دنیا مین آکر قیام کرلیا ہی، مردے اور مردون کے بیٹے

ہین، تو کس قدر تعجب ہی اوس مردے پر جو مردے کو خط لکھتا ہی اور مردے کی جانب سے تعزیت دیتا ہی[2]،

ہردلعزیزی | حدیث شریف مین آیا ہے،

اذا احب اللہ العبد قال لجبرئیل	خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو جبرئیل سے
قد احببت فلانا فاحبہ	کہتا ہی کہ مین فلان سے محبت کرتا ہون تم بھی اوس سے
فیحبہ جبریل ثم ینادی	محبت کرو، اسلئے جبرئیل اوس سے محبت کرتے ہین، پھر آسمان
فی اہل السماء ان اللہ	کے رہنے والون مین منادی کرتے ہین کہ خدا فلان سے
قد احب فلانا فاحبوہ فیحبہ	محبت رکھتا ہی تم لوگ بھی اوس سے محبت کرو، اسلئے آسمان
اہل السماء ثم یضع لہ القبول	والے اوس سے محبت کرنے لگتے ہین، اس کے بعد اللہ تعالےٰ
فی الارض،	اوسکو دنیا مین مقبول عام بنا دیتا ہی،

مقبولیت، شہرت، اور ہردلعزیزی کا یہ سب سے بڑا درجہ ہی، اور محاسن اخلاق کی بدولت حضرت

عمر بن عبد العزیز کو یہ درجہ حاصل ہوا تھا چنانچہ وہ ایک بار موسم حج مین عرفہ سے گذرے تو دفعۃً تمام لوگون کی نگاہین

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۴۶، [2] ایضاً صفحہ ۲۱۴،

اُٹھ گئین سہیل ابن ابی صالح جو متذکرہ بالا حدیث کے راوی ہین، وہ بھی اس مجمع مین موجود تھے، اونھون نے یہ حالت دیکھی تو اپنے باپ سے کہا کہ میرے خیال مین خدا عمر کو محبوب رکھتا ہے، اونھون نے اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ لوگون کے دلون مین اون کی جگہ ہے، اس کے بعد یہ حدیث بیان کی[1]،

صرف مسلمانون کی خصوصیت نہین بلکہ اُن کے عدل و انصاف نے اون کو غیر قومون کی نگاہون مین بھی محبوب بنا دیا تھا، ایک بار اون کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا گذر جزیرہ سے ہوا تو ایک راہب جو کبھی اپنے صومعہ سے باہر نہین نکلتا تھا، نکلا، اور پوچھا کہ تھین معلوم ہے کہ مین کس غرض سے اپنے گوشۂ تنہائی سے باہر آیا ہون، اونھون نے کہا نہین، اوس نے کہا صرف تمھارے باپ کے حق کی بنا پر کیونکہ ہم اونکو ائمہ عدل مین پاتے ہین[2]،

---

[1] زرقانی شرح موطا جلد ۴ صفحہ ۲، [2] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۰،

علماء کی قدر دانی

حضرت عمر بن عبد العزیز کو اگرچہ خلافت کے تعلق سے ہر قسم کے لوگون سے میل جول رکھنا پڑتا تھا، تاہم اون کا اصلی میلان اہل علم کی طرف تھا، اسلیئے مختلف طریقون سے اونکی قدر دانی کرتے تھے، عدی بن رطاۃ نے جب تمام مسائل شرعیہ مین اون سے مشورہ لینا شروع کیا تو ہدایت کی کہ حسن بصری سے مشورہ لینا کافی ہے خود کوئی فیصلہ کرتے تھے تو لازمی طور پر سعید بن مسیب سے مشورہ لیتے تھے،

ایک بار ایک آدمی کو اونکے پاس کسی مسئلہ کے دریافت کرنے کے لیے بھیجا، وہ خود اون کو بلا لایا، بولے کہ قاصد نے غلطی سے آپ کو تکلیف دی، ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ سے صرف مسئلہ پوچھ کے چلا آئے[1]،

ہمیشہ علماء کا ذکر خیر کرتے تھے، بسر بن سعید کا انتقال ہوا تو اونھون نے کفن کا سامان بھی نہ چھوڑا اور عبد اللہ بن عبد الملک کا انتقال ہوا، تو اوس نے لاکھون روپیے چھوڑے، حضرت عمر بن عبد العزیز کو دونون کی موت کا حال معلوم ہوا تو بولے کہ اگر دونون کا ایک ہی انجام ہوتا تو مین عبد اللہ بن عبد الملک ہی کی زندگی کو ترجیح دیتا، اس پر مسلمہ بن عبد الملک نے کہا کہ بسر بن سعید کی سی زندگی اختیار کرنا آپ کے خاندان مین خودکشی کرنا ہے، بولے جو کچھ ہو لیکن یہ نہین ہوسکتا کہ ہم اہل فضل کے فضل کا تذکرہ چھوڑ دین[2]،

اکثر علماء سے اونکے دوستانہ تعلقات تھے، اور جب ان مین کوئی آتا تو اوس سے نہایت گرمجوشی سے ملتے، اور اون سے صحبت خاص رکھتے، ایک بار ایک عالم جو اون کے دوست تھے آئے تو اون کو اپنے پاس بٹھایا، اور خلوت مین لیجا کر دیر تک گفتگو کرتے رہے[3]،

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۹۰ تذکرہ سعید بن مسیب، [2] طبقات جلد ۵ صفحہ ۲۰۸،

[3] طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ [illegible]

شاعری وخطابت

حضرت عمر بن عبد العزیز کو اگرچہ شعر وسخن کا ذوق نہ تھا تاہم کبھی کبھی اخلاقی اشعار خود کہتے تھے، اور کبھی کبھی دوسرون کی زبان سے سنتے تھے، چنانچہ محدث ابن جوزی نے ایک خاص باب مین اس قسم کے اشعار کو جمع کردیا ہی،

ایک لحن خاص کے موجد بھی تھے جو مدینہ مین رائج ومقبول تھا،[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز کے خطبات ومواعظ بکثرت ہین، جن کو محدث ابن جوزی نے ایک مستقل باب مین جمع کردیا ہی، منبر پر وہ بالکل ابراہیم ادہم اور حضرت بایزید بسطامی کے قالب مین نمایان ہوتے ہین، اور جو کچھ کہتے ہین اونھین کی زبان سے کہتے ہین، یہی وجہ ہی کہ اونھون نے جب پہلا خطبہ دیا تو تمام خطبا، وشعرا دفعتہ اون سے الگ ہوگئے، اور فقہا وزہاد نے کہا کہ جب تک ان کے قول وفعل مین تخالف نہ ہو ہم اون کو چھوڑ نہین سکتے،[2]

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۳۰، [2] صفحہ ۱۹۶،

ارباب صحبت

خلافت سے پہلے اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیز رنگین مزاج لوگون سے صحبت رکھتے تھے، لیکن خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اونھون نے تمام سامان عیش وطرب کے ساتھ اس قسم کے احباب سے بھی قطع تعلق کر لیا، چنانچہ خلافت کے بعد جب لوگ اونکی خدمت مین آئے تو اونھون نے صرف نیک اور پرہیزگار لوگون کو باریابی کا موقع دیا، اور ایک قدیم دوست کو اس شرف سے محروم رکھا، بعض لوگون نے اون سے اس معاملہ مین گفتگو کی، تو بولے جس طرح ہم نے رنگین کپڑے چھوڑ دیے، اوسی طرح رنگین مزاج دوستون سے بھی علحدگی اختیار کر لی[1]،

حضرت عمر بن عبد العزیز سے پہلے خلفا کی بزم طرب مین سب سے زیادہ ہجوم شعرا کا ہوتا تھا، اس بنا پر جب حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو حجاز و عراق کے تمام شعرا نے اونکے دربار کا رخ کیا، اور تمام بڑے بڑے شعرا مثلاً نصیب، جریر، فرزدق، احوص، اور اخطل وغیرہ آئے، اور مہینون قیام کیا، لیکن یہان مجلس ہی کا رنگ بدلا ہوا تھا، شعرا کی کوئی قدردانی نہین کیجاتی تھی، قرا و فقہا اطراف سے بلائے جاتے تھے، اور اون کو خواص مین داخل کیا جاتا تھا، مجبوراً بعض شعرا نے ایک فقیہ سے اعانت طلب کی اور اپنی کساد بازاری کا اظہار ان اشعار مین کیا،

یا ایہا القاری المرخی عمامتہ	ھذا زمانک انی قد مضی زمنی
اے وہ قاری جس کا عمامہ لٹک رہا ہے	یہ تیرا زمانہ ہے، میرا زمانہ گذر گیا
ابلغ خلیفتنا ان کنت لاقیہ	انی لدی الباب کالمصفود فی قرن
اگر ہمارے خلیفہ سے ملو تو اوسکو یہ پیغام پہنچا دو	مین دروازے پر بیڑیون مین جکڑا ہوا ہون

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۰،

بہرحال حضرت عمر بن عبد العزیز نے خلفا کی مجالس کا رنگ بالکل بدل دیا، اور اپنی صحبت کے لیئے صرف علماء و فقہاء کو انتخاب کیا جن مین میمون بن مہران، رجا بن حیوۃ، ریاح بن عبیدہ کا شمار خواص مین تھا اور اون کے علاوہ اور علماء بھی تھے لیکن اونکا درجہ اون سے کم تھا،[1]

• حضرت عمر بن عبد العزیز کے نزدیک ارباب صحبت مین خصوصیت کے ساتھ جن اوصاف کا ہونا ضروری تھا اونکی تصریح اونھون نے خود ہی کردی تھی یعنی یہ کہ

(۱) اگر مین انصاف کی راہ نہ پاؤن تو وہ میری رہنمائی کرے،

(۲) نیکی کے کامون مین میرا مددگار رہو،

(۳) جو لوگ مجھ تک اپنی حاجت نہین پہونچا سکتے، وہ مجھ تک اونکی حاجت پہونچائے.

(۴) میرے پاس کسی کی غیبت نہ کرے،

(۵) میری اور لوگون کی جو امانت رکھے اوس کو ادا کرے[2]،

عام معمول تھا کہ ابتدائے شب مین خلافت کا کام انجام دیتے، آدھی رات ہوتی تو احباب کے ساتھ شریک صحبت ہوتے، اور اخیر شب مین عبادت کرتے، ایک بار میمون بن مہران نے کہا کہ آپ اس مصروفیت کے ساتھ کیونکر زندہ رہ سکتے ہین؟ بولے باہمی صحبت سے عقل بارآور ہوتی ہی،[3]

اِن احباب کی صحبت مین امور خلافت کے متعلق مشورہ لیا جاتا،[4] اور زہد و رقاق کی باتین ہوتین، میمون بن مہران کا بیان ہو کہ مین ایک رات اونکی صحبت مین تھا، اونھون نے ایک موثر وعظ کہا،[5]

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۲، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۴۴، [3] ر صفحہ ۲۴۰،

[4] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸۱، [5] ر صفحہ ۲۷۴،

اعمال و عبادات

عبادت شبانہ | حضرت عمر بن عبد العزیز کی زاہدانہ زندگی کا سب سے زیادہ پراثر منظر صرف راتون کو نظر آسکتا تھا جو اونکی عبادت گذاری کا اصلی وقت تھا، اِس مقصد کے لیئے گھر کے اندر ایک حجرہ مخصوص کر لیا تھا، جس مین کمل کے سلے ہوئے کپڑے رکھے رہتے تھے، جب رات کا پچھلا پہر ہوتا تو دن کے کپڑے اُتار ڈالتے اور اِن کپڑون کو پہنکر مناجات، اور گریہ و بکا، مین مصروف ہوجاتے، اور صبح تک مصروف رہتے، صبح ہوتی تو اِن کپڑون کو تہ کر کے صندوق مین رکھ دیتے،

مرنے سے پہلے اِس صندوق کو ایک غلام کے پاس امانۃً رکھدیا تھا، اور ایک روایت مین ہے، کہ اوس کو دریا مین بہادینے کی وصیت کی تھی، چنانچہ اہل خاندان کو اس صندوق کا حال معلوم ہوا تو غلام سے طلب کیا، اوس نے کہا اس مین مال و دولت نہین ہے لیکن اون کی حرص و طمع نے اوسکا اعتبار نہین کیا اور صندوق کو اُٹھا کر یزید بن عبد الملک کی خدمت مین لے گئے، اوس نے تمام خاندان کے سامنے کھولا تو کمل کے چند کپڑے نکلے جن کو وہ رات کو پہنا کرتے تھے،

عام معمول یہ تھا کہ شام ہونے کے بعد آدھی رات تک امور خلافت انجام دیتے، آدھی رات کے بعد علماء کے ساتھ صحبت رکھتے، اور رات کا پچھلا پہر عبادت گذاری مین گذارتے[۱]، نماز فجر پڑھنے کے بعد پھر اوسی حجرے مین چلے جاتے اور اوس وقت اوس مین کوئی دوسرا نہین جاسکتا تھا[۲]،

نماز | نماز پنجگانہ نہایت مستعدی کے ساتھ ادا فرماتے تھے، گھر مین مغرب کی طرف ایک جھروکہ بنا رکھا تھا، اگر موذن اذان دینے مین دیر کرتا تھا تو آدمی بھیجکر کہلوا دیتے کہ وقت آگیا[۳]،

---

[۱] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۶۸، و ۱۶۹، و ۲۴۰، [۲] صفحہ ۲۱۶، [۳] صفحہ ۱۶۹،

موذن اذان دیتا تو کوشش کرتے کہ اذان کی آواز کے ساتھ ہی مسجد مین داخل ہوجائین، اِس غرض سے ۱۳ موذن ملازم رکھے تھے، کہ گھر سے نکلنے تک اذانون کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے، لیکن کبھی ایسا نہین ہوا کہ تمام موذنین کو اذان کہنے کی ضرورت واقع ہوئی ہو، اکثر پہلی ہی اذان مین گھر سے برآمد ہوجاتے ورنہ دوسری یا تیسری اذان مین تو ضرور ہی داخل مسجد ہوجاتے، اذان دینے کے بعد موذن آتا اور کہتا کہ "السلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ"، یہ فقرے ادا بھی نہ کرچکتا تھا کہ وہ نماز کے لیے اوٹھ کھڑے ہوتے[۱]،

جمعہ کے دن کا نہایت احترام کرتے تھے، اور عید اور جمعہ مین پیدل جاتے تھے[۲] ادائے نماز مین بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن وآداب کا اتباع کرتے تھے، حضرت انس بن مالک[۳] کا قول ہے کہ مینے اون سے زیادہ کسی کو رسول اللہ صلعم کے مشابہ نماز پڑھتے نہین دیکھا[۴]،

زکوۃ | ہمیشہ اپنے مال کی زکوۃ ادا فرماتے تھے، مجاہد کا بیان ہے کہ ایک بار اونھون نے مجھے ۳۰ درہم دیئے اور کہا کہ یہ میرے مال کا صدقہ ہے[۵]، ہمیشہ دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ رکھتے[۶]،

تلاوت | روزانہ علی الصباح قرآن مجید کی تلاوت کرتے[۷] اور رات کے وقت جب سوتے تو نہایت دردناک لہجے مین قرآن مجید کی یہ آیتین پڑھتے،

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوات والارض الخ — تمھارا پروردگار وہ خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا،

افامن اھل القری ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون[۸] — کیا گانون والے اِس سے بیڈر ہوگئے کہ ہمارا عذاب آجائے اور وہ لوگ سوتے ہوئے ہون،

---

[۱] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۶۴ و ۲۶۵، [۲] ایضاً صفحہ ۲۶۷، [۳] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶، [۴] ایضاً صفحہ ۲۴۱،

[۵] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۴۵، [۶] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۸۰، [۷] ، [۸] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸۰،

بعض اوقات ایک ہی سورہ کو بار بار رات رات بھر پڑھا کرتے تھے، چنانچہ ایک رات سورہ انفال شروع کی تو صبح تک پڑھتے رہتے، اگر کوئی خوف کی آیت آتی، تو تضرع و ابتہال کرتے، اگر رحمت کی آیت آتی تو دعا کرتے،

قرآن مجید کو سنکر اون پر محویت کا عالم طاری ہوجاتا تھا، ایک بار کسی شخص نے اونکے سامنے قرآن مجید کی ایک سورہ پڑھی، حاضرین مین سے ایک صاحب بول اوٹھے، کہ اوس نے پڑہنے مین غلطی کی ہی حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ قرآن مجید کے سننے کے بعد اون کو غلطی نکالنے کا ہوش تھا،[1]

جب اون آیتون کو پڑھتے جن مین احوال قیامت کا ذکر ہوتا تو بے ساختہ رو پڑتے، بیہوش ہوجاتے اور صبح تک اون پر از خود رفتگی کی کیفیت طاری رہتی،

مناجات و دعا | ہمیشہ مناجات و دعا مین مصروف رہتے، چنانچہ علامہ ابن جوزی نے ان دعاؤن کو اپنی کتاب مین نقل کردیا ہی،

گریہ و بکا | طبیعت نہایت اثر پذیر پائی تھی، اسلیئے اکثر اون پر گریہ طاری ہوجایا کرتا تھا، ایک بار خطبہ دینا چاہتے تھے کہ حمد و نعت کے بعد گلو گرفتہ ہوگئے،[2] اگر کوئی شخص اون کو موثر نصیحت کرتا، یا قرآن مجید کی کوئی پر اثر آیت سنتے تو دفعتہ رو پڑتے، چنانچہ خوف قیامت اور نصیحت پذیری کے عنوان مین اس قسم کے واقعات گذر چکے ہین، اونکی بی بی کا بیان ہی کہ جب گھر مین آتے تھے تو اپنی مسجد مین جاکر متصل روتے رہتے، یہانتک کہ آنکھ لگ جاتی، جب جاگتے تو پھر اسی شغلہ مین مصروف ہوجاتے یہانتک کہ اسی مین رات بسر ہوجاتی،[3]

خشیت الٰہی | دنیا مین اور بھی بہت سے فقراء و صوفیہ گذرے ہین جنکا دل خشیت الٰہی سے ہمیشہ لرزتا رہتا تھا، لیکن اس باب مین حضرت عمر بن عبد العزیز کو جس چیز نے ان لوگون سے ممتاز کردیا ہے وہ

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۹۲، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۴، [3] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۵،

یہ ہے کہ جو چیز انسان کے دل کو سخت کردیتی ہے، اوسی نے ادن کے دلکو گداز کر دیا تھا، جاہ و دولت انسان کو خدا سے بالکل غافل کر دیتے ہین، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کے دل کو انہی نے خوف خدا کا آشیانہ بنا دیا تھا، چنانچہ ایک بار اونھون نے خود اپنے ایک فوجی افسر کو لکھا کہ:

• خدا کی عظمت اور خشیت کا سب سے زیادہ مستحق بندہ وہ ہے جو اوس مصیبت مین مبتلا ہو جس مین کہ مین ہون، خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ سخت حساب دینے والا، اور مجھسے زیادہ ذلیل (اگر وہ خدا کی نافرمانی کرے) کوئی نہین ہے، مین اس حالت مین سخت دل گرفتہ ہون، اور مجھے خوف ہے، کہ یہ میری ہلاکت کا سبب نہ بن جائے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم جہاد کے لئے روانہ ہونا چاہتے ہو، تو اے برادر من میری خواہش یہ ہے کہ جب تم صف جنگ مین کھڑے ہو تو خدا سے دعا کرو کہ وہ مجھے شہادت عطا فرمائے کیونکہ میری حالت نہایت سخت اور میرا خطرہ نہایت عظیم الشان ہے[1]،

عام معمول یہ تھا کہ نماز عشاء کے بعد اپنی مسجد مین بیٹھ کر دعائین کرتے، اور روتے جاتے، یہانتک کہ آنکھ لگ جاتی، پھر آنکھ کھلتی تو مشغلہ جاری ہو جاتا یہان تک کہ دوبارہ سو جاتے، غرض تمام رات اسی طرح گذر جاتی[2]، ایک دن اونکی بی بی نے اسکی وجہ پوچھی تو بولے کہ مینے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ مین اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ و سفید کی قسمت کا مالک ہون، پھر مینے بیکس غریب، محتاج فقیر، اور گم شدہ قیدی اور انہی کی طرح اور لوگون کو یاد کیا، تو مجھے یقین ہو گیا کہ خدا ان کے بارے مین مجھ سے سوال کرے گا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق مجھ پر دعویٰ کرینگے، اسلیے اس تصور سے مجھے جان کا خوف پیدا ہو گیا، میرے آنسو جاری ہو گئے، میرا دل خوف زدہ ہو گیا، اور مین جس قدر اس کو یاد کرتا ہون میرا خوف بڑھتا جاتا ہے[3]،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۲، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۸۰، [3] صفحہ ۱۸۹،

خوف موت | امرا و سلاطین کے یہان راتون کو بزم عیش و طرب منعقد ہوتی ہی لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز
کے یہان رات کو فقہا جمع ہو کر موت اور قیامت کا ذکر کرتے تھے، اور اس طرح روتے تھے کہ گویا
ادن کے سامنے جنازہ رکھا ہوا ہی[1]، وہ موت کے خوف سے رات رات بھر جاگا کرتے تھے، اور
اوس پر غور و فکر کرتے رہتے تھے، ایک بار اونھون نے اپنے ایک ہمنشین سے کہا کہ مین غور و فکر مین رات
بھر جاگتا رہا، اوس نے کہا کس چیز کے متعلق غور و فکر کرتے تھے؟ بولے قبر اور اہل قبر کے متعلق، تم اگر مردے کو
تین دن کے بعد قبر مین دیکھو تو باوجود اوس کی موانست کے تم اوس کے پاس جانے سے وحشت زدہ ہوگے،
اور ایک ایسا گھر دیکھو گے جس مین کیڑے رینگ رہے ہونگے، پیپ بہہ رہی ہوگی، اور کیڑے اوس مین
تیر رہے ہونگے، یہ کہنے کے بعد ہچکیان بندھ گئین اور بیہوش ہو کر گر پڑے، ہوش مین آنے کے بعد بھی یہ
حالت عود کرتی رہی[2]،

سیاسی کام عموماً مصلحت اور ضرورت کے اقتضاء سے انجام دیئے جاتے ہین، لیکن حضرت عمر بن
عبد العزیز کے نظام سلطنت کی بنیاد صرف خوف موت پر قایم تھی، وہ جو کچھ کرتے تھے، خدا کے ڈر، قیامت
کے مواخذہ، اور موت کے خوف سے کرتے تھے، ریاح بن زید کا بیان ہی کہ اونھون نے ایک بار
عروہ کو لکھا کہ تم مجھ سے بار بار خط و کتابت کرتے ہو، اب مین جو احکام لکھ بھیجون اوس کو فوراً نافذ کر دو کیونکہ
موت کا وقت ہم لوگون کو معلوم نہین[3]،

خوف قیامت | روز قیامت سے نہایت خائف رہتے تھے، یزید بن حوشب کا قول ہی کہ

مینے حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز سے زیادہ کسی شخص کو قیامت سے ڈرنے والا نہین
دیکھا، گویا دوزخ صرف انھین دونون کے لیئے پیدا کی گئی تھی[4]،

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۹، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۰۱، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز
صفحہ ۲۹۴، [4] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۹۱،

حضرت عمر بن عبد العزیز کے تمام واقعات اس کی تائید کرتے ہین،

ایک دن اپنی بی بی فاطمہ کے پاس آئے، اور کہا کہ واقعی ہین ہمارا زمانہ اس زمانہ سے زیادہ خوشگوار تھا، یہ کہکر اون کو اوس زمانے کے عیش و آرام کی یاد دلائی، فاطمہ نے کہا خدا کی قسم آج آپ اوس زمانے سے زیادہ اہل مقدرت اور صاحب اختیار ہین، حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ سنا تو غمناک لہجے مین یہ کہتے ہوئے اوٹھ گئے کہ اے فاطمہ اگر مین اپنے پروردگار کی نافرمانی کرون تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہون، فاطمہ اس پر در دفقرے کو سنکر رو پڑین، اور کہا کہ خداوندا ان کو دوزخ سے نجات دے[1]،

ایک بار سفر مین تھے، چونکہ اسباب سے آگے نکل جا چکے تھے، اسلیئے راہ مین گھوڑے سے اتر گئے، اور دیکھا کہ جو لوگ اسباب پہلے بھیج چکے ہین، اون کے پاس سامان آرہا ہے، یہ دیکھکر رو پڑے سلیمان ابن عبد الملک نے رونے کی وجہ پوچھی تو بولے اسی طرح قیامت کے دن جو شخص زاد راہ پہلے بھیج چکا ہوگا وہ اوس کو مل جائے گا، اور جس نے نہ بھیجا ہوگا اوس کو کچھ نہ ملیگا[2]،

اونھون نے بنو امیّہ کی جائداوین ضبط کرلین تو اون کی پھوپھی نے کہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ وہ سب بغاوت کردین، ایک بادشاہ کے لیئے بغاوت سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے، لیکن اونھون نے کہا کہ اگر قیامت کے سوا مین اور کسی دن سے ڈرون تو خدا مجھے اوس دن سے نہ بچائے، اس کے بعد آگ پر ایک اشرفی گرم کروائی جب وہ سُرخ ہوگئی تو اوس کو گوشت کے ایک ٹکڑے پر رکھا وہ بھُن گیا تو بولے، پھوپھی جان اپنے بھتیجے کے لیئے اس سے ڈرو[3]،

قرآن مجید کی جن آیتون مین قیامت اور اہوال قیامت کا ذکر ہوتا اونکا اثر اون پر شدت کے ساتھ پڑتا تھا، ایک بار اون کی بی بی فاطمہ شدت کے ساتھ رونے لگین، بھائیون نے وجہ

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۹۳، [2] ایضاً صفحہ ۲۰۰، [3] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷۵،

پوچھی تو بولین کہ ایک رات مینے ایک عجب منظر دیکھا، مینے دیکھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نماز پڑھ رہے ہین، جب یہ آیت پڑھی،

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ — جس دن لوگ مثل پھیلے ہوئے پروانون کے اور

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ، — پہاڑ مثل دھنکے ہوئے اون کے ہونگے،

تو چیخے کہ واسوء صباحاہ، پھر اوچھلے اور اُچھل کر اس طرح گرے کہ مینے خیال کیا کہ دم توڑ رہے ہین، پھر ٹھہر گئے، مینے خیال کیا کہ دم نکل گیا، پھر ہوش مین آئے، اور چلائے یا سوء صباحا، پھر اوچھلے اور تمام گھر مین پھر پھر کے کہنے لگے افسوس اوس دن پر جس مین لوگ بکھرے ہوئے پروانون کی طرح، اور پہاڑ مثل دُھنکے ہوئے اون کے ہونگے، پھر گرے اور اس طرح گرے کہ مردہ معلوم ہوتے تھے، یہانتک کہ موذن صبح نے بیدار کیا،[1] ایک روز نماز مین یہ آیت پڑھی،

وقفوهم انهم مسئولون — اون کو بتا دو کہ اون سے سوال ہوگا،

اس کا یہ اثر پڑا کہ بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے، اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے،[2]

ایک بار سر منبر یہ آیت پڑہی،

ونضع الموازين القسط ليوم القيامة — قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو کھڑی کرینگے،

تو خوف سے ایک طرف کو جھک گئے گویا زمین پر گر رہے ہین،[3]

خوف عذاب آلہی | قیامت کے ساتھ اونکو دنیا ہی مین ہمیشہ عذاب آلہی کا خوف لگا رہتا تھا، ایک بار زور سے ہوا چلی، تو اون کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑ گیا، ایک شخص نے پوچھا امیر المومنین آپ کا یہ کیا حال ہوگیا؛ بولے دنیا مین جو قوم تباہ ہوئی ہے اوس کو ہوا ہی نے تباہ کیا ہے،[4]

محبت رسول | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کا ادب و احترام ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۹۰، [2] ایضاً صفحہ ۱۹۱، [3] ایضاً صفحہ ۲۰۰، [4] ایضاً صفحہ ۱۹۱،

اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے اجزا ایمانیہ مین یہ جز سب سے زیادہ نمایان تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متبرک یادگارون مین اونھون نے پلنگ، گدا، پیالہ، چادر، چکی، ترکش، اور عصا کو ایک کوٹھری مین محفوظ رکھا تھا، اور روز اوس کی زیارت کرتے تھے، اگر کبھی قریش کا مجمع ہوجاتا تو اون کو لیجاکر ان مقدس یادگارون کی زیارت کرواتے اور کہتے کہ یہ اوس مقدس ذات کی میراث ہی جسکے ذریعہ سے خدا نے تم لوگون کو عزت دی ہی[1]،

اِس سرمایۂ حیات کے علاوہ اگر اور کہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی یادگار مل جاتی تو اوس کو سر اور آنکھون پر رکھتے، اور اوس سے برکت اندوز ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو جاگیرین دی تھین، اور اوس کے متعلق ایک سند لکھدی تھی، اون کے خاندان کے ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو وہ سند دکھائی تو اوس کو چوم کر آنکھون پر رکھ لیا[2]،

انتقال ہونے لگا تو سب سے زیادہ اسی زاد آخرت کی فکر ہوئی چنانچہ وصیت کی کہ کفن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک و ناخن پاک رکھے جائین[3]،

اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی گستاخانہ کلمہ کہتا تو اوس پر سخت برہم ہوتے، ایک بار اون کی پیشی مین ایک محرر پیش کیا گیا، جو نومسلم تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مہاجرین کی اولاد مین سے کسی کو کیون نہین لائے؟ محرر نے بیساختہ جواب دیا، کہ رسول اللہ صلعم کے باپ کا کفر آپ کے لئے کچھ مضر نہین ثابت ہوا، بولے تو نے رسول اللہ صلعم کو سب کے برابر کر دیا، ہمارے یہان تیرا کام نہین[4]،

محبت اہل بیت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب و تعلق نے اگرچہ اہل بیت کو تمام مسلمانون کے

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۱۶، [2] اسد الغابہ تذکرہ مرارہ بن سلمی، [3] طبقات ابن سعد، [4] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۲،

نزدیک عزیز تر بنا دیا تھا، لیکن بنو اُمیہ کا خاندان ابتدا ہی سے سیاسی مصالح کی بنا پر اون کا دشمن بنگیا تھا حضرت عمر بن عبد العزیز بھی اسی خاندان کے ایک رکن تھے، اور اون کے زمانے تک اِس بغض و عداوت کا خمیر اِس قدر پختہ ہوگیا تھا کہ خاندان بنو امیہ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نام بھی نہین لیا جا سکتا تھا[1] لیکن وہ خود اہل بیت کی محبت مین اسقدر مخمور و سرشار تھے، کہ ایک بار گورنری مدینہ کے زمانہ مین اون کے یہان فاطمہ بنت علی آئین تو اونھون نے پہلے تمام پہرے دارون اور غلامون کو گھر سے نکلوا دیا، پھر تنہائی مین لیجا کر اون سے کہا کہ اے دختر علی صفحۂ زمین پر مجھے کوئی خاندان تم سے زیادہ عزیز نہین ہی، تم خود میرے خاندان سے زیادہ مجھے عزیز ہو[2] اون سے پہلے خلفاء بنو امیہ نے حضرت علی کی نسبت اہانت آمیز فقرے جمعہ کے خطبہ مین شامل کر دیئے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِن فقرون کو خطبہ سے خارج کر دیا، چنانچہ کثیر عزۃ الخزاعی نے ایک قصیدے مین اس کی طرف مداحانہ طریقے سے اشارہ کیا ہے[3]،

ولیت فلم تشتم علیا ولم تخف   بریا ولم تتبع مقالۃ مجرم

تم خلیفہ ہوئے تو تم نے نہ علی کو گالی دی، نہ برے آدمیون کو ڈرایا، نہ مجرمین کی بات کی تقلید کی

اس قسم کے فقرون کے بجائے وہ ہمیشہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے فضائل کے ذکر سے رطب اللسان رہتے تھے، ایک بار اون کے یہان فرقۂ زہاد کا تذکرہ ہوا تو لوگون نے مختلف لوگون کے نام لیے، لیکن اونھون نے کہا کہ دنیا مین سب سے زیادہ زاہد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے[4]،

صرف اہل بیت ہی کی یہ خصوصیت نہین، جو لوگ خاندان نبوت سے ادنیٰ تعلق بھی رکھتے تھے، اون کے ساتھ وہ اسی قسم کا فیاضانہ سلوک کرتے تھے، حضرت اسامہؓ رسول اللہ صلعم کے

۱؎ سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶، ۲؎ طبقات صفحہ ۲۴۵، ۳؎ طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۱ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۳، ۴؎ سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۳۰،

موالی زادہ تھے، ایک بار اون کی بیٹی اونکی خدمت مین حاضر ہوئین، تو حضرت عمر بن عبدالعزیز خود اوٹھ کر گئے اور ہاتھ پکڑ کر اون کو لائے، اور اپنی جگہ بٹھایا اور اون کی تمام ضرورتین پوری کین[1]،

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آزاد شدہ غلام زریق اونکی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ یا امیرالمومنین مین مدینہ کا رہنے والا ہون، قرآن مجید اور فرائض مجھے یاد ہے، لیکن بیت المال کے رجسٹر مین میرا نام درج نہین ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تم کس طبقہ کے آدمی ہو؟ بولا مین موالی بنی ہاشم مین ہون، اس نے حضرت علی بن ابی طالب کا نام لیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ مین خود علی کا غلام ہون، خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مین جسکا مولی ہون، علی بھی اوس کے مولی ہین، پھر اپنے مولی مزاحم سے پوچھا کہ اس قسم کے لوگون کا کیا وظیفہ دیتے ہو؟ اوس نے کہا سو یا دوسو درہم، بولے کہ ولایت علی کی بنا پر اس کو پچاس دینار دو[2]،

ایک بار خاندان بنو امیہ کے بہت سے لوگ دروازے پر منتظر بیٹھے ہوئے تھے، لیکن اونھون نے حضرت عبداللہ بن عباس کے غلام کو سب سے پہلے باریابی کا موقع دیا، ہشام نے دیکھا تو جل کر کہا کہ کیا عمر بن عبدالعزیز کو سب کچھ کر کے اب بھی تسکین نہین ہوئی کہ ابن عباس کے ایک غلام کو موقع دیتے ہین کہ ہماری گردن پھاند کے چلا جائے[3]،

محبت مدینہ | حضرت عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے ادب و احترام کا شدت کے ساتھ لحاظ رکھتے تھے، مثلاً مدینہ کا جو حرم رسول اللہ صلعم نے مقرر کر دیا تھا، اوس کے اندر کے درخت یا گھاس کو کاٹا نہین جا سکتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اس کا اس قدر خیال تھا کہ فرماتے تھے کہ یہ مجھے گوارا ہے کہ ایک شخص شراب لیکر میرے پاس آئے، لیکن یہ گوارا نہین کہ حرم مدینہ سے کوئی چیز کاٹ کر لائے[4]،

مدینہ سے اون کو اسقدر شیفتگی تھی کہ جب وہان سے چلے، تو اوسکی طرف بچشم تر مڑ کے دیکھا اور اپنے غلام مزاحم سے کہا کہ ہم اون لوگون مین سے تو نہین ہین جن کو مدینہ نے پھینکدیا ہے[5]،

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۷۱، [2] ایضاً صفحہ ۱۶، [3] ایضاً صفحہ ۶۷، [4] معجم البلدان ذکر مدینہ، [5] موطائے امام مالک باب جامع فی سکنی المدینہ،

کارنامہائے زندگی

تجدید و اصلاح

مذہب، سیاست، اخلاق، تمدن، غرض نظام عالم کے کل اجزا جب زنگ آلود ہوجاتے ہین، تو خدا ایک مصلح، ایک ریفارمر، اور ایک مجدد کو پیدا کرتا ہے، جو ان تمام چیزون کو جلا دیکر نئے آب و رنگ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے،

سلیمان بن عبد الملک کے زمانۂ خلافت تک تاریخ اسلام پر پوری ایک صدی گذر چکی تھی اور اس طویل زمانے مین اسلام کا نظام مذہب، نظام سیاست، نظام اخلاق، اور نظام تمدن بالکل زنگ آلود ہوگیا تھا، اسلیئے ان تمام چیزون کی تجدید و اصلاح کے لیئے ایک مجدد کی ضرورت تھی، اور حافظ جلال الدین سیوطی کو فخر ہے کہ مصر کی خاک نے سب سے پہلے حضرت عمر بن عبد العزیز کے ذریعہ سے اس ضرورت کو پورا کیا، اور متصل کئی صدیون تک پورا کرتی رہی، چنانچہ لکھتے ہین،

من اللطائف ان شرط المبعوثین علی رؤس القرون مصریون عمر بن عبد العزیز فی الاولے والشافعی فی الثانیۃ و ابن دقیق العید فے السابعۃ والبلقینی فی الثامنۃ[1]	یہ ایک لطیفہ ہے کہ ہر صدی کی ابتدا مین جو مصلح پیدا ہوئے وہ سب کے سب مصری تھے، یعنی پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز، دوسری مین شافعی، ساتوین مین ابن دقیق العید اور آٹھوین مین بلقینی،

لیکن تقدم زمانی کے ساتھ حضرت عمر بن عبد العزیز کو ان بزرگون پر اور بھی مختلف حیثیتون سے ترجیح حاصل ہے، ان بزرگون کے کارنامے صرف مذہب تک محدود ہین۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اسلام کے کل نظام یعنی مذہب، اخلاق، سیاست

---

[1] حسن المحاضرہ جلد اول صفحہ ۱۳۵،

اور تمدن پر پورا اقتدار حاصل تھا، اسلیئے اونھون نے ہر چیز کی اصلاح کی، چنانچہ ان تمام اصلاحات کی تفصیل حسب ذیل ہی،

خلافت | حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ خلیفہ کے انتخاب کے متعلق اسلام کے جمہوری نظام کو دوبارہ قایم نہ کرسکے، اور اونکو سلیمان بن عبد الملک کی وصیّت کے موافق اس امانت کو یزید بن عبد الملک کے سپرد کرنا پڑا، تاہم وہ دل سے اِس شخصی نظام کو پسند نہین کرتے تھے،

اسلام مین سب سے پہلے شخصی انتخاب کے ذریعہ سے یزید خلیفہ ہوا تھا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز اوس کو خلیفہ نہین تسلیم کرتے تھے، چنانچہ ایک بار کسی نے یزید کو امیر المومنین کہا تو اوس کو ۲۰ کوڑے مارے[1]،

تمام اولاد مین اون کو سب سے زیادہ محبت عبد الملک سے تھی، لیکن اونکے انتقال کے بعد جب اون کی زبان سے اون کے متعلق تحسین آمیز فقرے نکلے تو مسلمہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر وہ زندہ رہتے تو آپ اون کو خلیفہ مقرر کرتے؟ بولے نہین، اونھون نے کہا کیون؟ اون کی تعریف تو آپ بہت کرتے ہین، بولے مجھے خوف ہی کہ محبت پدری سے کہین وہ مجھے محبوب نہ نظر آتے ہون[2]،

خلیفہ کے شخصی انتخاب کے علاوہ شخصیت کا اثر اور بھی مختلف صورتون مین نظر آتا تھا، مثلاً تمام خاندان شاہی کو غیر معمولی اقتدار حاصل ہوگیا تھا، خلفاء کی طرف سے اونکو خاص وظائف وعطایا ملتے تھے، وہ ہر جگہ علانیہ تمام قوم سے ممتاز نظر آتے تھے، خلیفہ کو رعایا پر غیر معمولی تفوق حاصل تھا یہان تک کہ نماز کے بعد اون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح درود بھیجا جاتا تھا، لوگ مخصوص طور پر اون کو سلام کرتے تھے، وہ چلتے تھے تو ساتھ ساتھ نقیب وعلمبردار ہوتے تھے، وہ جنازے مین شریک ہوتے تھے تو اون کے لیئے ایک خاص چادر بچھائی جاتی تھی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۹، [2] صفحہ ۲۴۰

خلیفہ ہوتے کے ساتھ ہی اِن تمام نشیب و فراز کو مٹا کر سطح کو بالکل ہموار کردیا، چنانچہ وظائف کی تقسیم مین ایسا مساویانہ طریقہ اختیار کیا کہ جو لوگ تفریق و امتیاز کے خوگر تھے وہ اون سے بالکل الگ ہوگئے[1]،

ایک بار تمام مروانی خاندان اون کے پاس آیا، اور اپنے قدیم شخصی اقتدار کی بنا پر اون سے ملامت آمیز الفاظ مین کہا کہ آپ سے پہلے خلفا ہمارے ساتھ جو مراعات کرتے تھے آپ نے اون کو بالکل نظر انداز کردیا، بولے اگر پھر تم نے اس قسم کا مجمع کیا تو مدینہ چلا جاؤن گا، اور خلافت کو جمہوری کردون گا، اعمش یعنی قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق خلافت کے اہل ہین اور مجھے اونکا نام یاد ہی[2]،

خاندان شاہی کو عام مسلمانون پر جو حقوق و امتیاز حاصل ہوگیا تھا، اوس کی نسبت ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ دربار عام مین کسی کو کسی پر اسلیئے ترجیح نہ دو کہ وہ خاندان خلافت سے تعلق رکھتا ہے، یہ لوگ میرے نزدیک تمام مسلمانون کے برابر ہین[3]، ایک بار اون کے دربار مین مسلمہ بن عبدالملک بحیثیت فریق مقدمہ کے حاضر ہوا، اور درباری فرش پر بیٹھ گیا، بولے اِس حالت مین میرے سامنے فرش پر نہ بیٹھو، اگر یہ گوارا نہین ہے تو کسی کو وکیل مقرر کردو ورنہ سب کے ساتھ برابر بیٹھو[4]،

خلفا پر نماز کے بعد جو درود و سلام بھیجا جاتا تھا، اوس کے انسداد کے لیئے عامل جزیرہ کے نام ایک فرمان روانہ کیا، کہ جن وعظ پیشہ لوگون نے یہ بدعت ایجاد کی ہے، اون کو ہدایت کردو، کہ درود کو رسول اللہؐ کے لیئے مخصوص اور دعا کو تمام مسلمانون کے لیئے عام کردین، اور بقیہ تمام چیزون کو چھوڑ دیتن، خود اپنے متعلق لکھا کہ مخصوص طور پر میرے لیئے دعا نہ کرو، عموماً تمام مسلمان مردون اور عورتون کے لیئے دعا کرو، اگر مین اون مین ہونگا تو مین بھی اون مین شامل ہوجاؤنگا[5]، ایک بار کسی نے اون کو خصوصیت کے ساتھ سلام کیا تو بولے سلام عام طور پر کیا کرو[6]،

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۸۸، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۳، [3] ″ صفحہ ۲۵۲، [4] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۳۰، [5] ″ صفحہ ۲۳۶، [6] طبقات صفحہ ۲۸۰، [7] ″ صفحہ ۲۸۳،

خلفاء کے ساتھ نقیب اور علمبردار کے چلنے کا طریقہ زیاد نے ایجاد کیا تھا، اور حضرت امیر معاویہ نے ذاتی حفاظت کے لیئے سب سے پہلے پہرہ دار مقرر کیئے تھے[1]، لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اِس رسم کو بالکل مٹا دیا، چنانچہ جب وہ سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر بہ حیثیت خلیفہ کے روانہ ہوئے، تو کوتوال نیزہ لیئے ہوئے ساتھ ساتھ چلا، لیکن اونھون نے اوس کو سامنے سے ہٹا دیا، اور کہا کہ مجھے اِس سے کیا غرض، مین تو صرف مسلمانون کا ایک فرد ہون، چنانچہ سب کے ساتھ ساتھ مسجد مین گئے، اور اپنی خلافت کا اعلان کیا[2]،

قصر شاہی مین خلفاء کے لیئے جو فرش مخصوص طور پر بچھایا جاتا تھا اوس کو فروخت کر کے اوسکی قیمت بیت المال مین داخل کردی[3]، خلفاء کے لیئے نماز جنازہ کی شرکت کے وقت جو چادر عام مسلمانون سے الگ خاص طور پر بچھائی جاتی تھی، جب وہ ایک جنازہ مین اون کے لیئے بچھائی گئی، تو اوس کو پاؤن سے ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے، اور کہا یہ کیا[4]، غرض حضرت امیر معاویہ کے زمانے سے لیکر سلیمان بن عبدالملک کے زمانے تک شخصیت کے مرقع مین جو نقش آرائیان کی گئی تھین، اونھون نے اون سب کو مٹا دیا، اور تمام دنیا کو دربار خلافت مین حضرت عمرؓ کی سادہ تصویر نظر آگئی،

مذہب مذہب عقائد و اعمال کے مجموعہ کا نام ہے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے مین یہ دونون اجزا زنگ آلود ہوگئے تھے، عقائد مین قضا و قدر کا مسئلہ اِس قدر دقیق ہے کہ عام لوگون کو اِس کے متعلق غور و فکر کرنے کی اجازت دی جائے، تو عقائد اسلام کی پر عظمت سادگی دفعۃً خاک مین مل جائے، اِس بنا پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے مین جب یہ خطرناک مسئلہ پیدا ہوا

---

[1] طبری، [2] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۴۳، [3] صفحہ ۴۴، [4] صفحہ ۵۷،

اور غیلان دمشقی نے اِس کا غلغلہ بلند کیا تو اونھون نے اوس سے توبہ کرائی، اور بظاہر اوس نے توبہ بھی کر لی[1]،

حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ مسلمانون کی خونریزی سے اِس قدر اجتناب کرتے تھے کہ خوارج کی گردنین بھی اون کی تلوار سے محفوظ ہوگئی تھین لیکن اِس مسئلہ کے استیصال پر اونکو اِس قدر کد و اصرار تھا کہ اِس عقیدے والون کا قتل تک جائز رکھتے تھے، چنانچہ ایک بار ابو سہیل سے پوچھا کہ قدریہ کے بارے مین تمھاری کیا رائے ہے؟ اونھون نے کہا کہ اگر وہ توبہ کر لین تو بہتر ہے ورنہ اون کی گردن اوڑا دینی چاہیے بولے یہی رائے ہے، یہی رائے ہے[2]،

مذہبی اعمال مین نماز و زکوٰۃ دو چیزین ہین جن کا ذکر قرآن مجید مین ہر جگہ ایک ساتھ کیا گیا ہے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور سے پہلے اِن دونون کا نظام ابتر ہو گیا تھا، نماز مین اصلی چیز پابندی وقت ہے، اور جیسا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا خیال تھا، قرآن مجید کی اِس آیت مین،

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰت واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا،	پھر اون کے بعد ایک ایسی نسل پیدا ہوئی جسنے نماز کو برباد کر دیا، اور شہوت کے پیچھے پڑ گئی، یہ لوگ عنقریب گمراہ ہونگے،

اضاعت صلاۃ سے یہی وقت کی عدم پابندی مراد ہے، لیکن اُمرائے بنو امیہ بالخصوص حجاج نے اوقات نماز کی پابندی بالکل ترک کر دی تھی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی ابن ارطاۃ کے نام ایک فرمان لکھا جس مین خاص طور پر اِس طرف توجہ دلائی،

فلا تستن بسنۃ فانہ کان یصلی الصلوٰۃ لغیر وقتھا[3]	حجاج کی تقلید نہ کرو کیونکہ وہ نماز بے وقت پڑھتا تھا،

---

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۲۴۴، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷۳، [3] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۸،

علامہ جلال الدین سیوطی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے یہ شرف سلیمان بن عبد الملک کو حاصل ہوا، لیکن درحقیقت وہ بھی حضرت عمر بن عبد العزیز ہی کے نیک مشورے کا نتیجہ تھا، چنانچہ علامہ موصوف خود کہتے ہین،

ومن محاسنہ ان عمر بن عبد العزیز کان لہ کالوزیر فکان یمتثل اوامرہ فی الخیر فعزل عمال الحجاج واخرج من کان فی سجن العراق واحیی الصلوٰۃ لاول مواقیتھا وکان بنو امیۃ اماتوھا بالتاخیر[1]، .. ..

اور سلیمان بن عبد الملک کی خوبیون مین سے ایک خوبی یہ ہو کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مثل اوس کے وزیر کے تھے، اور وہ نیکی کے کامون مین اون کے حکم پر عمل کرتا تھا، اسلئے، اوس نے حجاج کے عمال کو معزول کیا، عراق کے قیدخانے کے قیدیون کو رہائی دی اور اوّل وقت مین نماز کو قائم کیا، حالانکہ بنو امیّہ نے تاخیر وقت کرکے اوس کو مردہ کردیا تھا،

زکوٰۃ کے جو شرعی مداخل ومخارج تھے، حجاج نے اون کی پابندی بالکل ترک کردی تھی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ گورنر بصرہ کو اِس طرف توجہ دلائی، اور اس معاملہ مین اون کو حجاج کی تقلید سے روکا[2]،

خلفاء بنو امیّہ نے مذہب کے متعلق سب سے بڑی بدعت جو ایجاد کی تھی، وہ یہ تھی کہ حضرت علیؓ پر علانیہ خطبے مین لعن طعن کرتے تھے، اور چونکہ لوگ اِسکا سننا گوارا نہین کرتے تھے۔ اور خطبہ سننے سے پہلے ہی اوٹھ جایا کرتے تھے، اسلئے امیر معاویہ نے نماز سے پہلے ہی خطبہ پڑھنا شروع کیا[3]، جو دوسری بدعت تھی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام گورنرون کے نام فرمان جاری کیا، اور خطبے مین حضرت علیؓ کے متعلق جو ناملائم الفاظ شامل کردیئے گئے تھے،

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۶، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۰، [3] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۶۵،

اون کو نکلوا دیا، اور اون کی جگہ قرآن مجید کی یہ آیت،

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون،	خداوند تعالی، عدل، احسان، قرابتدارون کے دینے کا حکم دیتا ہے، اور فحش، برائی، اور ظلم سے منع کرتا ہے، خدا یہ نصیحت اسلیئے کرتا ہے کہ تم لوگ سمجھو،

داخل کردی جو آجتک برابر پڑھی جاتی ہے[1]،

بیت المال کی اصلاح سیاسی حیثیت سے حضرت عمر بن عبد العزیز نے جن صیغون مین اصلاحات کین ان مین سب سے مقدم چیز بیت المال ہے،

(۱) بیت المال مختلف قسم کی آمدنیون کے مجموعے کا نام ہے، جن مین ہر ایک کے مصارف و مداخل جدا جدا ہین، غالباً حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے سے پہلے یہ تمام آمدنیان ایک ہی جگہ جمع ہوتی تھین، لیکن اونھون نے خمس، صدقہ اور فی کے متعلق الگ الگ بیت المال قایم کیئے اور ہر ایک قسم کی آمدنی کو الگ الگ جمع کیا[2]،

(۲) بیت المال درحقیقت مسلمانون کا مشترکہ خزانہ ہے، جس سے ہر مسلمان علی السویہ فائدہ اوٹھا سکتا ہی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور سے پہلے تمام خاندان شاہی کو عام مسلمانون سے الگ الگ مخصوص وظیفہ ملتا تھا، جس کو وظیفہ خاصہ کہتے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس کو کلیتہً بند کر دیا،

(۳) مداحانہ قصائد کے صلے مین شعراء کو بیت المال سے جو انعامات ملتے تھے اون کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے بالکل موقوف کر دیا، ایک بار جریر نے حسن طلب کے طور پر اس کی طرف

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۴، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۱، [3] طبقات صفحہ ۲۹۵،

اشارہ کیا تو بولے کہ مین کتاب اللہ مین تمھارا حق نہین پاتا، اوس نے کہا کہ مین مسافر بھی تو ہون اس پر پچاس اشرفیان اپنے پاس سے دین[1]،

(۴) حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور سے پہلے یہ دستور تھا کہ عمال عشاء اور فجر کے وقت نماز کو جاتے تھے، تو آدمی ساتھ ساتھ شمع لیکر چلتا تھا، اور اس کے مصارف کا بار بیت المال پر پڑتا تھا، جمعہ کے دن، اور رمضان کے مہینے مین مسجدون مین جو خوشبو سلگائی جاتی تھی اوسکے مصارف بھی بیت المال سے ادا ہوتے تھے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ دونون رقمین بند کردین[2]،

(۵) بیت المال کی آمدنیون مین خمس کے پانچ مصرف متعین ہین جن کے علاوہ اون کو کسی دوسری جگہ صرف نہین کیا جا سکتا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز سے پہلے جو خلفاء تھے وہ اون مصارف کا لحاظ نہین کرتے تھے، مصارف خمس مین سب سے مقدم مصرف اہل بیت ہین، لیکن ولید اور سلیمان بن عبد الملک نے باوجود حضرت عمر بن عبد العزیز کے سمجھانے بجھانے کے اون کو بالکل اس حق سے محروم کردیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ ہونے کے ساتھ خمس کو انکے صحیح مصارف مین صرف کیا اور اہل بیت کو اونکا حق دیا[3]،

اِن اصلاحات کے ساتھ بیت المال کی حفاظت اور نگرانی کا اس قدر سخت انتظام کیا کہ ایک بار یمن کے بیت المال سے ایک دینار گم ہوگیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکے افسر کو لکھا کہ مین تمھاری امانت پر کوئی الزام نہین لگاتا، لیکن تمھاری بے پروائی وغفلت کو مجرم قرار دیتا ہون، مین مسلمانون کے مال کا اون کی طرف سے مدعی ہون، تم پر فرض ہے کہ

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۰۱ و طبقات صفحہ ۲۹۵،

[3] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۰ و ۲۸۹،

قسم کھاؤ،

دفتر کے لیئے بیت المال سے کاغذ اور قلم کے واسطے جو رقم ملتی تھی اوس کی نسبت ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ قلم کو باریک کرلو، اور سطرین قریب قریب لکھو، اور تمام ضروریات مین کفایت شعاری کرو کیونکہ مین مسلمانون کے خزانے مین سے ایسی رقم صرف کرنا پسند نہین کرتا جس کا فائدہ اون کو نہ پہونچے،

محاصل کی اصلاح | خراج، جزیہ، اور ٹیکس ملکی محاصل ہین، اور انہی کی باقاعدگی پر ملک اور سلطنت دونون کے قیام، شادابی، اور سرسبزی کا دارمدار ہے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت سے پہلے اِن تمام چیزون کا نظام اِس قدر ابتر ہوگیا تھا، کہ وہ رعایا کے لیئے بالکل ایک جبری چیز بنگئی تھین،

(۱) اسلام مین جزیہ صرف غیر قومون کے لیئے مخصوص تھا، اسلیئے اگر کوئی عیسائی، یہودی یا مجوسی مذہب اسلام مین داخل ہوجاتا تھا، تو وہ اوس سے بالکل بری ہوجاتا تھا، لیکن حجاج نے اِس فرق و امتیاز کو بالکل مٹادیا تھا، اور وہ نومسلمون سے بھی جزیہ وصول کرتا تھا، تاریخ مقریزی مین ہے،

واول من اخذ الجزیة ممن اسلم من اهل الذمة الحجاج[۲]

ذمیون مین جو لوگ مسلمان ہوجاتے تھے اُن سے سب سے پہلے حجاج نے جزیہ وصول کیا،

(۲) نوروز اور مہرجان پارسیون کا تہوار تھا، اور اِس تہوار کے رسم و رواج کے پابند صرف پارسی ہوسکتے تھے، لیکن امیر معاویہ نے ان تہوارون کو رعایا سے ایک غیر معمولی رقم

لہ سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۵، ۔ سہ صفحہ ۸۲،

سہ مقریزی جلد اول صفحہ ۰۰۰،

بطور ہدیہ کے لینا شروع کی تھی جس کی مقدار ایک کرور تھی[1]،

(۳) حجاج کا بھائی محمد بن یوسف جب یمن کا گورنر مقرر ہوا تو اوس نے وہان کے باشندون پر سخت مظالم کیئے، اور اون پر ایک جدید ٹیکس لگایا[2]،

(۴) فرات مین کچھ خراجی زمین تھی، لیکن جب وہان کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے اور کچھ اراضی دوسرے لوگون کے ہاتھ سے نکل کر مسلمانون کے قبضے مین آگئی تو وہ حسب معمول عشری ہوگئی، لیکن حجاج نے اپنے زمانے مین اون لوگون سے بھی خراج وصول کیا[3]،

(۵) رعایا پر مختلف قسم کے ٹیکس لگائے گئے تھے، روپیہ ڈھالنے پر ٹیکس، چاندی پگھلانے پر ٹیکس، عرائض نویسی پر ٹیکس، دوکانون پر ٹیکس، گھرون پر ٹیکس، پن چکیون پر ٹیکس، نکاحانہ، غرض کوئی چیز ٹیکس سے بری نہ تھی، اور یہ تمام ٹیکس ماہوار وصول کیئے جاتے تھے، اور اسلیئے اوسکو مال ہلالی کہا جاتا تھا[4]،

حضرت عمر بن عبد العزیز تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو اون کو نظر آیا کہ ان مین بعض قسم کی آمدنیان شرعًا ناجائز ہین، اور بعض سے رعایا پر غیر معمولی بار پڑ رہا ہے، اسلیئے اونھون نے اون کو یک لخت موقوف کر دیا،

(۱) نومسلمون سے جو جزیہ وصول کیا جاتا تھا اس کی نسبت حیان بن شریح کو لکھا کہ ذمیون مین جو لوگ مسلمان ہوگئے ہین اونکا جزیہ ساقط کر دیا جائے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے،

فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکاة	جو لوگ توبہ کرلین، نماز پڑھین، اور زکوٰة دین، اونکی راہ
فخلوا سبیلھم ان اللّٰہ غفور رحیم،	چھوڑ دو بے شبہہ خدا مغفرت کرنے والا مہربان ہے،

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۵۹، [2] فتوح البلدان صفحہ ۸۰، [3] ایضًا صفحہ ۲۷۵،

[4] کتاب الخراج صفحہ ۴۹ و مقریزی جلد ا صفحہ ۱۰۷،

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے،

قاتلو الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم	اہل کتاب مین اون لوگون سے لڑو جو خدا پر اور روز
الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و	قیامت پر ایمان نہین لاتے، اور خدا اور خدا کے
رسولہ و لا یدینون دین الحق من	رسول نے جس چیز کو حرام کردیا اوسکو حرام نہین
الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ	سمجھتے، اور حق مذہب کی پابندی نہین کرتے یہان
عن ید وھم صاغرون ،	تک کہ وہ ذلت کے ساتھ جزیہ دین،

اس حکم کی بنا پر اس کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ جزیہ کی آمدنی دفعۃً گھٹ گئی، چنانچہ حیان بن شریح نے اون کو اطلاع دی کہ ذمیون کے اسلام نے جزیہ کو اسقدر نقصان پہونچایا کہ مینے ۲۰ ہزار اشرفیان قرض لیکر مسلمانون کے عطیے تقسیم کیئے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسکی کچھ پروا نہین کی اور لکھا کہ مینے جب تمھین مصر کا عامل مقرر کیا تھا، اوسیوقت تمھاری کمزوری سے واقف تھا، مینے قاصد کو حکم دیا ہے کہ تمھارے سر پر سو کوڑے لگائے، جزیہ کو موقوف کردو، کیونکہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی بنا کر بھیجا تھا نہ کہ محصل خراج[1]،

حیرہ کے یہودی، عیسائی جن سے جزیہ کی بہت بڑی رقم وصول ہوتی تھی جب کثرت سے اسلام لائے تو عبد الحمید بن عبد الرحمان نے اون سے جزیہ وصول کرنا چاہا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس کی اجازت طلب کی، اونھون نے لکھا کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی اسلام بنا کر بھیجا تھا نہ کہ محصل خراج، ان مذہب کے لوگون مین جو لوگ اسلام لائین اونکے مال مین صرف صدقہ ہے، جزیہ نہین[2]،

جراح کی نسبت جب اون کو معلوم ہوا کہ وہ نومسلمون سے جزیہ وصول کر رہے ہین، تو

---

[1] مقریزی جلد اول صفحہ ،، ، ، ، [2] کتاب الخراج صفحہ ۵ ،،

اون کو معزول کر دیا[1]،

جزیہ کی موقوفی پر اون کو اس قدر اصرار تھا کہ ایک بار لکھا کہ اگر ایک ذمی کا جزیہ ترازو کے پلون مین رکھا جا چکا ہو اور اسی حالت مین وہ اسلام قبول کرلے، تو اوس کا جزیہ معاف کر دیا جائے، اونکا قول تھا کہ اگر سال تمام سے ایک دن پیشتر بھی کوئی ذمی مسلمان ہو جائے تو اوس سے جزیہ نہین لیا جا سکتا[2]،

(۲) نوروز اور مہرجان کے ہدئے کے متعلق حکم دیا کہ ان تہوارون مین اون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجی جائے[3]،

(۳) حجاج کے بھائی محمد یوسف نے اہل یمن پر جو جدید خراج مقرر کیا تھا اوس کو بالکل معاف کر دیا اور ان پر صرف عشر مقرر کیا[4]،

(۴) فرات کے مسلمانون کی جن زمینون کو حجاج نے دوبارہ خراجی قرار دیا تھا اون کو عشری قرار دیا[5]،

(۵) رعایا پر جو نامناسب ٹکس لگائے گئے تھے، اونکی موقوفی کا حکم دیا، عربی زبان مین اس قسم کے ٹکسون کو مکس کہتے ہین، اسلیئے فرمایا کہ یہ مکس نہین بلکہ بخس ہے، وہ بخس جس کی نسبت خداوند تعالیٰ فرماتا ہے،

ولا تبخسوا الناس اشیائھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین[6]، — لوگون کی چیزون مین کمی نہ کرو اور زمین مین فساد نہ پھیلاؤ،

ان اصلاحات کے ساتھ ہمیشہ یہ خیال رکھتے تھے، کہ صدقہ و زکوٰۃ ناجائز طریقہ سے وصول

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۲، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۶۲، [3] ۔ صفحہ ۲۷۶، [4] فتوح البلدان صفحہ ۸۰،

[5] فتوح البلدان صفحہ ۲۷۰، [6] مقریزی جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ و طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸۳،

نہ کئے جائین، پہلے پلون اور شاہراہون پر محصل زکوۃ صدقہ وصول کرتے تھے، لیکن جب اون کو معلوم ہوا کہ لوگ اس طریقہ سے ناجائز فائدہ اوٹھاتے ہین، تو اس کو بالکل موقوف کردیا اور ہر شہر مین ایک عامل مقرر کیا جو زکوۃ وصول کرتا تھا[1]،

خراج کے متعلق اونھون نے عبد الحمید بن عبد الرحمان کو جو فرمان لکھا تھا اوس کو قاضی ابو یوسف نے بلفظہ نقل کردیا ہے، چونکہ اس سے حضرت عمر بن عبد العزیز کے طرزِ عمل کا نہایت تفصیل کے ساتھ اندازہ ہوسکتا ہے، اسلئے ہم اوس کا لفظی ترجمہ کرنا مناسب سمجھتے ہین،

زمین کا معائنہ کرو، بنجر زمین کا بار آباد زمین پر اور آباد زمین کا بار بنجر پر نہ ڈالو، بنجر زمینون کا معائنہ کرو، اگر اون مین کچھ صلاحیت ہو تو بقدر گنجائش اوس سے خراج لو، اور اوس کی اصلاح کرو تاکہ آباد ہوجائے جن آباد زمینون سے کچھ پیدا نہین ہوتی اون سے خراج نہ لو، اور جو زمینین قحط زدہ ہوجائین اون کے مالکون سے نہایت نرمی کے ساتھ خراج وصول کرو، خراج مین صرف وزن سبعہ لو جن مین سونا نہ ہو ٹکسال اور چاندی پگھلانے والون سے ٹکس، نوروز اور مہرجان کے ہدیئے، عرایض نویسی اور شادی کا ٹکس، گھرون کا ٹکس، اور نکاحانہ نہ لو، اور جو ذمی مسلمان ہوجائین اون پر خراج نہین ہے[2]،

یہ عجیب بات ہے کہ باوجود اس واگذاشت، اس مراعات، اور اس رفق و ملاطفت کے حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین جو مالگذاری وصول ہوئی اوس سے حجاج کے پر مظالم زمانے کو کوئی نسبت نہین، حضرت عمر بن عبد العزیز خود فخریہ فرماتے تھے، کہ خدا حجاج پر لعنت کرے، اوس کو نہ دین کی لیاقت تھی نہ دنیا کی، حضرت عمر بن خطاب نے عراق سے

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷۹، [2] کتاب الخراج صفحہ ۴۹،

کرور اسی لاکھ زیاد نے ۱۲ کرور ۵۰ لاکھ ابن زیاد نے ۱۳ کرور ۵۰ لاکھ، حجاج نے ۱۸ کرور اسی لاکھ درہم وصول کیئے، اوس نے کاشتکارون کو ۲۰ لاکھ درہم زمین کی آبادی کے لیئے بطور قرض کے دیئے تو ایک کرور ساٹھ لاکھ اور وصول ہوئے، لیکن باوجود اِس ویرانی کے عراق میرے قبضہ مین آیا تو مینے ۱۲ کرور ۴۰ لاکھ درہم وصول کیئے، اور اگر زندہ رہا تو حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے سے بھی زیادہ وصول کرونگا،[۱]

جیل خانے کی اصلاح مجرمون کو جرائم پر سزا دینا، اگرچہ قیام امن کے لیئے ضروری ہے، تاہم وحشت وتمدن کے لحاظ سے سزا کی نوعیت، اور مجرمین کی حالت مین اختلاف ہوتا رہتا ہے، اسلام چونکہ ایک متمدن سلطنت کا بانی تھا، اسلیئے اوس نے قیدیون کے ساتھ اون تمام مراعات کو قائم رکھا جو مقتضائے انسانیت تھین، ان مراعات کی ابتدا سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کی اور حکم دیا کہ جو قیدی نادار ہون اونکے کھانے کپڑے کا انتظام بیت المال سے کیا جائے، اون کے بعد اگرچہ تمام خلفا نے اِس طریقہ کو قایم رکھا[۲] لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے تک اس مین متعدد خرابیان پیدا ہوگئی تھین،

(۱) ولید صرف شبہہ کی بنا پر لوگون کو گرفتار کرتا تھا اور اون کو قتل تک کی سزا دیتا تھا،[۳]

(۲) جو قیدی اپنے وطن اور اعزہ واقارب سے دور قید خانے مین مرجاتے تھے، اون کی لاش دو دو دن تک قید خانے مین پڑی رہتی تھی خود قیدی باہم صدقہ وخیرات کی رقمین جمع کرکے مزدورون کے ذریعہ سے قبرستان تک اون کی لاش پہونچوا دیتے تھے، اور وہ بلا غسل وکفن وبلا نماز جنازہ دفن کردیئے جاتے تھے،[۴]

---

[۱] معجم البلدان ذکر سواد، [۲] کتاب الخراج صفحہ ۸۸، [۳] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۸،

[۴] کتاب الخراج صفحہ ۸۹،

(۳) اسلام نے خود جن جرائم پر سزائین مقرر کردی ہین اون مین تو کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوسکتا، تاہم اسلام نے تعزیر کی کوئی تحدید نہین کی ہے، اور اوس کو خود امام کی رائے پر چھوڑ دیا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین عمال نے اوس مین اسقدر سختیان کردی تھین کہ بعض جرائم پر بلکہ صرف الزام وشبہہ پر تین تین سو کوڑے مارتے تھے[۱]،

(۱) حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان تمام ظالمانہ طریقون کی طرف توجہ کی، اور ان مین ہر ایک کو مٹایا،

موصل مین چوری کی وارداتین بکثرت ہوتی تھین اسلیئے اسکے انسداد کے لیئے وہان کے عامل نے اون سے دریافت کیا کہ مین لوگون کو شبہہ پر گرفتار کرکے سزا دون؟ اونھون نے جواب یا کہ طریقہ سنت کے موافق اون کو شہادت کی بنا پر گرفتار کرو، اگر حق اون کی اصلاح نہین کرسکتا تو خدا اون کی اصلاح نہ کرے[۲]،

(۲) قیدیون کے بے گور وکفن چھوڑ رکھنے کا جو طریقہ جاری ہوگیا تھا، اوس کی نسبت عمال کو لکھا کہ اسلام مین یہ کتنا بڑا گناہ ہے[۳]،

(۳) شبہہ پر جو سخت سزائین دی جاتی تھین اوس کی نسبت اخلاقی حیثیت سے کہا کہ یہ بالکل جائز نہین ہے، بجز شرعی حقوق کے ہر حال مین مسلمانون کی پیٹھ بالکل محفوظ ہے[۴]، اور قانونی طور پر تعزیر کی تحدید کردی جس کی انتہائی مقدار ۳ کوڑا تھی[۵]، اس کے ساتھ قیدیون کے ساتھ مختلف قسم کی مراعات کین،

(۱) عام حکم دیا کہ کسی قیدی کو اتنی بھاری بیڑیان نہ پہنائی جائین کہ وہ نماز نہ پڑھ سکے،

---

[۱] کتاب الخراج صفحہ ۸۹، [۲] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۱، [۳] کتاب الخراج صفحہ ۸۹، [۴] " "

[۵] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷۴،

اور قاتل کے سوا، رات کو تمام مجرمین کے پاؤن سے بیڑیان اوتار دیجائین[1]،

(۲) قیدیون کو جو کھانا ملتا تھا اوس کی نسبت ملازمینِ جیل کی بددیانتی کا خیال تھا، اسلیئے حکم دیا کہ کھانے کے بجائے اِن کو روپیہ دیا جائے[2]،

(۳) قیدیون کی مختلف نوعیت اور مختلف حالت کے لحاظ سے اون کے لئے الگ الگ احکام جاری کیئے، چنانچہ تمام صوبون کے گورنرون کو لکھا کہ اگر بیمار قیدیون کے عزیز و اقارب نہون یا اون کے پاس مال نہو تو اون کی خبرگیری کرو، جو لوگ قرض کے بارے مین قید کیئے جائین اون کو اور مجرمین کے ساتھ ایک کوٹھری مین نہ رکھو اور عورتون کو الگ قید کرو، اور جیلر ایسا شخص مقرر کرو جو قابل اعتماد ہو اور رشوت نہ لے،

اِن احکام کے ساتھ ابوبکر بن حزم کو خصوصیت کے ساتھ لکھا کہ ہفتے کے روز جیل خانے کا معائنہ کیا کرین[3]، اور دوسرے تمام عمال کو قیدیون کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت کی[4]،

جیل خانے کے متعلق اونھون نے جو فرمان جاری کیا تھا، اگرچہ اس کا خلاصہ اوپر گذر چکا ہے، تاہم اِس موقع پر ہم اوس کا بلفظہ ترجمہ کر دینا مناسب سمجھتے ہین، کیونکہ اِس سے اون کے طرزِ عمل پر مزید روشنی پڑے گی،

> قید خانے مین کسی مسلمان کو اس طرح بیڑی نہ پہنائی جائے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اور بجز قاتل کے رات کے وقت ہر قیدی کی بیڑی اوتار لی جائے.
>
> ان کا اتنا وظیفہ مقرر کرو جو اون کے کھانے کے لئے کافی ہو، اِس کا اندازہ کرلو، اور یہ وظیفہ اون کو ماہوار دو، کیونکہ اگر اون کو روٹی دیجائیگی، تو قید خانہ کے نگران اس کو اوڑا لینگے، اِس کا انتظام ایک نیک آدمی کے سپرد کرو جو اون کے نام کو رجسٹر

[1] کتاب الخراج صفحہ ۸۰، [2] ایضاً صفحہ ۸۸، [3] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۶۳، [4] ایضاً صفحہ ۲۷۰،

مین درج کرلے، اور وہ رجسٹر اوس کے پاس رہے، اور وہ ہر مہینے مین بیٹھکر ایک
ایک قیدی کا نام لیکر پکارے اور خود ہر ایک کے ہاتھ مین اوس کا وظیفہ دے
جو لوگ رہا ہو جائین اون کا وظیفہ بند کر دیا جائے، اور ہر قیدی کو مہینے مین،
دس درہم دئیے جائین، لیکن ہر قیدی کو وظیفہ دینے کی ضرورت نہین ہے،

قیدیون کو جاڑون مین ایک قمیص اور ایک کمل، اور گرمیون مین قمیص اور تہ بند
دینا ہوگا، عورتون کو بھی اسی قدر وظیفہ ملیگا، لیکن اون کے لباس مین ایک برقع
کا اضافہ کرنا ہوگا،

قیدیون کو اس سے بے نیاز کردو کہ وہ بیڑیان ہلاتے ہوئے نکلین کہ لوگ
اون کو صدقہ خیرات دین کیونکہ یہ ایک بڑا جرم ہے کہ مسلمانون کی ایک جماعت
جو جرائم کی پاداش مین قید ہو، اس طرح نکلے، میرا خیال ہے کہ اہل شرک
بھی مسلمان قیدیون کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے ہونگے، پھر مسلمانون کے ساتھ
یہ برتاؤ کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ لوگ بھوک کی شدت کی وجہ سے اس طرح
پابند سلاسل نکلتے ہین، اور کبھی کھانے پینے کے لیئے کچھ پا جاتے ہین، اور
کبھی نہین پاتے، کوئی آدمی گناہ سے محفوظ نہین ہے اون کی خبرگیری کرو اور
جیسا کہ مینے لکھا اون کو وظیفہ دو، جو قیدی مرجائین، اور اونکے عزیز و اقارب نہ
ہون اون کی تجہیز و تکفین کا سامان بیت المال سے کیا جائے، اور نماز جنازہ کے
بعد وہ دفن کیئے جائین، مجھے معتمد لوگون کے ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ جب
کوئی غریب الوطن قیدی مرجاتا ہے، تو وہ قید خانے مین دو دو دن تک پڑا
رہتا ہے، یہانتک کہ جب والی سے اوس کے دفن کے متعلق اجازت

لے لی جاتی ہے، اور جب خود قیدی اوس کے لیے صدقہ جمع کرتے ہین، اور اُجرت پر
اوس کی لاش کو قبرستان مین بھیجتے ہین تو وہ بلا غسل وکفن اور بلا نماز جنازہ کے
دفن کیا جاتا ہے، اسلام مین یہ کتنا بڑا گناہ ہے، اگر تم حدود کو جاری کرو تو قیدی
کم ہو جائین، اور بدمعاش اور ڈاکو ڈرنے لگین، اور اپنے جرائم سے باز آئین،
قیدیون کی تعداد صرف عدم نگرانی سے زیادہ ہوتی ہے، یہ صرف قید ہے، نگرانی
نہین ہے، اپنے تمام عمال کو ہدایت کردو کہ روزانہ قیدیون کی نگرانی کرین، جن
لوگون کی اصلاح صرف تادیب سے ہو سکے اون کو تادیب کرکے رہا کردیا جائے
اور جس پر کوئی مقدمہ قایم نہ ہو اوس کو بالکل رہا کردیا جائے، اون کو یہ بھی ہدایت
کردو کہ تادیب وتعزیر مین حد اعتدال سے آگے قدم نہ بڑھائین، کیونکہ مجھے خبر ملی ہے
کہ وہ لوگ مجرمین کو صرف شبہہ کی بنا پر دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے کم وبیش کوڑے
لگواتے ہین، لیکن یہ جائز نہین ہے، مسلمان کی پیٹھ بجز حق شرعی کے ہر حالت مین
محفوظ ہے،[1]

اس فرمان کو پڑھو اور غور کرو کہ اِس تمدن وتہذیب کے زمانے مین قیدخانے کی اصلاح
کا جو معیار قایم کیا گیا ہو کیا وہ اِس سے بلند ہے؟

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۸۹،
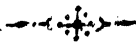
اِشاعتِ اِسلام

اِسلامی سلطنت طول وعرض مین اگر مشرق سے مغرب تک پھیل جائے لیکن اوس مین کوئی خدا کا نام لینے والا نہ ہو تو وہ صرف سیاسی حیثیت سے اِسلامی سلطنت ہوگی، مذہب کی زبان سے اوس کو یہ خطاب نہ مل سکے گا، اسلامی ممالک کا تمغائے امتیاز صرف توحید کی پاک آواز ہے، اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین اوس کا غلغلہ ممالک محروسہ کے گوشے گوشے سے بلند ہوا، اونھون نے اپنی زندگی کا ایک اہم مقصد اشاعت اسلام کو قرار دیا اور اوس پر ہر قسم کی مادی اور اخلاقی طاقت صرف کی جو افسر کفار کے ساتھ معرکہ آرا تھے اون کو ہدایت کی،

لا تقاتلن حصنا من حصون الروم ولا جماعۃ من جماعاتھم حتی تدعوھم الی الاسلام،	رومیون کے کسی قلعہ اور کسی جماعت سے اوس وقت تک جنگ نہ کرو، جب تک اون کو اسلام کی دعوت نہ دے لو،

لوگون کو ایتلاف قلب کے لیے بڑی بڑی رقمین دیکر اِسلام کی طرف مائل کیا، چنانچہ ایک بار ایک پادری کو اِس غرض سے ہزار اشرفیان دین[1]،

تمام بادشاہون کو اِسلام کی دعوت دی اور اون مین بعض نے اِسلام قبول کیا، چنانچہ علامہ بلاذری فتوح البلدان مین لکھتے ہین،

کتب الی ملوک ما وراء النھر یدعوھم الی الاسلام فاسلم بعضھم[2]،	اونھون نے ماوراء النھر کے بادشاہون کو دعوتِ اِسلام دی اور اون مین بعض اِسلام لائے،

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز، [2] فتوح البلدان صفحہ ۴۳۲،

سندھ کے سلاطین کے نام دعوت نامہ روانہ کیا، تو چونکہ وہ لوگ اون کے حسن اخلاق کی شہرت پہلے سے سُن چکے تھے اسلیئے بہت سے بادشاہون نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام عربی رکھا،

علامہ بلاذری لکھتے ہین،

فكتب الى الملوك يدعوهم الى الاسلام والطاعة على ان يملكهم ولهم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم وقد كانت بلغتهم سيرته ومذهبه فاسلم جليشه والملوك وتسموا باسماء العرب[۱]،	اونھون نے بادشاہون کو اسلام اور طاعت کی طرف اس شرط پر دعوت دی کہ اون کی بادشاہی مین کوئی خلل نہ آئیگا، اور جو حقوق مسلمانون کے ہین وہ اونکو ملین گے اور جو ذمہ داریان مسلمانون پر عائد ہوتی ہین وہ اون پر عائد ہونگی، چونکہ تمام بادشاہون کو اونکے کیرکیٹر کا حال معلوم ہو چکا تھا، اسلیئے جلیشہ اور دوسرے بادشاہ اسلام لائے اور اپنا نام عربی رکھا،

اون کے حسن خلق اور دعوتِ اسلام کی شہرت عام طور پر پھیلی تو دور دور کے لوگون نے خود اون کی خدمت مین وفود بھیجے کہ اون کے یہان داعیانِ اسلام روانہ کیئے جائین، چنانچہ اس غرض سے تبت سے متعدد وفد آئے اور اونھون نے اون کے ساتھ سلیط بن عبد اللہ الحنفی کو روانہ کیا، اور ماوراءالنہر مین دعوتِ اسلام کی خدمت عبد اللہ بن معمر الیشکری کے متعلق کی[۲]،

تمام عمال کو ہدایت کی کہ ذمی رعایا کو اسلام کی طرف مائل کرین، چنانچہ جراح بن عبد اللہ الحکمی کو جو خراسان کے عامل تھے، لکھا کہ ذمیون کو اسلام کی دعوت دین، اور وہ اسلام لائین تو اون کا جزیہ معاف کر دین، چنانچہ اونھون نے اِس حکم کی تعمیل کی اور اون کے ہاتھ پر چار ہزار ذمی اِسلام لائے[۳]،

[۱] فتوح البلدان صفحہ ۴۴۷، [۲] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۲،

[۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز،

اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المہاجر جو مغرب کے عامل تھے، وہ اگرچہ بذات خود اس خدمت مین مصروف تھے، اور بربر کو اسلام کی دعوت دیتے تھے، لیکن جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دعوت نامہ پہونچا اور اسماعیل نے اوس کو پڑھکر سنایا تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ اسلام تمام مغرب کے افق پر چھا گیا، علامہ بلاذری لکھتے ہین،

ثم لما کانت خلافۃ عمر بن عبد العزیز ولی	پھر جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور آیا تو اونھون
المغرب اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المہاجر فسار	نے اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المہاجر کو مغرب
حسن سیرۃ ودعی البربر الی الاسلام وکتب	کا گورنر مقرر کیا، اونھون نے نہایت عمدہ روش
الیھم عمر بن عبد العزیز کتبا یدعوھم	اختیار کی اور بربر کو اسلام کی دعوت دی، اسکے
بعد الی ذلک فقرأہ اسماعیل	بعد خود حضرت عمر بن عبد العزیز نے اونکے نام دعوت
علیھم فی النواحی فغلب الاسلام	نامہ روانہ کیا، اسماعیل نے یہ دعوت نامہ اونکو پڑھکر
علی المغرب[1]،	سنایا تو اسلام مغرب پر غالب ہوگیا،

اون کے زمانے مین اشاعت اسلام کا سب سے زیادہ موثر سبب یہ ہوا کہ حجاج کی ظالمانہ روش کے مطابق نومسلمون سے ابتک جو جزیہ وصول کیا جاتا تھا، اونھون نے اوس سے اون کو بالکل بری کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ جزیہ کی آمدنی مین دفعۃً غیر معمولی کمی پیدا ہوگئی، عمال نے اون کو اس کمی کی طرف توجہ دلائی تو اونھون نے سب کو لکھدیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے داعی اسلام بناکر بھیجا تھا نہ محصل خراج، ایک بار عدی بن ارطاۃ نے اون کو لکھا کہ اس کثرت سے لوگ اسلام لا رہے ہین کہ مجھے خراج مین کمی واقع ہونے کا اندیشہ ہے، اونھون نے اون کو جواب دیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تمام لوگ مسلمان ہوجائین اور ہماری اور تمھاری حیثیت صرف ایک کاشتکار کی رہ جائے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھائین[2]،

[1] فتوح البلدان صفحہ ۲۳۰، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۹،

احیاءِ شریعت

خاندانِ بنو امیہ مین جن خلفاء کا نام تاریخ کے اوراق مین روشن نظر آتا ہے، اون مین ولید سلیمان، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نہایت نمایان ہین، لیکن جن خصوصیات نے اِن کے عہدِ خلافت کو اِس قدر نمایان کیا ہی، وہ بالکل مختلف ہین، ولید جیسا کہ ایک راوی بیان کرتا ہے،

كان صاحب بناء واتخاذ المصانع والضياع وكان الناس يلتقون فى زمانه فانما يسئل بعضهم بعضا عن البناء والمصانع

عمارات وغیرہ کا بانی تھا، اور لوگ اوس کے زمانے مین باہم ملتے تھے تو صرف عمارات ہی کا حال پوچھتے تھے،

اور سلیمان بن عبد الملک،

كان صاحب نكاح وطعام فكان الناس يسئل بعضهم بعضا عن التزويج والجوارى،

کھلانے والا اور نکاح کرنے والا بادشاہ تھا، اسلیے اوس کے عہد مین لوگ صرف شادی اور لونڈیون کا چرچا کرتے تھے،

لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی حکومت کا ستون صرف روحانیّت کو بنایا اِس بنا پر

فلما ولى عمر بن عبد العزيز كانوا يلتقون فيقول الرجل للرجل ما وردك الليلة وكم تحفظ من القرآن ومتى تختم ومتى ختمت وما تصوم من الشهر[1]

جب وہ خلیفہ ہوئے تو باہمی ملاقات مین ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا تھا کہ رات کو تم کونسا وظیفہ پڑھتے ہو؟ تم نے کتنا قرآن یاد کیا ہی؟ تم قرآن کب ختم کروگے؟ اور کب ختم کیا تھا؟ اور مہینے مین کتنے روزے رکھتے ہو؟

[1] تاریخ طبری صفحہ ۲، ۱۲، واقعات سنہ ۹۶ھ

لیکن یہ اون کے دور حکومت کی خصوصیت کا نہایت اجمالی بیان ہی، اسلیئے ہم کو تفصیل کے ساتھ بتانا چاہیئے کہ سنت نبویہ کے احیار، بدعات کے امحاء، اور شرائع اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کے متعلق اون کے کیا کیا کارنامے ہین؟،

اسلام درحقیقت چند اعمال و عقائد کے مجموعے کا نام ہی، جنکا تحفظ و بقاء ہر مسلمان بادشاہ کا فرض ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِن اعمال و عقائد کے تحفظ و بقاء کو اپنی زندگی کا اصلی مقصد اور اپنے دور خلافت کا طغرائے امتیاز قرار دیا چنانچہ عدی بن عدی کے نام اونھون نے جو فرمان بھیجا اوس مین اس مقصد کو نہایت واضح طور پر ظاہر کر دیا چنانچہ اوس فرمان کے الفاظ حسب ذیل ہین،

ان للایمان فرائض و شرائع، وحدودا	ایمان چند فرائض، چند احکام، اور چند سنن کا نام ہی
وسننا فمن استکملها استکمل الایمان	جس شخص نے اِن تمام اجزاء کی تکمیل کر لی، اوس نے
ومن لم یستکملها لم یستکمل الایمان	ایمان کو مکمل کر لیا، اور جس شخص نے اِن کو مکمل نہین
فان اعش فسابینها لکم حتے تعملوا بها	کیا اوس نے ایمان کو مکمل نہین کیا، مین اگر زندہ
وان امت انا علے صحبتکم بحریص[1]	رہا تو اِن تمام اجزاء کو تمھارے سامنے بیان کر دونگا،
.. ..	تاکہ تم لوگ اون پر عمل کرو، اور اگر مرگیا تو مجھے تمھارے
.. ..	ساتھ رہنے کی حرص بھی نہین،

اور اپنی زندگی مین اونھون نے اِن اجزاء کو جس طرح قایم رکھا جس طرح اونکا تحفظ کیا، اور جس طرح اونکی ترویج و اشاعت کی، اوسکی نظیر کسی خلیفہ یا بادشاہ کے دور حکومت مین نہین مِل سکتی،

عقائد عقائد کے رسوخ و استحکام کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہی کہ مذہبی اسرار و رموز مین زیادہ غور و خوض اور موشگافی نہ کی جائے، حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ کبھی کبھی ذاتی طور پر اِس قسم کے مباحث مین

---

[1] بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس،

حصہ لیتے تھے، چنانچہ جب وہ خلیفہ ہوئے تو عون بن عبد اللہ، موسیٰ بن ابی کثیر، اور عمر بن حمزہ، اون کی خدمت مین آئے، اور مسئلہ ارجاء کے متعلق اون سے مناظرہ کیا، اور اون لوگون کا بیان ہو کہ اونھون نے اس مسئلہ مین اون سے موافقت[1] کی لیکن اس کے ساتھ وہ عام طور پر لوگون کو کبھی اس قسم کے دقیق مسائل کی طرف مائل نہین ہونے دیتے تھے، چنانچہ ایک بار کسی شخص نے اسی قسم کا کوئی مسئلہ پوچھا تو بولے کہ مکتب کے بچون اور صحرا کے بدون کا دین اختیار کرو، اور اس کے سوا ہر چیز کو بھول جاؤ[2]، فرماتے تھے کہ جب کسی قوم کو دیکھو کہ وہ عوام کے سامنے اس قسم کی مذہبی گفتگو، کرتی ہے تو سمجھو کہ وہ گمراہی کی بنیاد ڈالتی ہے[3]،

عقائد کے متعلق جو نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے تھے، اون کو محدثین کی اصطلاح مین "اہواء" کہتے تھے، جو ضلالت و گمراہی کا مرادف ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین اس قسم کے مسائل مین مسئلہ قضاء و قدر کا زیادہ چرچا پھیلا ہوا تھا، جس کو معبد جہنی کے بعد غیلان دمشقی نے بہت کچھ وسعت و ترقی دی تھی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے سب سے پہلے اس سے توبہ کرائی، اور اوس نے بظاہر توبہ بھی کر لی[4]، اس کے بعد ہر ممکن تدبیر سے اوس کے اثر کو مٹانا چاہا، اوس زمانے مین ہر قسم کے خیالات کی اشاعت و مقبولیت کا اصلی ذریعہ محدثین و فقہاء تھے، اس لئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس گروہ کو ان خیالات کے قبول کرنے سے روکدیا کہ اون کے ذریعہ سے یہ مرض تمام قوم مین پھیلنے نہ پائے، چنانچہ ایک بار امام مکحول سے کہا،

ایاک ان تقول فی القدر ما یقول هولاء یعنی غیلان و اصحابه[5] ـ	تم مسئلہ تقدیر مین ہرگز وہ نہ کہو جو غیلان اور اوسکے پیرو کہتے ہین،

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۱۰، تذکرہ عون بن عبد اللہ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۷۵،
[3] جامع بیان العلم صفحہ ۱۵۳، [4] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۴، [5] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۷۴،

نماز | عقائد کے بعد اعمال کا درجہ ہے جن مین سب سے مقدم نماز ہے، خلفاء بنو امیہ بالخصوص حجاج نے نماز کے ساتھ جو غفلت برتی اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پابندی اوقاتِ نماز جو صحابہ کرام کے زمانے مین نہایت ضروری چیز خیال کی جاتی تھی بالکل جاتی رہی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام عمال کے نام ایک مشترکہ پیغام بھیجا جس کے الفاظ حسب ذیل ہین،

اجتنبوا الاشغال عند حضور الصلوات	نماز کے وقت تمام کام چھوڑ دو کیونکہ جس شخص نے
فمن اضاعها فهو لما سواها من شرائع	نماز کو ضائع کیا وہ اور فرائض اسلام کا سب سے
الاسلام اشد تضییعاً[1]	زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا،

اس کے علاوہ ذاتی طور پر لوگون کو اس کی طرف توجہ دلائی ایک بار اونھون نے ایک شخص کو مصر روانہ کرنا چاہا، اوس نے جانے مین دیر کی تو آدمی بھیجکر بلوایا، وہ آیا تو فرمایا کہ گھبراؤ نہین، آج جمعہ کا دن ہی، جمعہ پڑہے بغیر یہان سے نہ ٹلنا، ہم نے ایک جلدی کے کام کے لیے بھیجا تھا، لیکن یہ عجلت تم کو اس پر نہ آمادہ کرے کہ نماز کو وقت ٹال کے پڑھو، خدا نے اوس قوم کی نسبت جس نے نماز کو برباد کر دیا اور شہوت پرستی کی، فرمایا ہے کہ وہ عنقریب ضلالت سے ملاقی ہون گے، لیکن اونھون نے نماز کو بالکل ترک نہین کر دیا تھا، بلکہ اوس کے وقت کی پابندی چھوڑ دی تھی[1]،

ان ہدایات کے علاوہ ملک مین ہر جگہ عملی طور پر نماز کا اہتمام کیا، اور موذنین کی تنخواہین مقرر کین، طبقات ابن سعد مین کثیر بن زید سے روایت ہے،

قدمت خناصرة فی خلافة عمر بن عبد العزیز	مین حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت مین خناصرہ مین
فرایته یرزق المؤذنین من بیت المال[2]۔	آیا تو دیکھا کہ وہ موذنین کو بیت المال سے وظیفہ دیتے ہین

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۰۲، [1] ۵۲ و صفحہ ۱۸۶،

[2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶۴،

زکوۃ وصدقہ | اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے خلافت کی یہ برکت تھی کہ جب لوگون کو اونکے خلیفہ ہونے کی خبر ہوئی تو نہایت سرعت سے صدقہ فطر ادا کرنا شروع کیا، یہانتک کہ اون کے ایک عامل نے لکھا کہ اب بہت سا صدقہ فطر جمع ہوگیا ہے، اپنی رائے سے اطلاع دیجئے کہ اسکو کیا کیا جائے[1]، تاہم وہ نہایت شدت کے ساتھ لوگون کو اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے، ایک بار خناصرہ مین عید سے ایک دن پہلے جمعہ کے روز خطبہ دیا جس مین لوگون کو صدقہ فطر دینے پر آمادہ کیا اور کہا کہ جو لوگ زکوۃ نہین دیتے اون کی نماز مقبول نہین ہی، لوگ آٹا اور ستو لاتے تھے اور وہ قبول کرتے جاتے تھے[2]،

حجاج نے زکوۃ کا جو نظام خراب کر دیا تھا اوس کے متعلق عمال کو ہدایت کی کہ اوس کی روش سے اجتناب کرین، چنانچہ ایک بار عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ مینے زکوۃ کے معاملہ مین تم کو حجاج کی تقلید سے روکا ہے، کیونکہ وہ اس کو غیر محل سے لیتا تھا، اور غیر محل مین صرف کرتا تھا[3]، ایک بار اون کو عدی کی نسبت معلوم ہوا کہ شراب کا عشر لیتے ہین، تو اون کو لکھا کہ بیت المال مین صرف حلال مال داخل کرو[4]،

لہو و نیاحت کی ممانعت | ان فرائض کے علاوہ شریعت نے جن چیزون کی ممانعت کی تھی، اون پر شدت کے ساتھ دار و گیر کی، ایک بار اون کو معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان لہو و لعب مین مصروف ہوگئے ہین، اور بہت سی عورتین جنازے کے ساتھ بال کھولے ہوئے نوحہ کرتے ہوئے نکلتی ہین، تو تمام عمال کے نام ایک فرمان بھیجا جس کا خلاصہ یہ ہے،

> مجھے معلوم ہوا ہے کہ سفہا کی عورتین، مردے کی وفات کے وقت بال کھولے ہوئے اہل جاہلیت کی طرح نوحہ کرتی ہوئی نکلتی ہین، حالانکہ جب سے عورتون کو

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۵۰ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶۰،

[3] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۰، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۸۰،

آنچل ڈالنے کا حکم دیا گیا، اون کو ڈوپٹہ اوتارنے کی اجازت نہین دی گئی، پس اِس نوحہ و ماتم پر قدغن بلیغ کرو، یہ اہل عجم چند چیزون سے جن کو شیطان نے اون کی نگاہین محبوب کر دیا تھا، دل بہلاتے تھے، پس مسلمانون کو اِس لہو ولعب اور راگ باجے وغیرہ سے روکو، اور جو نہ باز آئے اوس کو اعتدال کے ساتھ سزا دو[۱]،

انسداد شراب نوشی حضرت عمر بن عبد العزیز نے شراب نوشی کے انسداد کے لیے مختلف تدبیرین اختیار کین،

(۱) تمام عمال کے نام فرمان بھیجا کہ کوئی ذمی مسلمانون کے شہرون مین شراب نہ لانے پائے[۲]،

(۲) شراب کی جو دوکانین قائم تھین اون کو بالکل توڑ دا دیا[۳]،

(۳) جو لوگ نبیذ کے حیلے سے شراب پیتے تھے اون کی نسبت عدی بن ارطاۃ کو لکھا،

لوگون نے اِس شراب کو پیکر بدمستی کی حالت مین نہایت برے برُے کام کیے، اور اکثر اون مین کہتے ہین کہ اِس شراب کے پینے مین کوئی مضائقہ نہین، لیکن جو چیز اس قسم کے کام کراتی ہے، اوس کے استعمال مین سخت ہرج ہے، خدا نے اور بھی بہت سی پینے کی چیزین پیدا کر کے شراب سے بے نیاز کر دیا ہے، مثلاً، آب شیرین، شیر خالص، شہد مصفا وغیرہ، پس جو شخص نبیذ بنائے وہ صرف چمڑے کے مشکیزے مین بنائے، جس مین زفت کا رنگ نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اِس قسم کے ظروف کی نبیذ سے منع فرمایا ہے، اِس روک ٹوک کے بعد اگر کسی نے اِس قسم کی شراب پی تو ہم اوس کو سخت سزا دینگے، اور جس شخص نے

---

[۱] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۰، [۲] ر صفحہ ۲۶۹، [۳] کتاب ولاۃ مصر صفحہ ۶۸،

مخفی طور پر پیا تو خدا سخت عذاب دینے والا ہی[1]،

اِس کے بعد اب جس قدر شیشے اور پیمانے رہ گئے تھے وہ اون کے ہاتھ سے چور چور ہو گئے ،
چنانچہ ایک راوی کا بیان ہی کہ مینے اون کو خناصرہ مین دیکھا کہ شراب کے مشکیزون کے پھاڑنے
اور شیشون کے توڑنے کا حکم دے رہے ہین[2]،

مذہب اور اخلاق کے متعلق اور بھی بہت سے احکام تھے جن کی خلاف ورزی مضر نتائج
پیدا کر سکتی تھی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِن تمام جزئیات کی طرف توجہ کی اور اون سے
مسلمانون کو روکا، مثلاً اہل عجم کی آمیزش و اختلاط سے تمام ممالک اسلامیہ مین حامون کا رواج
ہو گیا تھا، اور اوس مین مرد عورت بیباکانہ جا جا کر غسل کرتے تھے، لیکن اس مین شرم وحیا اور ستر
عورت کا کافی انتظام نہین رکھا جاتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے عورتون کو کلیۃً حمام مین جانے
سے روکدیا اور مردون کی نسبت عام حکم دیا کہ بغیر تہ بند کے حمام مین غسل نہ کرین، چنانچہ اِس
حکم پر اِس شدت کے ساتھ عمل ہوا کہ راوی کا بیان ہی کہ مینے حمام کے مالک اور حمام مین جانے
والے دونون کو دیکھا کہ اون کو سزا دی جا رہی ہے[3]،

حامون کی دیوارون پر تصویرین بنائی جاتی تھین، جو اصولِ شریعت کے خلاف تھین
ایک بار اونھون نے اِس قسم کی تصویر دیکھی تو مٹا دیا اور کہا کہ اگر مصور کا نام معلوم ہوتا تو مین
اوس کو سزا دیتا[4]،

اسلام مین رہبانیت نہین ہی تاہم اہل عجم کی طرح بالکل رفاہیت اور عیش
پرستی کو بھی جائز نہین قرار دیتا، اسلیئے اگرچہ رسول اللہ صلعم نے بال سنوارنے کا حکم دیا ہی،

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۰۲، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶۹،
[3] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶۳، [4] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۰،

تاہم اوس کا یہ مقصد نہین ہو کہ پٹیان جاتی جائین، حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین اس قسم کے بہت سے شوقین پیدا ہوگئے تھے، اسلئے اونھون نے پولیس مینون کو حکم دیا کہ جمعہ کے دن مسجد کے دروازون پر کھڑے ہوجائین، اور جو شخص پٹیان جمائے ہوئے گذرے اوس کے بال کاٹ لین[1]،

حضرت عمر بن عبد العزیز کو اس باب مین خاص اہتمام تھا کہ عرب کی قومی خصوصیات مٹنے نہ پائین، چنانچہ ایک بار اون کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ جب سامنے طشت رکھکر وضو کرتے ہین تو قبل اس کے کہ طشت پانی سے بھر جائے، پانی پھینکدیا جاتا ہو اور پھر نیا آدمی وضو کرنا شروع کرتا ہے تو اوس کے سامنے نئے سرے سے طشت آتا ہو، تو عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ یہ عجمون کا طریقہ ہے، اب سے جب تک طشت بھر نہ جائے یا سب لوگ فارغ نہ ہوجائین پانی نہ پھینکا جائے[2]،

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۰۱، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۷،

تدوین حدیث

قرآن مجید کے بعد اسلام کے احکام، اسلام کی تعلیم، اور اسلام کے اخلاق کا مجموعہ صرف وہ کلمات طیبہ ہین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے، لیکن صرف عمر بن عبد العزیز کے زمانے سے پہلے، وہ صرف صحابہ اور تابعین کے سینون مین محفوظ تھے، بخاری، مسلم، موطا اور حدیث کی دوسری کتابین جو احادیث صحیحہ کا بہترین مجموعہ ہین، اوس وقت تک وجود مین نہین آئی تھین، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِس طرف توجہ نہ کی ہوتی تو علم حدیث کا یہ ذخیرہ وجود مین نہ آتا، لیکن اونھون نے دیکھا کہ انقضاے زمانہ کے ساتھ علماء کا گروہ روز بروز گھٹتا جاتا ہے، اور اوس کے ساتھ علوم شرعیہ مٹ جانے کا بھی اندیشہ ہے، اسلیئے اونھون نے قاضی ابوبکر بن حزم کو جو اون کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے لکھا کہ

انظر ما کان من حدیث رسول اللہ	احادیث نبویہ کی تلاش کرکے اون کو لو، کیونکہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت	مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے فنا ہونے کا خوف
دروس العلم وذھاب العلماء ولا	معلوم ہوتا ہے، اور صرف رسول اللہ صلعم
یقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]	کی حدیث قبول کی جائے،

حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین ابو نعیم کی تاریخ اصبہان سے ایک روایت نقل کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مدینہ اور مدینہ کے گورنر کے ساتھ مخصوص نہ تھا، بلکہ اونھون نے تمام صوبون کے گورنرون کے پاس اسی قسم کا فرمان بھیجا تھا[2]، بہرحال اِس حکم کی

---

[1] بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم، باب، [2] فتح الباری جلد اوّل صفحہ ۱۷۴،

تعمیل کی گئی اور جمع شدہ احادیث کے متعدد مجموعے تیار کرا کے تمام ممالک محروسہ مین تقسیم کئے گئے، جامع بیان العلم مین سعد بن ابراہیم سے روایت ہی،

امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبنا	ہم کو عمر بن عبد العزیز نے جمع حدیث کا حکم دیا،
ھا دفترا دفترا فبعث الی کل ارض له	اور ہم نے دفتر کے دفتر حدیثین لکھین، اور اونھون نے
سلطان دفترا[1]	ایک ایک مجموعہ ہر جگہ بھیجا، جہان اون کی
.. ..	حکومت تھی،

[1] جامع بیان العلم صفحہ ۳۸،

تعلیم مذہبی کی اشاعت

(۱) احادیث کی تدوین و ترتیب کے بعد دوسرا کام یہ تھا کہ عام طور پر اونکی ترویج و اشاعت کی جائے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسی فرمان مین قاضی ابوبکر بن حزم کو اس طرف بھی توجہ دلائی اور لکھا،

ولیفشو العلم ویجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یھلك حتی یکون سرا،	لوگون کو چاہئیے کہ عام طور پر علم کی اشاعت کرین اور تعلیم کے لیئے حلقہ درس مین بیٹھین تاکہ جو لوگ نہین جانتے وہ جان لین، کیونکہ علم اوس وقت تک نہین برباد ہوتا جب تک کہ وہ راز نہ بن جائے،

ایک اور عامل کے نام لکھا،

اما بعد فأمر اھل العلم ان ینشروا العلم فی مساجدھم فان السنۃ کانت قد امیتت[1]،	اہل علم کو حکم دو کہ اپنی مسجدون مین علم کی اشاعت کرین کیونکہ حدیثین مرچکی ہین،

(۲) چنانچہ جو لوگ اس مقدس کام مین مصروف ہوئے اون کو فکر معاش و ضروریات زندگی سے بالکل بے نیاز کر دیا، چنانچہ حمص مین جو علماء تھے اونکی نسبت وہان کے گورنر کو لکھا،

انظر الی القوم الذین نصبوا انفسھم للفقہ وحبسوھا فی المسجد عن طلب الدنیا	جن لوگون نے دنیا چھوڑ کر اپنے آپ کو فقہ کی تعلیم کے لیئے وقف کر رکھا ہے اونین

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۴،

فاعط کل رجل منھم مائة دینار یستعینون بھا علی ما ھم علیہ من بیت مال المسلمین حین یاتیک کتابی ھذا[1]

ہر ایک کو جس وقت میرا خط پہونچے بیت المال سے سو دینار دو تاکہ وہ لوگ اِس حالت کو قایم رکھ سکین،

یہ فیاضی صرف علماء کے ساتھ مخصوص نہ تھی، بلکہ اسی فیاضی کے ساتھ طلباء کے وظائف بھی مقرر کئے تھے[2]، اون کو علماء کی فراغ خاطر اور جمعیت قلب کا اسقدر خیال تھا کہ ہر ممکن تدبیر سے اون کی ضروریات کو پورا کرتے تھے، قاسم بن مخیمرہ ایک محدث تھے، جو نہایت عسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، وہ آئے تو اون کی جانب سے ستر دینار قرض ادا کیا، سواری دی اور ۵۰ دینار وظیفہ مقرر کر دیا[3]،

ایک بار مجاہد اون کی خدمت مین حاضر ہوئے تو اون کو ۳۰ درہم دیئے اور کہا کہ یہ رقم مینے اپنے عطیہ سے دی ہے[4]،

(۳) جو ممالک دور افتادہ تھے، وہان کے لوگون کی تعلیم کے لیئے خود متعدد علماء کو روانہ کیا، حضرت نافع جو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے غلام اور مدینہ کے فقیہ تھے اون کو مصر بھیجا کہ وہان کے لوگون کو علم حدیث کی تعلیم دین، چنانچہ اِس تعلق سے نافع نے وہان مدتون قیام کیا[5]،

جعثل بن عاہان جو قراء مین تھے اون کو مصر سے مغرب کو بھیجا کہ وہان جاکر لوگون کو قرأت کی تعلیم دین[6]،

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۵، [2] جامع بیان العلم صفحہ ۸۰، [3] تذکرۃ الحفاظ جلد اصفحہ ۱۰۹، تذکرہ قاسم بن مخیمرۃ، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۵، [5] حسن المحاضرہ جلد اول صفحہ ۱۱۹ و زرقانی شرح موطا جلد اول صفحہ ۲۱، [6] حسن المحاضرہ جلد اصفحہ ۱۱۹،

بدوون کی تعلیم و تربیت کے لیئے یزید بن ابی مالک الدمشقی اور حارث بن یمجد الاشعری کو متعین کیا، اور اون کے وظیفے مقرر کیئے، یزید نے تو وظیفہ قبول کر لیا، لیکن حارث نے وظیفہ سے انکار کیا، حضرت عمر بن عبد العزیز کو خبر ہوئی تو لکھا کہ یزید نے جو کچھ کیا اوس مین ہرج نہین اور خدا ہم مین حارث جیسے بہت سے اشخاص پیدا کرے[۱]،

(۴) تعلیم کے علاوہ لوگون کے ارشاد و ہدایت کے لیئے تمام ممالک محروسہ مین[۲] واعظ اور مفتی مقرر کیئے چنانچہ حلاج ابو کثیر اموی کو جو اون کے باپ کے مولی تھے، اسکندریہ کا واعظ مقرر کیا[۳]، حجاز مین جو واعظ اس خدمت پر مامور تھا اوس کو حکم تھا کہ تیسرے دن لوگون کو وعظ و پند کرے[۴]،

افتار کی خدمت پر متعدد لوگ مامور تھے، اور جو لوگ مامور تھے وہ انتخاب روزگار تھے، مثلاً مصر مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ خدمت یزید بن ابی حبیب کے متعلق کی تھی، اور یہ وہ بزرگ ہین جنھون نے سب سے پہلے اہل مصر کو فقہ و حدیث سے آشنا کیا، چنانچہ علامہ سیوطی حسن المحاضرہ مین لکھتے ہین،

هو اوّل من اظهر العلم بمصر والمسائل فی الحلال والحرام وقبل ذلك كانوا یتحدثون فی الترغیب والملاحم والفتن وهو احد ثلاثة جعل الیهم عمر بن عبد العزیز الفتیا۔	وہ پہلے شخص ہین جنھون نے مصر مین علم کو ظاہر کیا اور حلال و حرام کے مسائل کو رواج دیا وہان کے لوگ اس سے پہلے صرف ترغیب اور جنگ وغیرہ کے متعلق روایت کرتے تھے وہ ان تین اشخاص مین ہین، جنکے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز نے افتار کی خدمت کی تھی،

۱ سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۴۷، ۲ حسن المحاضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۸، ۳ سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۴۳، ۴ حسن المحاضرہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

فن مغازی اور مناقب صحابہ کی تعلیم واشاعت

مغازی اور مناقب صحابہ کی طرف اب تک علمی حیثیت سے کسی نے اعتنا نہین کیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے خاص طور پر ان کی طرف توجہ کی اور عاصم بن عمر بن قتادہ کو جو مغازی اور سیرت مین کمال رکھتے تھے حکم دیا کہ مسجد دمشق مین بیٹھکر مغازی اور مناقب کا درس دین[1]،

[1] تہذیب التہذیب ترجمہ عاصم بن عمر بن قتادہ،

یونانی تصنیفات کی اشاعت

حضرت عمر بن عبد العزیز کا اصلی فرض اگرچہ کتاب و سنت کی اشاعت کرنا تھا اور اونھون نے ہر ممکن تدبیر سے اِس کی اشاعت کی، تاہم غیر قومون کے علوم و فنون سے بھی اونھون نے مسلمانون کو بالکل بیگانہ نہین رکھا،

طب مین ایک یونانی حکیم اہرن القس کی ایک مشہور کتاب تھی جس کا ترجمہ ماسرجویہ نے مروان بن حکم کے زمانہ مین عربی زبان مین کیا تھا، یہ کتاب شاہی کتب خانے مین محفوظ تھی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس کو دیکھا تو چالیس روز تک استخارہ کیا، اِس کے بعد اوس کی متعدد نقلین کرائین اور عام طور پر اوس کو ملک مین شایع کیا،[۱]

[۱] اخبار الحکما رصفحہ ۲۱۳، تذکرہ ماسرجویہ،

رفاہِ عام کے کام

اِس سِلسلے مین حضرت عمربن عبد العزیز نے تمام ممالک محروسہ مین نہایت کثرت سے سرائین بنوائین، چنانچہ خراسان کے عامل کو لکھا کہ وہان کے راستون مین بہت سی سرائین تعمیر کرائی جائین[1]، اور سمرقند کے عامل سلیمان بن ابی السری کے پاس فرمان بھیجا کہ وہان کے شہرون مین سرائین تعمیر کراؤ، جو مسلمان ادھر سے گذرین یک شبانہ روز اون کی مہمان نوازی کرو اون کی سواریون کی حفاظت کرو، جو مسافر مریض ہو اوسکو دو رات اور دو دن مقیم رکھو، اگر کسی کے پاس گھر تک پہونچنے کا سامان نہ ہو تو اسقدر سامان کردو کہ اپنے وطن مین پہونچ جائے[2]،

ایک عام لنگرخانہ قایم کیا جس مین تمام فقرا، مساکین اور مسافرون کو کھانا ملتا تھا[3]،

ممالک محروسہ مین جو چراگاہین تھین، اون مین نقیع کے سوا تمام چراگاہون کو عام کردیا[4]، اور اون کے متعلق ایک عامل کو لکھا،

فما حمی من الارض لا یمنع احد	جو زمینین چراگاہ بنالی گئین ہین، تو جہان جہان
مواقع القطر فابح الاحماء	برسات کا پانی گرے اون سے کسی کو نہ روکا جائے
ثم ابحھا[5]	اسلیئے چراگاہون کو عام کردو، اور ضرور عام کردو،

جزائر کو بھی بالکل وقف عام کردیا تھا[6]،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمربن عبد العزیز صفحہ ۲۵۴ و فتوح البلدان صفحہ ۴۳۲، [2] طبری صفحہ ۱۳۶۴،

[3] طبقات صفحہ ۲۹۰، [4] صفحہ ۲۵۴، [5] صفحہ ۲۸۱، [6] صفحہ ۲۷۷،

عمارات

حضرت عمر بن عبد العزیز کے کارنامہائے زندگی مین جو چیز سب سے زیادہ پست نظر آتی ہے وہ عمارتون کے کنگرے ہین، اون کے عہد خلافت مین ایک عمارت بھی شاندار طور پر تعمیر نہین ہوئی۔ اونھون نے نہایت معمولی طور پر صرف ضروری عمارتین تعمیر کروائین، اور اِن مین بھی زیادہ تر مذہبی عمارتین تھین، چنانچہ اِن تمام عمارتون کی تفصیل حسب ذیل ہے،

مساجد مدینہ مین قبیلہ بنو عدی بن النجار کی مسجد گر گئی تو قاضی ابوبکر بن حزم نے اوسکی تعمیر کی طرف اون کو توجہ دلائی، اونھون نے جواب مین لکھا کہ میری خواہش تو یہ تھی کہ مین دنیا سے جاؤن اور ایک پتھر پر دوسرا پتھر اور ایک اینٹ پر دوسری اینٹ نہ رکھون، لیکن اِس مسجد کو متوسط پیمانے پر کچی اینٹ سے تعمیر کروا دو[1]،

علامہ ابن جبیر نے شہر راس العین کے حالات مین لکھا ہے کہ یہان دو جامع مسجدین ہین، ایک جدید اور ایک قدیم، قدیم حضرت عمر بن عبد العزیز کی تعمیر کردہ ہے لیکن بہت پرانی ہوگئی ہے[2]، اور دمشق کی مسجد کے ذکر مین ایک جگہ ضمناً لکھا ہے کہ اوس کے شمالی دروازے کے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو حضرت عمر بن عبد العزیز کی طرف منسوب ہے[3]، تاریخ حلب مین ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کفر بیا مین گئے اور وہان کے لوگون کے لیئے ایک جامع مسجد ایک تالاب بنوایا[4]،

[1] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۵۳، [2] رحلۃ ابن جبیر صفحہ ۲۴۴، [3] ، صفحہ ۲۶۹، [4] تاریخ ملکۃ حلب صفحہ ۱۷۹،

تجدید انصاب حرم، | خانہ کعبہ کے گرد جو پتھر گڑے کردیئے گئے تھے، چونکہ اون کے ساتھ بہت سے احکامِ شرعیہ کا تعلق تھا، اسلئے خلفاء کے دور مین اکثر اون کی تجدید ہوتی رہتی تھی حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی اپنے دور خلافت مین مدینہ کے گورنر قاضی ابو بکر بن حزم کو لکھا کہ وہ انصاب حرم کی تجدید کرائین[1]،

قصر شاہی | تاریخ حلب مین ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے خناصرہ مین ایک محل تعمیر کروایا تھا جس مین آکر اکثر قیام کرتے تھے[2]، لیکن غالبًا اون کے عہدِ خلافت مین اس کے سوا کوئی سرکاری عمارت تعمیر نہین ہوئی، ایک بار عدی بن ارطاۃ نے بصرہ کے دار الامارۃ کے اوپر بالاخانہ بنوانا چاہا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون کو روک دیا، اور لکھا کہ تیرے لیے وہ مکان بھی تنگ ہی، جو زیاد اور آل زیاد کے لیئے وسیع تھا، چنانچہ اونھون نے اوسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچ لیا[3]،

شہرون کی آبادی، | سلیمان بن عبد الملک جب ولید کی طرف سے فلسطین کا گورنر مقرر ہوا تھا اوسی وقت سے اوس نے شہر رملہ کی بنیاد ڈالی تھی، جس مین سب سے پہلے اوس نے اپنا محل اور دار الصباغین تعمیر کروایا تھا جس کے وسط مین ایک تالاب بھی تھا، اس کے بعد ایک مسجد کی داغ بیل ڈالی تھی، لیکن ابھی اس شہر کی تعمیر کا کام جاری تھا، کہ اسی زمانہ مین وہ خلیفہ ہوگیا، اور اوس کے دور خلافت مین بھی تعمیر کا کام برابر جاری رہا، اوس کے انتقال کے بعد جو کمی رہ گئی تھی، اوس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے پورا کیا، لیکن شہر کی داغ بیل جس وسیع پیمانے پر ڈالی گئی تھی، اوس مین کمی کردی اور کہا کہ اہل رملہ کے لیئے اس قدر کافی ہوگا[4]، ۱۰۰ھ مین رومیون نے لاذقیہ کو جو ایک ساحلی شہر تھا برباد کردیا، تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے ازسرنو اوس کی تعمیر اور قلعہ بندی کرائی[5]،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۶۰، [2] تاریخ ملکت حلب صفحہ ۵۹، [3] فتوح البلدان صفحہ ۳۵۰ [4] ایضًا صفحہ ۱۵، [5] ایضًا صفحہ ۱۳۹

سیاست وحکومت

فرائض خلافت

انسان مین مختلف قابلیتین بہت کم جمع ہوتی ہین، جو لوگ دماغی اور عقلی حیثیت سے ممتاز ہوتے ہین، اون مین اخلاقی اوصاف بہت کم پائے جاتے ہین، جو لوگ مذہبی اعمال مین اپنی زندگی صرف کرتے ہین، وہ دنیا کے اور کام اچھی طرح انجام نہین دیسکتے اور جو لوگ ملکی وسیاسی کامون کو نہایت سرگرمی کے ساتھ انجام دیتے ہین، اون کے ہاتھ سے مذہب اور اخلاق کا سررشتہ بالکل چھوٹ جاتا ہے، لیکن قدرت کا کوئی کلیہ استثنار سے خالی نہین ہے، اور حضرت عمر بن عبد العزیز اس استثنار کی ایک نہایت عمدہ مثال ہین،

وہ جس پابندی، اور مستعدی کے ساتھ مذہبی اعمال انجام دیتے تھے، اوسی شوق وشغف کے ساتھ خلافت کے فرائض بھی ادا کرتے تھے، اون کی مشغولیت کو دیکھکر بعض اشخاص ترس کھاتے تھے اور اون کو آرام لینے کی ترغیب دیتے تھے، لیکن اونپر اون کی نصیحتون کا کوئی اثر نہین پڑتا تھا، عام معمول یہ تھا کہ دن بھر رعایا کے معاملات و مقدمات کے فیصلہ مین مشغول رہتے، عشار کے بعد چراغ جلاکے بیٹھتے اور پھر یہی کام شروع ہوجاتا، اوس کے بعد ارباب رائے سے اُمور خلافت کے متعلق مشورہ لیتے، رات کے بقیہ اوقات جو بچتے، وہ عبادت گذاری اور استراحت مین صرف کرتے ایک دن رجار بن حیوۃ نے جو اون کے مشیر خاص تھے کہا کہ اے امیرالمومنین، آپ کے

اوقات تو بالکل رعایا کے معاملات مین صرف ہوتے ہین، رات کو تھوڑا سا فرصت کا جو وقت ملتا ہے، اوس کو ہماری صحبت مین صرف کر دیتے ہین، بولے لوگون کی ملاقات سے عقل بارآور ہوتی ہے، اور مشورہ و مناظرہ رحمت کا دروازہ اور برکت کی کنجی ہے، جن کی وجہ سے کوئی رائے گمراہ نہین ہوتی[۱]،

اِس مستعدی کی بنا پر روز کا کام انجام دیتے، ایک دن اون کے بھائی ریان بن عبدالعزیز نے اون کو مشورہ دیا کہ کبھی کبھی سیر و تفریح کے لیئے باہر نکل جایا کیجیے، بولے تو پھر اوس دن کا کام کیونکر انجام پائے گا؟ اونھون نے کہا کہ دوسرے دن ہو رہے گا، بولے روز کا کام روز انجام پا جائے تو یہی بہت ہی، دو دن کا کام ایک دن مین کیونکر پورا ہوگا[۲]؟

بعض اشخاص نے اون کی فرصت کے اوقات سے متمتع ہونے کی خواہش ظاہر کی تو بولے فرصت کہان؟ فرصت گئی، اب صرف خدا کے یہان فرصت نصیب ہوگی[۳]،

جمعہ کا دن بعض سرکاری کاغذات کے معائنہ کے لیئے مخصوص کر لیا تھا[۴]، اور کبھی کبھی ملک کا دورہ بھی فرماتے تھے، چنانچہ ایک بار خناصرہ، دمشق، حلب، اور حمص کا دورہ کیا، تو اون کی آمد کی خبر سنکر اون کے گرد لوگون کا ہجوم ہوگیا[۵]،

---

[۱] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۰، [۲] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۶، [۳] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۱۹۱، [۴] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۴، [۵] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۰۵، [۶] یعقوبی صفحہ ۳۶۸،

خصوصیّات حکومت

خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز نے یزید بن مہلب کے نام جو فرمان روانہ کیا، اوس کو پڑھکر اوس نے صاف کہدیا کہ "یہ اون کے اسلاف کا کلام نہین معلوم ہوتا اور وہ اونکی شاہ راہ پر چلنا نہین چاہتے"، یہ اون کے نظام حکومت کی خصوصیات پر ایک اجمالی ریویو ہے، اسلیئے ہم کو تفصیل کے ساتھ بتانا چاہیئے کہ اونکا طرز جہانبانی کیا تھا؟ اور وہ کن اسباب کی بنا پر تمام خلفاء بنو امیہ سے مختلف تھا؟

اگرچہ یہ اختلاف اون کے نظام حکومت کے تمام جزئیات سے نمایان ہو سکتا ہے لیکن جن خصوصیّات کی بنا پر اونکا دورِ حکومت تمام خلفاء بنو امیّہ کے دورِ حکومت سے ممتاز تھا وہ حسب ذیل ہین،

(۱) خلافت اسلامیہ کی بنیاد صرف کتاب، سنت، اور آثار صحابہ پر قایم ہے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور سے پہلے یہ بنیاد بالکل متزلزل ہو چکی تھی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے دوبارہ اِس کو قایم کیا، اور عمر بھر قایم رکھا، چنانچہ ایک بار زمانہ حج مین خطبہ دیا تو عام اعلان کیا کہ جو عامل کتاب و سنت پر عمل نہ کرے اوس کی اطاعت فرض نہین ہے، ایک موقع پر جب عباس بن ولید نے اون کے سامنے ولید کے ہاتھ کی ایک سند پیش کی تو فرمایا "خدا کی کتاب ولید کی کتاب سے زیادہ قابل اتباع ہے" ابوبکر بن حزم کا قول ہے کہ حضرت عمر ابن عبد العزیز کا جو خط آتا تھا، اوس مین سنت کے زندہ کرنے اور بدعت کے مردہ کرنے کا

---

۱ طبری صفحہ ۱۳۶۳، ۲ سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۷۷،

حکم لازمی طور پر ہوتا تھا[1]، فرماتے تھے کہ اگر خدا میرے گوشت کے ٹکڑون کے ذریعہ سے ہر بدعت کو مردہ اور ہر سنت کو زندہ کرے یہان تک کہ اخیر مین میری جان پر بن جائے تو یہ خدا کے معاملہ مین نہایت آسان کام ہوگا[2]، اونھون نے اِس خصوصیت کو اپنی زندگی کا روح روان قرار دیا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر مین سنت کو زندہ نہ کرسکون، یا شاہراہ حق پر چل نہ سکون تو ایک منٹ بھی زندہ رہنا پسند نہ کرونگا[3]،

خلفاء راشدین کے دور خلافت مین سب سے زیادہ روشن زمانہ حضرت عمر بن الخطاب کا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے سیاسی منزل مین قدم رکھا تو حضرت عمر بن الخطاب ہی کے نقشِ قدم کو چراغِ راہ بنایا، چنانچہ اسکے متعلق سالم بن عبد اللہ کو ایک خط لکھا جس کے الفاظ حسب ذیل ہین،

وقد رایت ان اسیر فی الناس بسیرة عمر بن	مین چاہتا ہون کہ رعایا کے معاملے مین حضرت عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ ان قضی اللہ ذلک	الخطاب کی روش اختیار کرون بشرطیکہ یہ خدا کو منظور ہو
واستطعت الیہ سبیلا فابعث الی بکتب عمر	اور مین اس پر قادر ہون، آپ میرے پاس حضرت عمر رض کی
وقضائہ فی اھل القبلۃ واھل العھد	تحریرین اور اون کے فیصلے جو اونھون نے مسلمانون اور
فانی متبع اثرہ وسائر بسیرۃ ۔ انشاء	ذمیون کے متعلق کیئے ہین بھیجدیجیے اگر خدا کو منظور ہوگا
اللہ تعالےٰ ۔	تو مین اون کے نقشِ قدم پر چلونگا،

اگرچہ اِس روش کے اختیار کرنے کے لیئے اِنکا زمانہ اس قدر ناموزون تھا کہ خود سالم بن عبد اللہ نے اون کو جواب مین لکھا کہ حضرت عمر رض نے جو کچھ کیا دوسرے زمانے مین اور دوسرے اشخاص کے ذریعہ سے کیا، اگر تم نے باوجود اِن ظالمانہ آزمائشون کے اوس کے مطابق عمل کیا تو تم خدا کے

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵۰، [2] ایضاً صفحہ ۲۵۳، [3] ایضاً صفحہ ۲۸۳، [4] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۲۰،

نزدیک عمر سے افضل ہوگئے، تاہم حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان مشکلات کی کچھ پروا نہ کی، اور اپنا نظامِ حکومت اوسی بنیاد پر قایم کیا جس پر عہد خلافت راشدہ مین قایم ہوچکا تھا، اسی بنا پر بعض محدثین نے اون کو اسی سلسلے کی ایک کڑی خیال کیا ہے، چنانچہ امام سفیان ثوری کا قول ہو کہ خلفا ر پانچ ہین، ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبد العزیز،

(۲) اون کی خلافت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اونھون نے جمہوریت کی روح کو جو بالکل مردہ ہوگئی تھی ازسرنو زندہ کیا، اون کے اخلاق و عادات مین اگرچہ خلافت کے بعد انقلاب پیدا ہوا، تاہم اون کی طبیعت ابتدا ہی سے جمہوریت پسند واقع ہوئی تھی، چنانچہ جب وہ ولید کی طرف سے مدینہ کے گورنر مقرر ہوکر آئے تو مدینہ کے فقہار مین عروہ بن زبیر، عبید اللہ بن عتبہ، ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، خارجہ بن زید بن ثابت کو طلب کیا، اور کہا کہ مینے آپ لوگون کو ایک ایسے کام کے لیے طلب کیا ہے، جس پر آپ کو ثواب ملے گا، اور آپ لوگ حق کے معاون قرار پائینگے، مین آپ لوگون کی رائے کے بغیر کوئی کام انجام نہین دینا چاہتا، یہ سنکر ان تمام بزرگون نے اون کو جزائے خیر کی دعا دی، خلیفہ ہوئے تو چند منتخب کو ندیم خاص مقرر کیا جو اونکو تمام ملکی معاملات مین مشورہ دیتے تھے، طبقات ابن سعد مین ہے،

کان لعمر بن عبد العزیز سمار ینظرون فی امور الناس۔	حضرت عمر بن عبد العزیز کے چند مصاحب تھے جو رعایا کے معاملات مین غور کیا کرتے تھے،

---

(۱) سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۴۳، (۲) ابو داود کتاب السنۃ باب فی التفضیل، (۳) طبقات ابن سعد صفحہ ۲۴۶ (۴) طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸۲، وسیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۲،

(۳) اون کے دور حکومت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اون کے زمانے مین علمار کا رسوخ واقتدار بہت زیادہ ترقی کر گیا، وہ ہمیشہ علمار سے مشورہ لیتے تھے، علمار سے صحبت رکھتے تھے اور علمار کو مقرب بارگاہ بناتے تھے، طبقات مین متعدد علمار کے نام لکھے ہین جو اون کے خواص مین تھے[1]، عدی بن ارطاۃ کو جو ہمیشہ شرعی امور مین اون سے مشورہ لیا کرتے تھے، لکھا کہ گرمی اور سردی مین تم ہمیشہ ایک مسلمان کو تکلیف دیتے ہو کہ مجھ سے سنت کے متعلق استفسار کرے تم اس طریقہ سے میری عظمت کرتے ہو، خدا کی قسم حسن تمہارے لیئے کافی ہین، جب یہ خط پہونچے تو میرے لیئے، اپنے لیئے، اور عام مسلمانون کے لیئے، اونھین سے استفسار کیا کرو، خداوند تعالیٰ حسن بصری پر رحم کرے کہ وہ اسلام مین ایک بڑے درجہ کے شخص ہین، اور اون کو میرا یہ خط پڑھکر نہ سناؤ[2]،،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۲، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۰۱،

عمّال

زمانۂ قدیم کا نظام سلطنت، اِس زمانہ کے نظام حکومت سے بالکل مختلف تھا، آج سلاطین کی شخصیتین بدل جاتی ہین، نظام حکومت اولٹ پلٹ جاتا ہی شخصیّت کی جگہ جمہوریت لے لیتی ہے، لیکن سلطنت کے اعضاء و جوارح یعنی عمال پر ان کا کوئی اثر نہین پڑتا لیکن قدیم زمانے مین سلاطین کی شخصیت کا تغیر و تبدل گویا نظام سلطنت کا انقلاب کلی تھا، اور یہ انقلاب حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت مین سب سے زیادہ نمایان نظر آتا ہے، اونھون نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی اون تمام مفاسد کی اصلاح کرنی چاہی جن کا مادہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ ہی سے روز بروز پختہ ہوتا جاتا تھا، لیکن اِس کے لیئے سب سے بڑی ضرورت اون پرزون کی تھی جو نہایت نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ سلطنت کی کل کو چلائین، اور اون کے زمانے مین اِس قسم کے اجزاء صالحہ تقریبًا مفقود ہو چکے تھے، ایاس بن معاویہ کا قول ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز ایک نہایت تیز دست صناع تھے، لیکن اون کے پاس اوزار نہ تھا جس سے وہ کام لیتے[1]، خود حضرت عمر بن عبد العزیز کو نظر آتا تھا کہ اون کے لیئے جس قسم کے اعوان و انصار کی ضرورت ہی، وہ سرکاری دفترون مین نہین مل سکتے اسلیئے وہ اپنی نگاہ کو دور دور تک دوڑاتے تھے، اور جہان کہین کوئی مرغ بلند آشیان نظر آتا تھا، اوس کو اِس جال مین پھنسانا چاہتے تھے، جس مین خود گرفتار ہو چکے تھے، سلف صالحین مین سے ایک بزرگ شام مین عزلت گزین تھے، حضرت

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۰۔

عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا تو اون کو لکھا کہ "سچے مددگار کہین نہین ملتے، آپ میری اعانت فرمایئے"
اونھون نے جواب دیا کہ مین گنہگارون کی اعانت نہین کر سکتا[1]، تاہم عمال سلطنت کا تقرر
ضروری تھا اسلئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی مختلف اشخاص
کو ذمہ داری کے مختلف عہدے دئیے، جن کے نام کی تفصیل حسب ذیل ہے[2]،

ابوبکر بن محمد بن حزم،	سلیمان بن عبد الملک نے ان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی اون کو اس عہدے پر قایم رکھا،
عبد الحمید بن عبد الرحمان بن یزید بن خطاب،	ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا،
عدی بن ارطاۃ،	ان کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا،
عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی	ان کو یمن کا گورنر مقرر کیا،
عدی بن عدی الکندی	ان کو جزیرہ کا گورنر مقرر کیا،
اسمٰعیل بن عبید اللہ بن ابی المہاجر	ان کو افریقہ کا گورنر مقرر کیا،
محمد بن سوید الفہری،	ان کو دمشق کا گورنر مقرر کیا،
جراح بن عبد اللہ الحکمی[3]،	ان کو خراسان کا گورنر مقرر کیا،

لیکن ان کے علاوہ بعض اور بہت سے عہدے اور بہت سے اشخاص تھے،
جو حضرت عمر بن عبد العزیز کے نظام سلطنت کے لیئے ضروری نہ تھے، ان مین بہت سے
چوبدار اور پہرے دار تھے، جن کا وجود سلاطین کی شان وشوکت اور ذاتی

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۴۱،

[2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۵۲،

مصالح کے لحاظ سے ضروری خیال کیا جاتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین ان کی تعداد چھ سو تھی، جن مین تین سو پولیس سے تعلق رکھتے تھے، اور تین سو پہرہ دار تھے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کو زہد و تقشف نے اس قسم کی شان و شوکت کے اظہار سے بے نیاز اور توکل علی اللہ نے ہر قسم کے خطرات سے نڈر کر دیا تھا، اسلیے اونھون نے ان لوگون سے صاف صاف کہدیا کہ "مین تم سے بے نیاز ہون، تقدیر میری محافظ اور موت میری نگہبان ہے" تاہم ان لوگون کو بالکل موقوف کرنا بھی مناسب نہین سمجھا، اس بنا پر حکم دیا کہ جو شخص رہنا چاہے اوس کو دس دینار تنخواہ ملے گی، اور جو شخص قطع تعلق کرنا چاہے وہ قطع تعلق کر سکتا ہے[1]،

شخصی حیثیت سے اونھون نے صرف خالد بن ریان کو موقوف کیا، جو جلاد تھا، اور خلفاء کے سامنے ہمیشہ تلوار لئے ہوئے کھڑا رہتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز کو اوسکی قساوت قلب کا پہلے سے ذاتی تجربہ ہو چکا تھا، اسلیے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد خالد حسب معمول تلوار لیکر سامنے کھڑا ہوا، تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ خالد یہ تلوار رکھدو، خداوندا مین تیرے لیے خالد کو پست کرتا ہون، اوس کو تو کبھی بلند نہ کرنا، خالد کی موقوفی کے بعد اوسکی جگہ پر عمرو بن مہاجر الانصاری کو مقرر کیا جو نہایت مذہبی شخص تھا[2]، عمال کے عزل و نصب کا دار مدار جن اصول پر تھا اون کی تفصیل حسب ذیل ہے،

(۱) کوئی شخص جو حضرت عمر بن عبد العزیز کا قرابت دار ہو اوسکو کبھی عامل مقرر نہین کرتے تھے، بیٹے سے زیادہ کون عزیز ہو سکتا ہے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان مین سے کسی کو کوئی عہدہ نہین دیا، ایک بار تمام بیٹون کو جمع کر کے پوچھا کیا تمھین یہ پسند ہے کہ مین تم مین ہر ایک کو ایک ایک صوبہ کا گورنر کر دون اور تم چلو تو تمہارے ساتھ ڈاک کا

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۰، [2] ایضاً صفحہ ۱۴۰،

گھنگر دبچا ہوا چلے، ایک لڑکے نے کہا جو کام آپ کو کرنا نہین ہے، اوس کا سوال کیون کرتے ہین؟ بولے تم دیکھتے ہو کہ میرا یہ فرش پرانا ہو چلا ہے لیکن مین اس کو پسند نہین کرتا کہ تم اس کو اپنے موزون سے میلا کرو، پھر تم کو اپنا دین کیونکر حوالہ کردون کہ ہر صوبہ مین اوس کو گرد آلود کرو،[1]

ایک بار جراح بن عبداللہ الحکمی نے عبداللہ بن اہتم کو عامل مقرر کیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خبر ہوئی تو لکھا کہ اوس کو موقوف کردو، کیونکہ اور باتون کے علاوہ وہ خود امیرالمومنین کا رشتہ دار ہے[2]،

(۲) جو لوگ کسی عہدے کے خواستگار ہوتے تھے اون کو وہ عہدہ نہین دیتے تھے، اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی یہی تھی، ایک بار دو بھائی یعنی بلال بن ابی بردہ اور عبداللہ بن ابی بردہ اون کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دونون نے اپنی مسجد مین اذان دینے کے متعلق مقدمہ دائر کیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اون کی نسبت بدگمانی پیدا ہوئی، اور ایک شخص کو خفیہ طور پر مقرر کیا کہ اون سے جاکر کہے کہ اگر مین امیرالمومنین سے کہکر تم دونون کو عراق کی گورنری دلادون تو مجھے کیا دوگے؟ اوس نے بلال سے جاکر پوچھا تو اوس نے ایک لاکھ دینے کا وعدہ کیا، آدمی نے آکر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خبر کی تو عبدالحمید بن عبدالرحمن گورنر عراق کو لکھ بھیجا کہ نہ بلال یعنی برے بلال کو کوئی عہدہ دو، نہ آل موسیٰ کو،[3]

(۳) جو لوگ سفاک اور ظالم ہوتے تھے، اون کو بھی کوئی عہدہ نہین دیتے تھے، ایک بار جراح بن عبداللہ الحکمی نے عمارہ کو عامل مقرر کیا تو اونھون نے لکھا کہ مجھکو نہ عمارہ کی ضرورت ہے

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۴، تاریخ الخلفاء مین ہے کہ یہ سوال اونھون نے خاندان بنوامیہ کے چند افراد سے کیا تھا، ممکن ہے کہ لڑکے بھی اس مین شامل ہون، [2] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۸۶،

[3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۲۹۲،

نہ عمارہ کی مار پیٹ کی نہ اوس شخص کی جس نے اپنے ہاتھ کو مسلمانون کے خون سے رنگین کیا ہی،
اسلیے اوس کو معزول کردو،[1] خود جراح اور یزید بن مہلب کی معزولی کا سبب بھی یہی ظلم و
عدوان تھا، یہی وجہ ہی کہ حجاج کے ملازمون اور اوس کے قبیلہ کے لوگون کو کوئی جگہ نہین دیتے
تھے، ابومسلم جو حجاج کا جلاد اور اوس کا ہم قبیلہ تھا، ایک فوج مین شریک ہوا تو اونھون نے
اوس کو واپس بلالیا، اسی طرح اور ایک شخص کو کوئی عہدہ دیا لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ وہ
حجاج کا عامل رہ چکا ہے تو اوس کو موقوف کر دیا، اس نے معذرت کی کہ مینے حجاج کی ماتحتی مین بہت
کم کام کیا ہے، بولے صحبت ایک دن کی بھی بہت ہوتی ہے،[2]

(۴) عمال کے تقرر مین صرف یہ لحاظ رکھتے تھے کہ قرآن و حدیث کا عالم ہو چنانچہ اس
وصف کو پیش نظر رکھکر اونھون نے تمام عمال کے نام ایک عام فرمان بھیجا کہ اہل قرآن کے
سوا اور کوئی شخص کسی عہدے پر مامور نہ کیا جائے لیکن تمام عمال کی طرف سے جواب آیا
کہ ہم نے اہل قرآن سے کام لیا مگر وہ خائن نکلے لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز کو اب بھی
اس پر اصرار رہا اور لکھا کہ خبردار مجھے یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ تم نے اہل قرآن کے سوا اور
کسی کو عامل بنایا ہے، اگر اہل قرآن مین بھلائی نہین ہے، تو دوسرون مین تو اور نہ ہوگی،[3]

(۵) لیکن ان کے علاوہ جس شخص مین مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے کوئی خوبی
پاتے تھے اوس کو حکومت کی کل مین لگانا چاہتے تھے، اون کے زمانۂ خلافت سے پہلے سلیمان
بن عبد الملک کے پاس اہل مصر کا ایک وفد آیا جس مین ایک شخص ابن خذامر نامی بھی
شریک تھا، سلیمان نے اون لوگون سے اہل مغرب کے حالات پوچھے، اور ابن خذامر کے
سوا سب نے وہان کے حالات بیان کیے، وفد رخصت ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۶، [2] ؍ صفحہ ۹۸، [3] ؍ صفحہ ۱۰۰،

ابن خذامر سے خاموشی کی وجہ پوچھی، اوس نے کہا کہ جھوٹ بولتے ہوئے مجھے خدا کا خوف معلوم ہوتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِس واقعہ کو یاد رکھا یہان تک کہ جب خلیفہ ہوئے تو اوسکو مصر کا قاضی مقرر کیا[۱]،

وہ تمام اخلاقی اوصاف مین سب سے زیادہ دیانت کا لحاظ رکھتے تھے، چنانچہ ایک بار عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ فوج کے عرفا کی جانچ پڑتال کرو جو شخص امین ہو اوس کو رکھو، اور جس کی امانت پر تم کو اعتماد نہ ہو اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کرو لیکن امانت اور پرہیز گاری پر سب سے زیادہ نظر رہے[۲]، قضاءت کے لیئے اور سخت شرائط لگائے تھے، فرماتے تھے کہ قاضی مین پانچ خوبیان ہونی چاہئین، سنت نبویہ کا عالم ہو، حلیم ہو، جلد باز نہ ہو، پاکدامن ہو، اور مشورہ لینے والا ہو[۳]،

(۶) حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ خود اسقدر متقشف تھے کہ روزانہ دو درہم اونکے لیئے کافی ہوتے تھے، لیکن عمال کی تنخواہین نہایت فیاضی کے ساتھ مقرر کی تھین، عبد الحمید بن عبد الرحمن جو عراق کے گورنر تھے، اونکی تنخواہ دس ہزار درہم تھی[۴]، اور دوسرے عمال بھی بیش قرار تنخواہون پر مامور تھے، چنانچہ ایک بار کسی نے معترضانہ لہجہ مین اون سے کہا کہ آپ عمال کو سو سو اشرفیان دو دو سو اشرفیان بلکہ اِس سے بھی زیادہ تنخواہ کس بنا پر دیتے ہین، بولے کہ اگر وہ کتاب و سنت پر عمل کرین تو یہ بہت کم ہے، مین چاہتا ہون کہ اون کو معاش اور اہل و عیال کے جھگڑون سے فارغ کر دون[۵]،

---

[۱] کتاب ولاۃ مصر صفحہ ۳۳۰، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۳،
[۳] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۲۸، [۴] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۱،
[۵] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۶۴،

(۷) اگرچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی شخصیت صالحہ نے جیسا کہ میمون بن مہران نے اونکو یقین دلایا تھا[1]، اون کے تخت حکومت کے گرد بہترین اشخاص جمع کردئیے تھے، لیکن یہ تمام شخصیتین حضرت عمر بن عبدالعزیز ہی کا وجود ظلی تھین، اور اونہی کے اشارون سے یہ تمام پرزے حرکت کرتے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قاعدہ تھا کہ بات بات پر عمال کو ہدایتین کرتے رہتے تھے، احکام بھیجتے رہتے تھے، اون کو کام کرنے کی ترغیب وترہیب دیتے رہتے تھے، اس لئے طبائع پر خواہ مخواہ اونکا اخلاقی اثر پڑتا تھا، ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم دن کی طرح رات کو بھی کام کرتے تھے، اور یہ صرف حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ترغیب وتحریض کا اثر تھا[2]، ایک بار ایک عامل نے اون کی خدمت مین کوئی شکایت کی اونھون نے اوسکو ایک ایسا موثر خط لکھا کہ وہ اپنے عہدے کو چھوڑ کر اون کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ آپ کا خط پڑھکر دل کانپنے لگا اب اپنی خدمت پر کبھی نہ جاؤنگا[3]،

محدث ابن جوزی نے ان تمام احکام وفرامین کو ایک مستقل باب مین جمع کردیا ہے، جن مین اگرچہ نہایت جزئی جزئی ہدایتین بھی شامل ہین، لیکن اہم اُمور حسب ذیل ہین،

(۱) احیاء سنت، اماتۂ بدعت اور تقسیم وظائف کی طرف اونکی اس قدر توجہ تھی کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا جو خط آتا تھا اوس مین ان تینون مین سے

---

[1] حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جب قابل اعتماد اعوان وانصار کی جستجو ہوئی تو میمون بن مہران نے کہا کہ آپ اس کی کچھ فکر نہ کرین، آپ ایک بازار ہین، اور بازار مین وہی مال آتا ہے جو چلتا ہے، اسلئے جب لوگون کو معلوم ہوگا کہ آپ کے یہان صرف کھرا مال چلتا ہے، تو سب کے سب کھرا مال لیکر آئین گے، (طبقات صفحہ ۲۹۱)

[2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۲۵۶، [3] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۱۰۰،

کسی نہ کسی چیز کی ہدایت ضرور درج ہوتی تھی[1]،

(۲) عمال کو سخت تاکید تھی کہ حجاج کی روش اختیار نہ کرین، ایک بار عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ مین تمہین حجاج کی روش سے روکتا ہون، کیونکہ حجاج ایک مصیبت تھا، ایک قوم نے اپنے عمل سے اوس کی غلط کاریون کی موافقت کی، اسلیئے اپنے زمانے مین اوس نے جو چاہا کیا، لیکن اب وہ زمانہ گذر گیا اور خدا کی سلامتی پھر واپس آگئی، اگر وہ صرف ایک ہی دن رہے تب بھی یہ خدا کا عطیہ ہوگا، مینے نماز کے متعلق اوسکی تقلید سے روکا ہے کیونکہ وہ وقت مین تاخیر کرتا تھا، مینے زکوٰۃ کے متعلق اوس کی تقلید سے روکا ہے کیونکہ وہ بے محل لیتا تھا، اور بے محل صرف کرتا تھا،

ایک اور عامل نے ذمیون کے کھلیانون کی حدبندی کی تو اوس کو لکھا کہ ایسا نہ کرو یہ حجاج کا طریقہ تھا، اور مین اِس کو پسند نہین کرتا[2]،

(۳) تمام عمال کو عدل و انصاف کا سخت تاکیدی حکم تھا ایک عامل نے لکھا کہ ہمارا شہر ویران ہوگیا ہے، اوس کے جواب مین لکھا کہ اوس کو عدل سے قلعہ بند کرو، ظلم سے اوس کے راستون کو صاف کرو، یہی اوس کی مرمت ہے[3]،

ایک عامل کو لکھا کہ مسلمانون کے خون سے اپنا ہاتھ خشک، اون کے مال سے اپنا پیٹ خالی، اور اون کی عزت سے اپنی زبان کو محفوظ رکھو، اگر تم نے ایسا کرلیا تو تم پر کوئی اعتراض نہین، اعتراض اون لوگون پر ہے جو لوگون پر ظلم کرتے ہین[4]،

ایک عامل کو لکھا کہ تم سے پہلے لوگون نے جس قدر ظلم کیا ہے، اگر تم اُتنا انصاف، احسان اور اصلاح کرسکو تو کرو[5]،

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز صفحہ ۸۱، [2] ،، صفحہ ۱۰۰، [3] ،، صفحہ ۹۰، [4] ،، صفحہ ۹۹، [5] طبقات صفحہ ۲۰۳،

(۴) لیکن اون کو صرف ان ہدایات پر قناعت نہ تھی، بلکہ مناسب طریقون سے وہ عمال کے طرز عمل کی تحقیقات بھی کرتے رہتے تھے کہ جادۂ اعتدال سے ہٹنے نہ پائین، رباح بن عبیدہ کا بیان ہے کہ مین نے ایک بار اون سے کہا کہ عراق مین میری جائداد اور میرے اہل وعیال ہین اگر اجازت ہو تو مین اون کو دیکھ آؤن، اونھون نے اصرار کے بعد اجازت دی، جب مین رخصت ہونے لگا تو مین نے کہا کہ اگر آپ کی کوئی ضرورت ہو تو ارشاد فرمایئے، بولے میری ضرورت صرف یہ ہے کہ اہل عراق، اور اون کے ساتھ حکام وعمال کے طرز عمل کے متعلق حالات دریافت کرو، مینے لوگون سے اوس کے متعلق سوال کیا تو سب کو عمال کا مداح پایا، واپس آکر حضرت عمر بن عبد العزیز کو اسکی اطلاع دی تو اونھون نے خدا کا شکر کیا اور کہا کہ "اگر تم نے اِس کے خلاف خبر دی ہوتی تو مین اون کو معزول کر دیتا[۱]" لیکن باوجود اس دار وگیر کے وہ عمال کو عملاً کسی قسم کی سزا دینا پسند نہین کرتے تھے، چنانچہ ایک بار اون سے اِس کے متعلق استمزاج کیا گیا تو بولے کہ یہ مجھے پسند ہے کہ عمال خدا کے پاس اپنی اپنی خیانتین لے کے جائین، لیکن مجھے یہ گوارا نہین کہ مین خدا کے پاس اون کے خون کا بوجھ اپنی گردن پر لے کے جاؤن[۲]،

---

[۱] کتاب الخراج صفحہ ۶۰، [۲] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷۷،

ذمیون کے حقوق

ذمیون کے حقوق کی نگھداشت حسب ذیل طریقون سے ہوسکتی ہے،

(۱) اون کی جان و مال کی حفاظت کی جائے، اور اسی طرح کی جائے جس طرح مسلمانون کی کی جاسکتی ہے،

(۲) اون کی مذہبی عمارتین محفوظ رکھی جائین، اور اون کے مذہب مین کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائے،

(۳) جزیہ کی وصولی مین کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے، بلکہ ہر قسم کی رعاتین کی جائین،

(۴) عام حقوق مین اون پر مسلمانون کو کسی قسم کا تفوق وامتیاز حاصل نہ ہو، بلکہ وہ مسلمانون کے مساوی قرار دیئے جائین،

اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے جس طرح اِن تمام چیزون کی نگھداشت کی اِس کی نظیر خلافت راشدہ کے سوا اور خلفاء کے دور مین بمشکل ل سکتی ہے، اوںھون نے ذمیون کی جائداد کی حفاظت مین خاندانی تعلقات کی بھی پروا نہین کی، چنانچہ جب اونھون نے اموال مغصوبہ کو واپس کرنا شروع کیا تو حمص کے ایک بوڑھے ذمی نے کھڑے ہوکر کہا کہ "اے امیر المومنین عباس بن ولید بن عبد الملک نے میری زمین پر غاصبانہ قبضہ کرلیا ہے" عباس بھی وہین موجود تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ "تم کیا جواب دیتے ہو"؟ اوس نے کہا کہ "اسکو ولید نے مجھے جاگیر مین دیا ہے، اور میرے پاس اسکی سند بھی ہے"، اب ذمی کی طرف مخاطب ہوئے اوس نے کہا "مین آپ سے کتاب اللہ کے موافق فیصلہ چاہتا ہون" بولے "خدا کی کتاب ولید کی

سند پر مقدم ہے، عباس تم اوس کی زمین چھوڑ دو"[1]

اون کے عہد مین ذمیون کی تمام چیزین اس قدر محفوظ تھین کہ اون سے ذرہ برابر بھی تعرض نہین کیا جاسکتا تھا[2]، چنانچہ ایک بار ربیعہ شوذمی نے ایک نبطی کا گھوڑا بیگار مین پکڑ لیا، اور اوس پر سواری کی تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس کو ۴۰ کوڑے لگوائے[3]، ایک بار اونکے عامل کو لکڑی کی ضرورت پڑی جو کسی ذمی کے یہان تھی اوس نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے استصواب کیا تو اونھون نے لکھا کہ پوری قیمت پر لے لو،[4]

جان جائداد سے بھی زیادہ عزیز ہے، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے ذمیون کی جان کو ہمیشہ مسلمانون کی جان کے برابر سمجھا، ایک بار کسی مسلمان نے حیرہ کے کسی ذمی کو قتل کر ڈالا حضرت عمر بن عبد العزیز نے وہان کے گورنر کو لکھا کہ قاتل کو مقتول کے ورثہ کے حوالے کر دو، چاہے وہ قتل کرین، چاہے معاف کر دین، چنانچہ اوس نے قاتل کو اون کے حوالے کر دیا اور اونھون نے اوس کو قتل کر دیا،[5]

حضرت عمر بن عبد العزیز سے پہلے ذمیون کے بعض مذہبی حقوق پامال کر دیئے گئے تھے، اس بنا پر اونھون نے صرف ان حقوق کی حفاظت ہی نہین کی بلکہ اون کو نئے سرے سے قائم کیا، دمشق مین عیسائیون کا ایک گرجا تھا جو خاندان بنو نصر کی جاگیر مین آگیا تھا، عیسائیون نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین اس کا دعویٰ کیا، اور اونھون نے اوس کو واپس دلا دیا، ایک اور مسلمان نے ایک گرجے کی نسبت دعویٰ کیا کہ وہ اوس کی جاگیر مین ہے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اگر یہ عیسائیون کے معاہدے مین داخل ہو تو تم اسکو نہین پا سکتے،[6]

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۰۴، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۷۶، [3] مقریزی جلد ۱ صفحہ ۲۹۵، [4] نصب الرایہ فی تخریج احادیث الهدایہ صفحہ ۳۶۰، [6] فتوح البلدان صفحہ ۱۳۰،

دمشق مین عیسائیون کا سب سے بڑا گرجا کنیسۂ یوحنا تھا، حضرت امیر معاویۂ اور عبدالملک بن مروان نے اوس کو بیش قرار قیمت پر لیکر مسجد مین شامل کرنا چاہا، لیکن عیسائی راضی نہین ہوئے ولید نے بھی یہ کوشش کی لیکن ناکام رہا، بالآخر اوس نے جبراً گرجے کو منہدم کراکے مسجد مین شامل کر لیا، حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور خلافت آیا تو عیسائیون نے اوس کی واپسی کی درخواست کی اور اونھون نے اوس کو واپس کر دیا، لیکن تمام مسلمانون کو اس کا سخت رنج ہوا، اور اونھون نے اوس کے عوض مین غوطے کے تمام گرجے اون کے حوالے کیے، اور اون کو اس مطالبہ سے باز رکھا،[۱]

جزیہ کی تخفیف اور وصولی مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے ہمیشہ ذمیون کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ کیا، عراق مین جب ابن الاشعث نے حجاج سے بغاوت کی تو اوس نے وہان کے زمینداروں پر اسکی اعانت کا الزام قائم کیا، اور اون کے خراج و جزیہ کو بہت زیادہ سخت کر دیا، وہ پہلے اپنے جزیہ مین مصالحۃً سالانہ کپڑے دیا کرتے تھے، اوس کے بعد جب اون کی تعداد مین کمی واقع ہونا شروع ہوئی تو حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویۂ نے کپڑون کی تعداد مین کمی کر دی، لیکن حجاج نے اس جرم مین اس مین غیر معمولی اضافہ کر دیا، یعنی سالانہ ۱۸ سو رنگین کپڑے اون پر لازم کر دئیے، حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت مین ان لوگون نے اپنے مصائب کا اظہار کیا تو اونھون نے گھٹا کر دو سو کپڑے کر دیے، جنکی قیمت ۸ ہزار درہم تھی،[۲]

برابرہ کے ممالک مین ایک گانؤن جس کا نام لواتہ تھا، وہان کے باشندون سے حضرت عمرو بن العاص نے مصالحت نامہ مین یہ شرط کر لی تھی کہ عورتون اور بچون کو

---

[۱] فتوح البلدان صفحہ ۱۳۲، [۲] " صفحہ ۴۷،

فروخت کرکے اونھین جزیہ ادا کرنا پڑے گا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے عام حکم دیدیا کہ جس کے پاس وہان کی عورتین ہون وہ یا اون کے والدین سے نکاح کی درخواست کرے یا اونکو واپس کردے[1]،

ذمیون کے ساتھ جزیہ وغیرہ کی وصولی مین وہ جس قدر نرمی سے کام لیتے تھے اوس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اون سے ایک شخص نے پوچھا کہ اے امیر المومنین یہ کیا بات ہے کہ آپ کے زمانے مین بازار کا نرخ نہایت گران ہے، اور دوسرے خلفاء کے زمانے مین ارزان تھا، بولے "وہ لوگ ذمیون کو ناقابل برداشت تکلیفین دیتے تھے اسلیے جس نرخ پر ہوسکتا تھا وہ اپنے غلّہ کو فروخت کرڈالتے تھے، اور مین ہر شخص کو اسی قدر تکلیف دیتا ہون جس کا وہ متحمل ہوسکے، اس لیے ہر شخص جس طرح چاہتا ہے خرید و فروخت کرتا ہے[2]"،

عمال کو حکم بھیجتے رہتے تھے کہ ذمیون کے ساتھ ہر قسم کی اخلاقی رعائتین کی جائین، چنانچہ ایک بار عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ "ذمیون کے ساتھ نرمی کرو، اور اگر اون مین کوئی شخص بوڑھا ہوجائے، اور وہ نادار ہو، تو اوس کے مصارف کے متکفل بنو، اور اگر اسکا کوئی رشتہ دار ہو تو اوس کو حکم دو کہ وہ اوس کے مصارف برداشت کرے، جس طرح تمھارا کوئی غلام بوڑھا ہوجائے تو اوس کو آزاد کرنا پڑے گا، یا تا دم مرگ اوس کو کھلانا پڑے گا[3]"،

عام حقوق مین اونھون نے ذمیون اور مسلمانون کو ہمیشہ ایک صف مین کھڑا کیا، ایک بار مسلمہ بن عبد الملک اور دیر اسحاق کے چند ذمی اون کے دربار مین فریق مقدمہ کی حیثیت سے آئے تو مسلمہ آکر فرش پر بیٹھ گیے، اور ذمی بیچارے کھڑے رہے، حضرت عمر ابن عبد العزیز نے دیکھا تو بولے کہ ایسا نہین ہوسکتا، اگر تمھین اپنے فریق کے برابر کھڑا ہونا

---

[1] فتوح البلدان صفحہ ۲۲۳، [2] کتاب الخراج صفحہ ۷۷، [3] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۰۰،

ہوناگوارانہین ہے، توکسی کو وکیل کردو، مسلمہ نے ایک شخص کو وکیل کردیا اورحضرت عمر بن عبد العزیز نے مقدمہ کو اون کے خلاف فیصل کیا،[۱] اسی طرح جب ہشام بن عبد الملک پر ایک عیسائی نے مقدمہ دائر کیا، توحضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکو اپنے فریق کے برابر کھڑا کیا، ہشام نے عیسائی کے ساتھ سخت کلامی شروع کی توحضرت عمر بن عبد العزیز نے ڈانٹا اور سزا دینے کی دھمکی دی،[۲]

[۱] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۷۳، [۲] رسائل شبلی بحوالہ العیون والحدائق صفحہ ۶۰،

اقامت عدل

کسی واقعہ کی شہرت کا سب سے بڑا معیار یہ ہی کہ اوس کے متعلق مبالغہ آمیز روائتین پیدا ہو جائین، اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے عدل و انصاف کے واقعات اِس معیار پر ٹھیک اُترتے ہین، شعراء جب مبالغہ آمیز طور پر کسی بادشاہ کے عدل و انصاف کا ذکر کرتے ہین تو کہتے ہین کہ "اوس کے زمانے مین بھیڑیا اور بکری ایک ساتھ پانی پیتے ہین" اِس سے بڑھکر یہ کہ "بھیڑیا بکری کی چرواہی کرتا ہے" لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانے مین اِس مبالغہ نے واقعہ کی صورت اختیار کر لی، اور اوس کے متعلق بہت سی موضوع روائتین پیدا ہو گئین، چنانچہ موسیٰ بن اعین سے روایت ہی کہ ہم لوگ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت کے زمانے مین بکریان چرا تے تھے، تو بھیڑیے بھی اون کے ساتھ ساتھ چرتے تھے، لیکن ایک رات بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا، تو مین نے کہا کہ وہ نیک مرد ضرور مر گیا، چنانچہ واقعی اونھون نے اوسی شب کو انتقال کیا[1]

اب ہم کو تاریخی واقعات کی زبان سے یہ بتانا چاہیے کہ اِس جھوٹ مین سچ کا کسقدر حصہ شامل ہے؟

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے عہد خلافت سے پہلے

(۱) رعایا کے مال و جائداد پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا تھا،

(۲) قبلہ گاہ عالم یعنی بنو ہاشم کے تمام حقوق پامال کر دیئے گئے تھے،

(۳) نہایت سفاک اور خونریز عمال مقرر کیے گئے تھے،

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۷۰،

(۴) محض ظن و تخمین کی بنا پر رعایا کو سزائین دی جاتی تھین، اور عورتون کو مردون کے بدلے مین گرفتار کیا جاتا تھا،

(۵) رعایا سے بغیر مزد و اُجرت بیگار کی خدمت لیجاتی تھی،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ان تمام مظالم کی طرف توجہ کی، اور عدل و انصاف کا منارہ بلند کیا، مورخ یعقوبی لکھتا ہے،

نکث عمر اعمال اهل بیته وسماها مظالم وکتب الی عماله جمیعا اما بعد فان الناس قد اصابهم بلاء وشدة وجور فی احکام الله وسنن سیئة سنها علیهم عمال السوء فلما قصدوا قصد الحق والرفق والاحسان[۱]،	عمر بن عبد العزیز نے اپنے خاندان کا نظام عمل اُلٹ دیا، اوس کا نام مظالم رکھا اور اپنے تمام عمال کو لکھا کہ لوگ احکام الٰہی مین ان بدترین عہدہ داروں کی وجہ سے جنھون نے بہت کم انصاف، نرمی اور احسان کا ارادہ کیا مصیبت، سختی، اور ظلم مین مبتلا ہو گئے، اور اونھون نے برُے دستور قائم کیے،

چنانچہ سب سے پہلے اونھون نے رعایا کے حقوق کی طرف توجہ کی اور اموال مغصوبہ کو واپس کیا، جس کی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہین،

خاندانِ نبوت کے حقوق کی پامالی کا آغاز حضرت امیر معاویہؓ ہی کے زمانے مین ہو چکا تھا، چنانچہ فدک جو رسول اللہ صلعم کا خالصہ تھا، اور جس سے آپ بنو ہاشم کی اعانت کرتے تھے، اوس کو اونھون نے مروان کی جاگیر مین دیدیا تھا[۲]، خمس جو خالص بنو ہاشم کا حق تھا اوس کو بھی اونھون نے روک دیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے ولید اور سلیمان بن عبد الملک کو اپنی خلافت سے پہلے اِس طرف توجہ بھی دلائی، لیکن دونون نے اِنکار کیا، حضرت عمر

---

[۱] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۶، [۲] ایضاً صفحہ ۳۶۶،

ابن عبد العزیز کا دور خلافت آیا تو اونھون نے اپنے قدیم مشورہ پر عمل کیا، فدک اگرچہ وراثۃً خود اون کی ملک مین آگیا تھا لیکن ابو بکر بن حزم کو لکھا کہ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ میرے لیئے جائز نہین ہے، میری رائے ہو کہ عہد نبوت، عہد ابو بکر، عہد عمر اور عہد عثمان مین اوس کی جو حالت تھی، اوس پر اوس کو واپس لاؤن، اور بعد کو جو کچھ ہوا ہو اوس کو چھوڑ دون خمس کے متعلق بھی تحقیقات کی اور پانچ ہزار دینار ابو بکر بن حزم کے پاس بھیجے اور لکھا کہ اس مین پانچ ہزار اور ملا کر بنو ہاشم کے مرد، عورت، چھوٹے بڑے سب کو برابر برابر دیدو، اگرچہ زید بن حسن سخت برہم ہوئے کہ ہم کو لونڈون کے برابر کیا جاتا ہے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کی کچھ پروا نہین کی،

عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے پہلا مال ہم اہل بیت پر تقسیم کیا، اس مین مرد، عورت، اور بچے سب کے سب برابر کے شریک ہوئے، اور ہر ایک کو تین تین ہزار اشرفیان ملین، اونھون نے اوس کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ اگر مین زندہ رہا تو تمھارے تمام حقوق تم کو دونگا،

خاندان نبوت پر اس کا نہایت عمدہ اثر ہوا اور وہ اون کے پُر جوش حامی بنگئے چنانچہ ایک بار علی بن عبد اللہ بن عباس اور ابو جعفر بن علی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز کی غیبت شروع کی، اون لوگون نے اوس کو منع کیا، اور کہا کہ امیر معاویہ کے زمانے سے آج تک ہم کو خمس نہین ملا تھا، لیکن عمر بن عبد العزیز نے بنو عبد المطلب پر اوس کو تقسیم کیا،

حضرت فاطمہ بنت حسین نے اون کو نہایت شکر گذاری کے ساتھ ایک خط مین لکھا کہ امیر المومنین نے ائمہ راشدین مہدیین کی سنت کے اتباع مین ہم کو جو مال بھیجا وہ پہونچا

اور ہم پر تقسیم ہوا، خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، ہم پر ظلم کیا گیا تھا، اور ضرورت تھی کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے، اے امیرالمومنین مین خدا کی قسم کھا کر کہتی ہون کہ آل رسول اللہ مین جس کے پاس خادم نہ تھا اوس کو خادم مل گیا، جس کے پاس کپڑا نہ تھا اوس کو کپڑا مل گیا، اور جس کے پاس خرچ نہین تھا اوس کو خرچ مل گیا،

قاصد یہ خط لیکر اون کے پاس آیا تو نہایت مسرور ہوئے، خدا کا شکر کیا اور اوسکو دس اشرفیان دین، اور فاطمہ کی خدمت مین پانچسو اشرفیان اور بھیجین اور لکھا کہ اِس کو اپنی ضروریات مین صرف کیجیئے[۱]،

عمال مین حجاج بن یوسف، ولید کے زمانے مین سب سے زیادہ مقبول بارگار تھا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز اوس کو بدترین خلائق سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کی تمام قومین خیانت مین مقابلہ کرین، اور ہر قوم اپنے اپنے خبیث کو مقابلہ مین لائے تو ہم حجاج کو پیش کر کے تمام دنیا پر غالب ہو جائینگے[۲]، اگرچہ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خوش قسمتی تھی کہ سلیمان بن عبد الملک نے حجاج کے تمام مقرر کردہ عمال کو معزول کر کے[۳] اوس کے جبارانہ اقتدار کو بہت کچھ مٹا دیا تھا، تاہم اب تک اوسکے ظلم و ستم کی جو یادگارین باقی تھین، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اونکا بھی خاتمہ کر دیا، حجاج کے تمام خاندان کو یمن کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہان کے عامل کو لکھا کہ مین تمھارے پاس آل ابو عقیل کو بھیجتا ہون عرب مین یہ بدترین خاندان ہے اِن کو اپنی حکومت مین اِدھر اُدھر منتشر کر دو[۴]، جو لوگ حجاج کے ہم قبیلہ تھے، یا اون کی ماتحتی مین کام کر چکے تھے اون کو ہر قسم کی ملکی خدمات سے محروم

---

[۱] یہ تمام تفصیل طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، مین ہے، [۲] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۹،
[۳] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۶، [۴] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۰،

کر دیا، چنانچہ اوس کی تفصیل آگے آئے گی،

سیاست کا تمام تر دار و مدار سوء ظن پر ہے، اسلئے ظلم پیشہ سلطنتین ہمیشہ ذرا ذرا سی بدگمانی پر رعایا کو سزائین دیتی ہین، جو سب سے بڑا ظلم ہے، خلفاء بنو امیہ مین مورخ یعقوبی کے بیان کے مطابق ولید نے اس کی ابتدا کی اور محض ظن و تخمین کی بناپر مجرمون کو قتل کی سزائین دین[1]، لیکن مورخ طبری نے اولیت کا شرف زیاد کو بخشا ہے، بہرحال حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانۂ خلافت سے پہلے اس ظلم کی ابتدا ہو چکی تھی اور سیکڑون آدمی اپنے وہمی جرائم کی پاداش مین تہ تیغ ہو چکے تھے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس طریقہ کو بالکل ناجائز اور خلاف سنت قرار دیا، چنانچہ اس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے،

بیگاری کا جو طریقہ جاری تھا نہایت سختی کے ساتھ اوس کا انسداد کیا، ایک افسر اون کی خدمت مین بیگار کی سواری مین آیا تو بولے کہ میری حکومت مین تم لوگ بیگاری پکڑتے ہو، اس کے بعد اوس کو چالیس کوڑے لگوائے[2]،

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۴، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷۶،
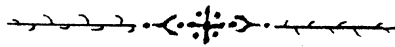
رعایا کی خوشحالی

مذہب، حکومت، اخلاق، قانون، غرض تمام اجتماعی چیزون کا آخری نتیجہ صرف یہ ہی کہ دنیا فراغ بالی کے ساتھ زندگی بسر کرے، اور اِس نتیجہ کے لحاظ سے حضرت عمر بن عبد العزیز کا دورِ حکومت دنیا کے کل بادشاہون سے زیادہ کامیاب رہا،

جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم سے ایک پیشین گوئی کی تھی جس کے الفاظ یہ ہین،

یا عدی ھل رایت الحیرۃ قلت لم ارھا وقد انبئت عنھا قال فان طالت بک حیاۃ لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف احدا الا اللہ	کیون عدی! تم نے حیرہ کو دیکھا ہی، مینے کہا کہ دیکھا نہین ہے سنا ہی فرمایا تو اگر تم کچھ دنون اور زندہ رہے تو دیکھوگے کہ ایک ہودج نشین عورت حیرہ سے سفر کرکے آئے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کریگی اور خدا کے سوا اوس کو کسی کا ڈر نہ ہوگا،
ولئن طالت بک حیاۃ لتفتحن کنوز کسریٰ .... ولئن طالت بک حیاۃ لترین الرجل تخرج ملا کفہ من ذھب او فضۃ یطلب من یقبلہ منہ فلا یجد احدا یقبلہ منہ۔	اگر تم کچھ دنون زندہ رہے تو دیکھوگے کہ کسریٰ کے خزانے مفتوح ہوگئے، اگر تم کچھ دنون زندہ رہے تو دیکھوگے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لیکر اوس شخص کی تلاش مین نکلے گا جو اوسکو قبول کرے لیکن اوسکا قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا،

عدی بن حاتم کی زندگی ہی مین اوپر کی دو پیشین گوئیان پوری ہوچکین، لیکن تیسری

پیشین گوئی اون کے سامنے پوری نہین ہوئی، اور اونھون نے اوس کی صداقت کو آیندہ نسل کیلیے چھوڑ دیا، اِس بنا پر محدثین مین اختلاف ہو کہ یہ پیشینگوئی کب پوری ہوگی؟ بعض لوگون کا خیال ہو کہ اِس کا زمانۂ نزول عیسیٰ کے بعد آئے گا، لیکن بیہقی کے نزدیک حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین یہ پیشینگوئی پوری ہوچکی، چنانچہ اونھون نے دلائل مین روایت کی ہو، کہ "حضرت عمر بن عبد العزیز نے صرف ڈھائی برس خلافت کی، لیکن اسی مختصر زمانے مین یہ حالت ہوگئی کہ لوگ اون کے عمال کے پاس بہ کثرت مال لیکر آتے تھے، اور کہتے تھے کہ نقرار کو دیدو، لیکن اون کو اپنا مال واپس لیکر جانا پڑتا تھا، کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام لوگون کو اس قدر مالا مال کر دیا تھا، کہ کوئی شخص اِس قابل نہین ملتا تھا کہ اوسکو یہ مال دیا جائے"

اور حافظ ابن حجر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے، کیونکہ آپ نے عدی بن حاتم سے فرمایا تھا،

لئن طالت بک حیاتہ — اگر تم کچھ دنون زندہ رہے،

اور وہ نزول عیسیٰ کے زمانے تک کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے تھے،[1]

تاریخی واقعات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، طبقات ابن سعد مین محمد بن قیس سے روایت ہے، کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ مستحقین پر صدقہ تقسیم کیا جائے لیکن بینے دوسرے سال دیکھا کہ جو لوگ صدقہ قبول کرتے تھے وہ خود صدقہ دینے کے قابل ہوگئے،[2]

ایک بار مدینہ سے کوئی شخص آیا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس سے اہل مدینہ کے حالات پوچھے، اور کہا کہ اون مسکینون کا کیا حال ہے جو فلان فلان جگہ بیٹھتے تھے، اوسنے کہا کہ اب وہ وہان سے اوٹھ گئے، خدا نے اون کو بے نیاز کر دیا، یہ وہ غربا تھے جو مسافرون کے لیے کوڑے بیچتے تھے، لیکن جب حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین اون سے

---

[1] فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۴۵۱، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۵۶،

کوڑے مانگے گئے تو کہا کہ اب ہم کو عمر بن عبد العزیز نے اِس تجارت سے بالکل بے نیاز کر دیا،[1]

اون کے زمانے مین رعایا کی یہ خوشحالی اِس درجے کو پہونچ گئی کہ اون کے عمال کو خوف پیدا ہوا کہ لوگ دولت کے نشے مین کہین حد اعتدال سے گذر کر کبر و نخوت مین مبتلا نہ ہو جائین، چنانچہ عدی بن ارطاۃ نے اون کو لکھا کہ اہل بصرہ اِس قدر خوشحال ہو گئے ہین کہ مجھے خوف ہے کہ وہ فخر و غرور نہ کرنے لگین، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ خدا نے جب اہل جنت کو جنت مین داخل کیا تو اون کے لیے یہ پسند کیا کہ وہ الحمد اللہ کہین اسلیئے تم بھی لوگون کو حکم دو کہ خدا کا شکر بجا لائین[2]،

اِن واقعات کے پیش نظر رکھنے کے بعد ایک نکتہ سنج مورخ کے دل مین خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اِس عام خوشحالی کے اسباب کیا تھے؛ لیکن ہم کو ان اسباب کی جستجو مین بہت زیادہ کد و کاوش کی ضرورت نہین، وہ اِس کثرت سے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے سوانح زندگی جہان سے اوٹھا کر پڑھو اون مین کوئی نہ کوئی سبب ضرور نظر آ ئیگا،

(۱) اسلامی خلافت مین ملک کی خوشحالی کا تمام تر دار و مدار بیت المال پر تھا، اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے بیت المال کا دروازہ تمام قوم کے لیئے کھول دیا تھا، اِس سے امیر و غریب سب یکسان طور پر متمتع ہوتے تھے، ایک بار ایک شخص کو رقہ مین تقسیم مال کے لیے بھیجا تو اوس نے کہا کہ آپ مجھے ایسی جگہ بھیجتے ہین، جہان مین کسی کو نہین پہچانتا، حالانکہ اون مین امیر و غریب ہر قسم کے لوگ ہین، بولے جو شخص تمھارے سامنے ہاتھ پھیلائے اوسکو دو[3]،

ملک مین جتنے اپاہج تھے سب کا نام درج رجسٹر کر دیا، اور اون کے وظائف مقرر کیئے[4]،

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۶۱، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۰۲، [3] زرقانی شرح موطا جلد ۲ صفحہ ۲۳، [4] اصابہ تذکرہ عرام بن المنذر،

اور اس پر اس شدت کے ساتھ عمل کیا کہ جو عامل اس کی خلاف ورزی کرتا تھا وہ معتوب ہوتا تھا، ایک بار دمشق کے بیت المال سے ایک اپاہج کا وظیفہ مقرر کیا گیا، تو ایک عامل نے کہا کہ اس قسم کے لوگون کے ساتھ سلوک تو کیا جا سکتا ہے، لیکن صحیح آدمی کے برابر وظیفہ نہین مقرر کیا جا سکتا، لوگون نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین اوسکی شکایت کی تو اونھون نے اوس پر اپنا عتاب ظاہر فرمایا[۱]،

ملک مین جتنے مسلمان تھے اون مین بچے بچے کا وظیفہ مقرر کیا، محمد بن عمر کا بیان ہے، کہ مین سنہ ۹۷ھ مین پیدا ہوا تو میری دایہ مجھکو ابوبکر بن حزم کی خدمت مین لیگئی، اور اونھون نے مجھکو ایک دینار دیا، ہیثم بن واقد کہتے ہین کہ مین ۹۷ھ مین پیدا ہوا، اوس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے، اور مجھے اون کی خلافت مین تین دینار بطور وظیفہ سالانہ کے ملے[۲]،

یہ وظائف تمام لوگون کو مساویانہ طور پر ملتے تھے[۳]، یہانتک کہ جو لوگ ہمیشہ سے تفوق و امتیاز کے خوگر تھے وہ اس مساوات کو دیکھکر اون سے بالکل الگ ہو گئے[۴]، عرب اور موالی مین ہر قسم کے عطیہ مین مساوات تھی، صرف آزاد شدہ غلامون کے وظائف مین کچھ فرق تھا، یعنی وہ ۲۵ اشرفیان پاتے تھے[۵]،

وظائف مین معتدبہ اضافہ بھی کرتے رہتے تھے، چنانچہ ایک بار اس مین دس دس دینار کا اضافہ کیا اور اس سے عرب اور موالی دونون یکسان طور پر متمتع ہوئے[۶]،

اس فیاضانہ طرز عمل سے بیت المال کو سخت نقصان پہونچا، چنانچہ بعض عمال نے اون کو اس طرف توجہ بھی دلائی، لیکن اونھون نے اسکی کچھ پروا نہین کی اور اونکو لکھا کہ جبتک خزانہ

---

[۱] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸۱، [۲] ر صفحہ ۲۵۵، [۳] ر صفحہ ۲۵۵، [۴] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۴۷، [۵] طبقات صفحہ ۲۸۲، [۶] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۰، مورخ یعقوبی نے لکھا ہے کہ اس اضافہ سے اہل عراق محروم رہے،

مین روپیہ ہے دیئے چلے جاؤ، جب کچھ نہ رہے تو اِس مین کوڑا کرکٹ بھردو[۱]،

وظائف وعطایا کے علاوہ غربار کی امداد واعانت کے مختلف طریقے قائم کیئے،

(۱) ایک عام لنگرخانہ قائم کیا جس سے فقرار ومساکین کو برابر کھانا ملتا تھا[۲]،

(۲) تمام لوگون کے لیئے مساوایانہ طور پر غلہ مقرر کیا جو فی کس ساڑھے چار اردب ملتا تھا[۳]،

(۳) غربار کے پاس جو کھوٹے سکے ہوتے تھے اون کی نسبت دار الضرب کے افسر کو لکھا کہ اگر یہ لوگ اون سکون کو بدلنا چاہین تو کھرے سکون سے بدل دیئے جائین[۴]،

(۴) بیت المال مین ایک خاص مد قائم کی جس سے قرضدارون کا قرض ادا کیا جاتا تھا[۵]،

(۵) قیدیون کا وظیفہ مقرر فرمایا[۶]،

(۶) جن لوگون کے وظائف کسی جرم یا کسی اور سبب سے روک دیئے گئے تھے، اونکو تمام بقایا وظیفہ دے دیا[۷]،

(۳) دوسرے خلفار کے زمانے مین ملک کی غربت وافلاس کا بڑا سبب یہ تھا کہ خلفار وعمال دوسرون کے مال وجائداد پر غاصبانہ قبضہ کر لیتے تھے، اور وہ ہمیشہ کے لیئے اونکی ملک ہوجاتے تھے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے جیسا کہ اوپر گذرا اِن تمام لوگون کی جائدادین واپس کردین، بلکہ اس کے معاوضے مین خود بیت المال سے بہت سی رقمین واپس دلوائین، خود اونکے امرار وعمال مین اگر کسی نے اِس قسم کی دست درازی کی اور اون کو اِسکا علم ہوا تو فوراً مال مغصوبہ کو واپس دلادیا، ایک بار کسی شخص نے اون کی خدمت مین شکایت کی کہ آذربائیجان کے عامل نے

---

[۱] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۸۵، [۲] طبقات صفحہ ۲۷۹، [۳] ر صفحہ ۲۵۵، [۴] سیرۃ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۰، [۵] طبقات صفحہ ۲۵۰، [۶] ر صفحہ ۲۵۰، [۷] صفحہ ۲۵۶،

ظلماً میرے ۱۲ ہزار درہم لے لیئے اور اوس کو بیت المال مین داخل کردیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ اوس کو فوراً یہ رقم واپس دلادی جائے[1]، ایک بار ایک شخص نے شکایت کی کہ شاہی توج کے گذرنے سے اوسکی زراعت بالکل پامال ہوگئی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوسکو دس ہزار درہم تاوان دلوایا[2]،

(۳) رعایا کو جو کچھ بیت المال سے ملتا تھا، اوس کے دینے مین تو یہ فیاضی تھی، لیکن رعایا سے جو رقم وصول ہو کر بیت المال مین داخل ہوتی تھی، اس مین بہت سی رقمون کو بالکل ناجائز قرار دیا، چنانچہ اوس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے،

صدقات مین پہلے جو زائد رقمین وصول کی جاتی تھین، حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان تمام رقمون کو معاف کر دیا، ایک بار اونکا ایک عامل صدقہ وصول کر کے آیا تو حضرت عمر ابن عبد العزیز نے اوس کی مقدار پوچھی، اوس نے مقدار بتائی تو پوچھا کہ تم سے پہلے کس مقدار مین صدقہ وصول ہوتا تھا، اوس نے اوس سے زیادہ مقدار بتائی، فرمایا یہ کہان سے وصول ہوتی تھی، اوس نے کہا یا امیر المومنین پہلے گھوڑے سے ایک دینار، خادم سے ایک دینار، اور فدان سے پانچ درہم وصول کیئے جاتے تھے، آپ نے ان رقمون کو بالکل معاف کر دیا، فرمایا مین نے معاف نہین کیا خدا نے معاف کیا[3]،

خراج کی وصولی کے متعلق سخت حکم تھا کہ اس مین کسی قسم کا ناجائز طریقہ استعمال نہ کیا جائے، چنانچہ میمون بن مہران کو لکھا کہ مین نے مقدمات و تحصیل خراج و جزیہ مین تم کو ظلم کے لیئے تکلیف نہین دی، جو کچھ وصول کرو حلال مال سے وصول کرو، اور مسلمانون کے لیئے صرف

---

[1] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۵، [2] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۷، یہ واقعہ اس موقع سے بہت کم مناسبت رکھتا ہے، ہم نے استطراداً اسکا تذکرہ کردیا، [3] طبقات صفحہ ۲۷۷،

حلال طیب مال جمع کردؔ[1]

اگر کبھی معلوم ہوتا تھا کہ خراج کی وصولی مین اِس قسم کا ناجائز طریقہ اختیار کیا گیا ہے تو سخت دار وگیر کرتے تھے، اور اوس کی تحقیقات کے لیئے اشخاص روانہ کرتے تھے، ایک بار معلوم ہوا کہ ایران مین بہت سے عمال پھلون کا تخمینہ کر کے اوس کو نرخ بازار سے مختلف نرخ پر فروخت کرتے ہین، اور اس کے بدلے مین روپیہ لیتے ہین، اور بہت سے کُرد راستہ مین لوگون سے عشر وصول کرتے ہین، تو اوس کی تحقیقات کے لیئے بشر بن صفوان، عبد اللہ بن عجلان، اور خالد بن سالم کو مقرر فرمایا، اور عدی بن ارطاة کو لکھا کہ "اگر یہ واقعہ صحیح ہوگا تو یہ لوگ اِن پھلون کو جو اِس طریقہ سے وصول کیئے گیئے ہین واپس کر دینگے، معمولی نرخ کی پابندی کرین گے، اور جو خبرین مجھ تک پہونچی ہین، اون سب کی تحقیقات کرینگے تم ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا[2]،،

اون سے پہلے جو خلفاء تھے وہ ذمیون سے غیر معمولی سختی کے ساتھ جزیہ وصول کرتے تھے، اسلیئے وہ پیداوار کو نہایت ارزان قیمت پر فروخت کر کے اِس شکنجۂ عذاب سے آزاد ہو جاتے تھے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اِس معاملے مین نہایت آسانیان کین، اسلیئے اونکے زمانے مین پیداوار کا نرخ کسی قدر گران ہوگیا[3] جس سے ناگزیر طور پر ذمیونکو مالی فائدہ پہونچا،

اب ملک کی شادابی، سرسبزی، اور خوشحالی کے اِن اسباب پر مجموعی حیثیت سے غور کرو، بیت المال کی کل رقم صرف رعایا پر صرف ہوتی ہے، سب کے وظائف مقرر ہوتے ہین، لولے، لنگڑے، بوڑھے، بچے، موالی و عرب سب اوس سے یکسان طور پر فائدہ اُٹھاتے ہین، وظائف مین اضافے ہوتے رہتے ہین، لنگرخانہ قایم ہوتا ہے، تمام قوم کو غلہ ملتا ہے، رعایا کے کھوٹے سکے دار الضرب مین بدل دیئے جاتے ہین، مغصوبہ جائداد اون

[1] سیرة عمر بن عبد العزیز صفحہ ۹۵، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۹۰، [3] کتاب الخراج صفحہ ۷۶،

رعایا کو واپس ملتی ہین، رعایا کے نقصانات کا تاوان دلایا جاتا ہے، مختلف قسم کے گرانبار ٹکس معاف کردیئے جاتے ہین، جزیہ وخراج مین تخفیف ہوتی ہے، اور اون کی وصولی کا طریقہ، بالکل جائز اور نہایت آسان اختیار کیا جاتا ہے، ملک کی پیداوار کا نرخ ہوجاتا ہے، اِن اسباب کو پیش نظر رکھو، تو صاف معلوم ہوجائے گا، کہ جس ملک، جس قوم، اور جس سلطنت مین یہ سب مجتمع ہوجائین گے، اوس مین رفاہیت، خوشحالی، تمول اور سرسبزی وشادابی کے سوا اور کس چیز کا دور دورہ ہوگا، حضرت عمر بن عبد العزیز کا عہد سلطنت اِن تمام اسباب کا جامع تھا، اسلیئے رسول اللہ صلعم کی پیشینگوئی کا جیسا کہ بیہقی کا خیال ہے، مصداق تھا،
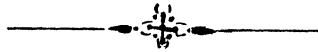
نظامِ حکومت کا انقلاب

حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو عادلانہ نظام حکومت قایم کیا تھا، یزید بن عبد الملک نے جو اونکا جانشین ہوا صرف چالیس دن تک اوس کو قایم رکھا، اسکے بعد اِس جادۂ اعتدال سے الگ ہو گیا[1]، حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو متدین عمال مقرر کیئے تھے، یزید نے اِن سب کو یک قلم موقوف کر دیا[2]، نوروز اور مہرجان کے تحفے، اور بیگار کی رسم جن کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے بالکل مٹا دیا تھا دوبارہ قایم کی[3]، فدک جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی وراثت سے نکالکر اولاد فاطمہ کو دیا تھا، یزید نے اسکو پھر واپس لے لیا[4]، دمشق کا ایک گرجا جو بنو نصر کی جاگیر مین آگیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اُسے نصاریٰ کو واپس کر دیا تھا لیکن یزید نے اوسکو دوبارہ پھر اسی خاندان کو دیدیا[5]، محمد بن یوسف نے اہل یمن پر جو ظالمانہ خراج لگایا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اوس کو عشر سے بدل دیا تھا، لیکن یزید بن عبد الملک نے اوس کو دوبارہ قایم کیا[6]، حجاج اہل نجران سے جزیہ مین[7] منقوش کپڑے لیتا تھا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون کے ساتھ تخفیف و رعایت کی اور دو سو کپڑے کر دیئے لیکن یوسف بن عمر جب عراق کا والی ہوا تو اوس نے پھر حجاج کا وہی قدیم طریقہ قایم کر دیا[8]، فرات کے پاس نومسلمون کی جو زمینین تھین[9] غیر قومون کی جن زمینون پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا تھا، حجاج نے اون کو خراجی قرار دیا تھا لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے دوبارہ اسکو عشری قرار دیا، لیکن عمر بن ہبیرہ نے اِس طریقہ کو بدل دیا اور پھر اون سے خراج وصول کیا[10]، حضرت عمر بن عبد العزیز نے لوگون کو قدریہ کے مذہب کے قبول کرنے سے سختی کیساتھ روکا تھا لیکن جب یزید بن ولید خلیفہ ہوا تو اوس نے اِس مذہب کی عام دعوت دی اور غیلان کے رفقاء کو مقرب بارگاہ بنایا[11]، غرض حضرت عمر ابن عبد العزیز نے جو نظام سلطنت قائم کیا تھا وہ چند ہی روز مین بالکل درہم برہم ہو گیا، اور دنیا نے صرف ڈھائی برس حضرت عمر بن خطاب کے طرز حکومت سے فائدہ اُٹھایا،

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۷، [2] تذکرہ یزید بن عبد الملک، [3] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۰۷، [4] " جلد ۲ صفحہ ۳۰۶، [5] " صفحہ ۳۲۶، [6] فتوح البلدان صفحہ ۷۳، [7] " صفحہ ۱۰۰، [8] " صفحہ ۴۷، [9] " صفحہ ۳۷۰، [10] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۵

مآثر بنی اُمیّہ

عیب ی جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

حضرت عمر بن عبد العزیز کے واقعات زندگی کے سلسلہ مین خلفاء بنو اُمیّہ کے جو مثالب ضمنی طور پر آگئے ہین اون کی بنا پر اون کے محاسن کو نظر انداز نہین کیا جا سکتا،

قومی عصبیت کا تحفظ، اون کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہو کہ اونھون نے عرب کی عصبیت، عرب کی سادگی اور عرب کے شعار کو قایم رکھا، اِس بنا پر اونکا نظام حکومت ڈپلومیسی یعنی مخادعات سیاسیہ سے بالکل نا آشنا رہا، اور اوس کی تمامتر بنیاد قوت، بسالت، اور شجاعت پر قایم رہی، اِس کے بخلاف دولت عباسیہ بالکل عجمی رنگ مین ڈوبی ہوئی تھی، خلفاء تو بے شبہہ عربی النسل تھے، لیکن خلافت کے چلانے والے تمامتر عجمی تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِس خلافت نے قوت کے سرمایہ کو بالکل کھو دیا اور اوس کی بنیاد تمام ترحیل سیاسیہ پر قایم ہو گئی، چنانچہ آداب السلطانیہ مین اِس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ لکھی ہے،

واعلم ان الدولة العباسية كانت دولة ذات خدع ودهاء وغدر وكان قسم التحيل والمخادعة فيها اوفر من قسم القوة ولشا خصوصاً في اواخرها فان المتاخرين فهم ابطلوا القوة الشدة والحدة وركنوا الى الحيل والخدع۔

دولت عباسیہ ایک پرفریب اور حیلہ باز سلطنت تھی، اِس مین بہ نسبت قوت کے مکر و فریب کا عنصر زیادہ غالب تھا، بالخصوص اسکے آخری زمانہ مین پچھلے خلفاء نے تو قوت و شجاعت کو بالکل کھو دیا، اور مکر و فریب کی طرف مائل ہو گئے،

---

[1] حضرت الاُستاد نے اپنے رسالہ الانتقاد مین جو کچھ مآثر بنو امیہ پر لکھا ہو وہ اِس مضمون مین سے لیا گیا ہے، [2] صفحہ ۱۳۲،

کثرت فتوحات، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اموی دور مین فتوحات کو جس قدر وسعت ہوئی تاریخ اسلام مین اوس کی نظیر نہین مل سکتی، خلافت راشدہ مین اگرچہ اسلام کی فتوحات کا دائرہ بہت کچھ وسعت پذیر ہوچکا تھا، تاہم مجاہدین کا قدم، حدودعرب، دیارشام اور مصر و ایران سے آگے نہ بڑھ سکا تھا، لیکن بنو امیہ کے دور حکومت مین، طرابلس، طنجہ، اندلس، چین، ہند، روم، قسطنطنیہ، عراق، تونس مراکش، خراسان، فارس، توران، طبرستان، جرجان، سجستان، افغانستان، سبھی اسلام کے زیرنگین ہوئے، اور مشرق و مغرب، جنوب و شمال غرض دنیا کے ہر حصے مین اسلام کا پرچم لہرایا،

خلفائے بنو امیہ مین اس حیثیت سے ولید کا زمانہ خصوصیت کے ساتھ ایک یادگار زمانہ خیال کیا جاتا ہے، چنانچہ علامہ سیوطی تاریخ الخلفار مین لکھتے ہین،

وکلنہ اقام الجہاد فی ایامہ وفتحت فی خلافتہ فتوحات عظیمۃ[1]،	لیکن اوس نے اپنے زمانہ مین جہاد کو قایم کیا، اور اوسکی خلافت مین بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئین،

یہ جنگی طاقت اسی ساز و سامان کے ساتھ ہشام کے زمانے تک قایم رہی، چنانچہ مسعودی نے اوس کے حالات مین لکھا ہے،

واستجاد الکسی والفرش وعدد الحرب ولامتہا واصطنع الرجال وقوی الثغور[2]-	اوس نے عمدہ لباس عمدہ فرش، اور عمدہ آلات حرب تیار کرائے، فوجی کام کے لیے سپاہی تیار کیے اور سرحد کو مضبوط کیا،

باقاعدہ طور پر بحری جنگ کا آغاز بھی بنو امیہ ہی کے زمانے مین ہوا، اونہین کے زمانے مین اس نے وسعت حاصل کی، انہین کے زمانے مین سواحل کی قلعہ بندی ہوئی، اور انہین کے زمانے مین جہاز سازی کے کارخانے قائم ہوئے،

---

[1] تاریخ الخلفار صفحہ ۲۲۴، [2] مروج الذہب مسعودی صفحہ ۲۱،

انتظامات ملکی، | لیکن نفس فتح بجائے خود کوئی ایسا قابل فخر کارنامہ نہین ہے، بلکہ فتوحات کے ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ مفتوحہ ممالک مین کیا کیا انتظامات کئے گئے؟ رعایا کی بہبودی، زراعت کی شادابی، اور رفاہ عام کے متعلق کیا کیا خدمات انجام دی گئین؟ اور ملک کی آبادی، اور ملک کی تمدنی ترقی پر فاتح کا کیا اثر پڑا؟ لیکن بنو امیہ کا دور حکومت اس حیثیت سے بھی ایک مہذب دور حکومت کہا جا سکتا ہے،

زمین کی پیمائش، | سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ نے کرائی تھی، اون کے بعد کسی خلیفہ نے اسکی طرف توجہ نہین کی یزید بن عبد الملک پہلا شخص ہے جس نے اس طرف توجہ کی، اور عمر بن ہبیرہ کو عراق کے بند وبست کے لئے لکھا[1]، اگرچہ علامہ یعقوبی کی تصریح کے موافق اس خراج مین کوئی تخفیف اور آسانی نہین پیدا ہوئی، تاہم اس سے ملکی انتظامات کی باقاعدگی کا اندازہ ہو سکتا ہے،

زرعی نہرین، | حضرت امیر معاویہؓ نے ذرائع آب پاشی کو نہایت ترقی دی اور اونکو اسکا خاص اہتمام تھا، چنانچہ خلاصۃ الوفا مین ہے،

کان بالمدینۃ الشریفۃ وما حولھا عیون کثیرۃ وکان لمعاویۃ اھتمام بھذا الباب[2] ،	مدینہ شریف اور اوس کے اطراف مین بہت سی نہرین جاری تھین اور امیر معاویہ کو اسکا خاص اہتمام تھا،

حضرت امیر معاویہؓ نے جو نہرین جاری کرائین اون مین نہر کظامہ، نہر ازرق، اور نہر شہداء وغیرہ کا نام وفاء الوفاء اور خلاصۃ الوفا مین مذکور ہے،

حضرت امیر معاویہؓ نے پہاڑون کی بعض گھاٹیون کے گرد بند بندھوا کران کو بھی تالاب کی صورت مین بدل دیا تھا جس مین پانی جمع ہوتا تھا[3]، اور ان سے زراعت کی پیداوار کو جو ترقی ہوئی اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان نہرون کے ذریعہ سے ڈیڑھ لاکھ وسق خرما اور ایک لاکھ وسق گیہون

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۷۰، [2] خلاصۃ الوفا صفحہ ۲۲۳، [3] وفاء الوفا صفحہ ۳۲۱،

کی پیداوار ہوتی تھی،

پانی پینے کے چشمے، خلفائے بنو امیہ نے زرعی نہرون کے علاوہ اور بہت سے چشمے جاری کرائے، جس سے رعایا کو شور پانی کے بجائے آب شیرین میسر ہوا، سلیمان بن عبد الملک نے مکہ مین آب شیرین کا ایک چشمہ جاری کرایا جس کا پانی سیسے کے ذریعہ سے مسجد حرام تک پہونچتا تھا، پھر ایک فوارے کے ذریعہ سے ایک سنگی حوض مین گرتا تھا جو رکن اسود اور زمزم کے درمیان تیار کرایا گیا تھا،

یہ حوض بنو امیہ کے اخیر زمانے تک قایم رہا لیکن جب بنو ہاشم کا دور حکومت آیا تو داؤد بن علی نے اس کو منہدم کرادیا[1]، ہشام نے بھی مکہ کے راستون مین متعدد حوض و تالاب تیار کرائے تھے، لیکن وہ بھی داؤد بن علی کے ہاتھون برباد ہوئے[2]، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاے عباسیہ نے کس بیدردی کے ساتھ بنو اُمیہ کی یادگارون کو مٹایا، مکہ کے بعد پانی کی ضرورت سب سے زیادہ بصرہ والون کو تھی، اور خلفاء بنو اُمیہ نے نہایت اہتمام کے ساتھ اس ضرورت کو پورا کیا، چنانچہ ایک بار بصرہ کے لوگون نے یزید کے عامل کے پاس آب شیرین کی ضرورت ظاہر کی، تو اس کی اطلاع دینے پر یزید نے اس کو ایک نہر کھُدوانے کا حکم دیا اور لکھا کہ "اگر عراق کا کل خراج اوس پر صرف ہوجائے تب بھی خرچ کرنے سے دریغ نہ کیا جائے" چنانچہ اوس نے ایک نہر کھدوائی جس کا نام نہر عمر ہے،

بنو اُمیہ کے عمال نے بصرہ مین اور بھی بہ کثرت نہرین کھُدوائین جن کے نام فتوح البلدان مین قدم قدم پر ملتے ہین،

راستون کی ہمواری، عرب ایک سنگستانی مقام ہے جہان کے راستے نہایت دشوار گذار ہین، ولید نے رفاہ عام کے جہان بہت سے کام کیئے اوسی سلسلہ مین اوس نے عرب کے تمام راستے

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۵۲، [2] مروج الذہب مسعودی صفحہ ۲۱،

ہموار کرائے، اور راہون مین کنوئین کھُدوائے،

انطاکیہ اور مصیصہ کے درمیان جو راستہ تھا وہ موذی جانورون کی وجہ سے بالکل غیر مامون تھا، ولید نے اِس خطرہ کے انسداد کے لیے چار ہزار بھینسے بھیجے، جن سے درندون کا خطرہ بہت کم ہو گیا، اِسی طرح اوس نے اور بھی بعض جنگل کٹوا دیئے، جن سے لوگون کو درندون کے حملے سے نجات ملی،

شفاخانہ، رفاہ عام کے کامون مین ولید پہلا فرمان روا ہے جس نے شفاخانے کی بنیاد ڈالی، چنانچہ مورخ یعقوبی لکھتا ہے،

الولید اول من عمل البیمارستان للمرضی[۲] ولید پہلا شخص ہو جس نے مریضون کے لیے شفاخانہ بنایا،

مہمان خانہ، مسافرون کے لیئے سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ نے مہمان خانہ تعمیر کروایا، اِس کے بعد حضرت عثمانؓ نے اون کی تقلید کی، خلفاء بنو اُمیّہ نے بھی اِس سنت راشدہ کو قایم رکھا، اور ایک مہمان خانہ تیار کروایا،[۳]

فقراء بیکس اور اپاہج لوگون کے وظائف، ہمارے مورخین ولید کے جبر و تشدد کے جہان شاکی ہین، اِس کے ساتھ وہ اوسکے اِس لطف و کرم کا بھی اعتراف کرتے ہین، کہ اوس نے یتیمون اپاہجون اور فقیرون کے وظائف جاری کیئے، اور یتیمون کی تعلیم و تربیت کے لیے معلمین کا تقرر کیا، ہر اندھے کے لئے ایک آدمی متعین کیا جو اوس کو راستہ دکھاتا تھا، ہر اپاہج کو ایک خادم دیا جو اوسکی ضروریات کو پورا کرتا تھا، ولید کے بعد خلفائے بنو امیّہ مین ولید بن یزید بن عبد الملک نے بھی اسکی تقلید کی چنانچہ علامہ ابو الفرج نے اوس کے حال مین لکھا ہے،

فلما ولی الولید اجری علی زمنی اھل الشام جب ولید خلیفہ ہوا تو اوس نے شام کے اپاہجون اور

---

[۱] ابن اثیر حوادث ۸۸ھ، [۲] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۳، [۳] ۔ صفحہ ۳۴۸،

وعمیا نھم وکساھم[1] | اندھون کے وظائف مقرر کیئے اور اون کو کپڑے دیئے،

عمارات | اسلام مین عمارات کی ابتدا، اور فن تعمیر کی ترقی بنو امیہ کے عہد مین ہوئی، اور امیر معاویہؓ پہلے شخص ہین جنھون نے شاندار عمارتین بنوائین، چنانچہ تاریخ یعقوبی مین لکھا ہے،

بنی و شید البناء[2] | اونھون نے عمارتین بنوائین اور شاندار بنوائین،

امیر معاویہؓ کے بعد ولید بن عبد الملک نے صیغہ تعمیر کو اسقدر ترقی دی کہ تاریخ اسلام مین اسکا دور حکومت اس حیثیت سے ممتاز خیال کیا جاتا ہے، آداب السلطانیہ مین ہے،

وکان شدید الکلف بالعمارات والابنیۃ و	اس کو عمارات اور قلعہ وغیرہ بنانے کا نہایت ذوق
اتخاذ المصانع والیصاع وکان الناس یلتقون	تھا، یہانتک کہ اوس کے زمانے مین جب لوگ باہم
فی زمانہ فیسئل بعضھم بعضا عن الابنیۃ والعمارات[3]	ملتے تھے تو صرف عمارات کا تذکرہ کرتے تھے،

ولید نے جو عمارتین تعمیر کروائین اون مین جامع مسجد دمشق، مسجد نبوی، اور مسجد اقصی تمدن اسلام کے چہرے کا آب و رنگ ہین، عمارات کے علاوہ خلفاء بنو امیہ نے ملک کے اطراف مین نہایت کثرت سے شہر آباد کرائے، حجاج نے کوفہ اور بصرہ کے درمیان ایک شہر بسایا جس کا نام واسط رکھا، سلیمان بن عبد الملک نے رملہ کو آباد کیا اور اوس مین محل، مسجد، کنوئین، اور تالاب تیار کرائے، عقبہ بن نافع نے افریقہ مین قیروان کو آباد کیا، اسکے علاوہ اونھون نے اور بھی بہ کثرت شہر آباد کرائے، جن کی تفصیل اس موقع پر نہین کی جاسکتی،

اولیات، | بنو امیہ کے ترقی پذیر دور حکومت کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اونھون نے مختلف قسم کے جدید انتظامات کیئے جن کی تفصیل یہ ہے،

---

[1] مختصر الدول صفحہ ۲۰۳، [2] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۷۶،

[3] آداب السلطانیہ صفحہ ۱۱۴،

ڈاک کا انتظام، حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے سے پہلے ڈاک کا کوئی انتظام نہ تھا، جس کی وجہ سے فوجی اور ملکی خبرین سرعت کے ساتھ نہین پہونچ سکتی تھین، حضرت امیر معاویہؓ نے اس غرض سے مختلف مقامات پر تیز رو گھوڑے مقرر کیے جن کے ذریعہ سے خبر رسانی مین نہایت آسانیان پیدا ہوگئین عربی مین اس صیغہ کا نام برید ہے، اور لغت مین برید کا اطلاق بارہ میل کی مسافت پر ہوتا ہے، علامہ فخری نے لکھا ہے کہ غالباً بارہ میل پر گھوڑے مقرر کئے گئے ہونگے، اسی لئے اس صیغہ کا نام برید رکھا گیا،

دیوان الخاتم، حضرت امیر معاویہ کے زمانہ سے پہلے خلفا جو احکام صادر کرتے تھے وہ بالکل بے ضابطہ ہوتے تھے جس کی بنا پر لوگون کو بددیانتی کا موقع مل سکتا تھا، حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے مین بھی کچھ دنون یہی طریقہ جاری رہا، لیکن ایک بار اونھون نے ایک شخص کو ایک لاکھ درہم دلوائے اور اسکے لیے زیاد کے نام حکم لکھا وہ فرمان لیکر چلا تو ایک لاکھ کے بجائے دو لاکھ بنادیئے، بعد کو جب زیاد نے حساب پیش کیا تو امیر معاویہ نے اسپر گرفت کی اور ایک لاکھ کی مزید رقم اوس شخص سے واپس لی اس واقعہ کے بعد اون کو فرامین شاہی کی باضابطگی کی طرف توجہ ہوئی اور اونھون نے ایک خاص محکمہ قایم کیا جس کا نام دیوان الخاتم رکھا، اس محکمہ کے قایم ہونے کے بعد جو فرمان صادر ہوتا تھا، اوس کی باضابطہ نقل لی جاتی تھی، اوس کی تہی کی جاتی تھی، اور اوس پر مُہر لگائی جاتی تھی جس سے کسی کو اس قسم کی بددیانتی کا موقع نہین مل سکتا تھا، یہ صیغہ خلافت عباسیہ کے وسط زمانہ تک قایم رہا، لیکن اس کے بعد توڑ دیا گیا[1]،

باضابطہ محکمے، اسلام مین باضابطہ محکمے بھی حضرت امیر معاویہؓ ہی کے زمانے مین قایم ہوئے، چنانچہ مورخ یعقوبی نے زیاد کے حال مین لکھا ہے،

وکان اول من دون الدواوین ووضع النسخ — زیاد پہلا شخص ہو جس نے محکمے قایم کیے، اور کاغذات

[1] اداب السلطانیہ صفحہ ۹۰-۹۱،

لكتب وافود كتاب الرسائل من العرب والموالي المتفصحين وكان زياد يقول ينبغي ان يكون كتاب الخراج من روساء الاعاجم العالمين بامور الخراج..... وكان زياد اول من بسط الارزاق على عماله الف الف درهم[1] ۔ .. ..

کی نقلیں لیں، اور سرکاری کاغذات کے لکھنے کیلئے فصیح عرب اور موالی مخصوص کیے زیاد کہا کرتا تھا کہ خراج کے محرر عجم کے روساء میں سے مقرر کرنے چاہئیں جو خراج کے معاملات سے واقف ہوتے ہیں، اور زیاد پہلا شخص ہے جس نے اپنے عہدہ داروں کی تنخواہیں بڑہائیں اور اون کے لیے ایک ایک ہزار درہم مقرر کیے،

ملکی صیغوں میں عربی زبان کا رواج لیکن ان تمام محکموں میں عربی زبان رائج نہ تھی، عبد الملک کا دورِ حکومت آیا تو اوس نے تمام صیغوں کی زبان عربی کر دی[2]، اور یہ پہلا دن تھا کہ عربی زبان کو سرکاری زبان ہونے کا شرف حاصل ہوا،

عبد الملک نے غالباً عراق اور حدود عراق کے محکموں میں یہ اصلاح کی تھی، شام کے اطراف میں رومی زبان سرکاری حیثیت سے تمام محکموں میں جاری تھی اور اوس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا، لیکن ولید نے اپنے زمانہ میں اس ناہمواری کو بھی مٹا دیا، اور عیسائیوں کو حکم دیا کہ سرکاری کاغذات رومی زبان میں نہ لکھے جائیں، عربی زبان میں لکھے جائیں[3]،

ٹکسال عبد الملک کے زمانے سے پہلے تمام ممالک اسلامیہ میں رومی سکے جاری تھے، عبد الملک پہلا شخص ہے، جس کے زمانہ میں ٹکسال قائم کی گئی، اور اوس میں سکے ڈھالے گئے[4]،

ایک صنعتی ایجاد سلیمان بن عبد الملک نہایت خوش پوشاک اور جامہ زیب تھا، وہ خود نہایت باریک، نہایت رنگین، اور نہایت منقش کپڑے پہنتا تھا، اور اپنے خاندان، اپنے عمال اور اپنے ملازمین تک کو اسی قسم کے کپڑے پہناتا تھا، اِسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکے زمانے میں ان کپڑوں کا شوق عام ہو گیا

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۷۹، [2] آداب السلطانیہ صفحہ ۱۱۰، [3] مختصر الدول صفحہ ۱۹۵، [4] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۴،

اس لئے اون کی صنعت مین غیر معمولی ترقیان اور ایجادین ہوئین، چنانچہ مسعودی لکھتا ہے،

وفی ایامہ عمل الوشی الجید بالیمن والکوفۃ والاسکندریہ ولبس الناس جمیعا الوشی جبابا وادویۃ وسراویل وعمائم وقلانس[1]۔

اور اوسکے زمانے مین یمن، کوفہ، اور اسکندریہ مین سنگین اور عمدہ کپڑے بنے گئے، اور لوگون نے اون کپڑون کے جبے، چادرین، پائجامے، عمامے اور ٹوپیان پہنین،

علوم وفنون کی ترویج واشاعت اسلامی علوم وفنون مین کوئی فن ایسا نہین ہی جس کی ترتیب وتدوین تہذیب وپرداخت، اور ترقی واشاعت مین خلفائے بنوامیہ کی کوششون کا حصہ شامل نہو،

قرآن مجید قرآن مجید جو تمام اسلامی علوم وفنون کا سرچشمہ ہی، وہ اگرچہ خلافت راشدہ کے زمانے تک مرتب ومدون ہوچکا تھا، لیکن اب تک اس مین نقطے اور اعراب نہین لگائے گئے تھے، عرب کے لئے تو اوس کی قرأت مین کوئی دقت نہ تھی، لیکن جب عجمی قومین اسلام لائین تو اونکو قرآن مجید کی قرأت مین دشواریان پیش آئین، اور عراق مین اس کے متعلق سخت غلطیان پھیل گئین حجاج نے فوراً اسکا تدارک کیا، اور قرآن مجید مین اعراب اور نقطے لگوائے[2]، اور اوسکے متعدد نسخے لکھواکر تمام ملک مین تقسیم کیئے، اگر اوس نے اس طرف توجہ نہ کی ہوتی تو آج قرآن مجید بھی توراۃ وانجیل کی طرح تحریفات کا ایک ناقابل اعتبار مجموعہ ہوتا،

قرآن مجید کے حفظ کرنے کا جو طریقہ ابتدا ہی سے قائم تھا خلفائے بنو امیہ نے اوس کو بھی نہایت وسعت کے ساتھ قائم رکھا، چنانچہ ولید لوگون کو ہمیشہ حفظ قرآن کی ترغیب دیتا تھا حفاظ کو نہایت فیاضانہ صلے عطا کرتا تھا، اور جو لوگ قرآن کو حفظ نہین کرتے تھے اون کو سزا دیتا تھا[3]،

تفسیر بنوامیہ ہی کے زمانے مین یہ فن مدون ہوا، اور اونھین کے زمانے مین بڑے بڑے مفسرین پیدا ہوئے، تفسیر کی پہلی کتاب جو ابن جبیر نے لکھی وہ عبدالملک کے حکم سے لکھی گئی[4]،

[1] مروج الذہب مسعودی صفحہ ۶۱۱، [2] ابن خلکان تذکرہ حجاج، [3] عقد الفرید اخبار ولید، وابن اثیر واقعات ۹۶ھ

[4] میزان الاعتدال ذہبی ذکر عطا ابن دینار،

حدیث، علم حدیث کی تدوین و تالیف کا شرف بھی بنو اُمیہ کو حاصل ہی، چنانچہ اس کی تفصیل حضرت عمر بن عبد العزیز کے کارنامہائے زندگی مین گذر چکی ہے،

اُصول لغت، اصول لغت کی تدوین بھی بنو اُمیہ کے دورِ حکومت مین ہوئی، چنانچہ ابو الاسود دولی نے زیاد بن ابیہ سے اصول نحو کے مرتب کرنے کی اجازت چاہی، اوس نے پہلے تو انکار کر دیا لیکن بعد کو اجازت دیدی، ابو الاسود نے نحو کے قواعد وضع کیے، تو اوس سے عنبسہ بن معدان المہری نے اسکی تعلیم حاصل کی، اور اس طرح درجہ بدرجہ یہ فن خلیل تک پہونچا، اور یہ تمام لوگ بنی اُمیہ ہی کے زمانے مین تھے،

تاریخ، فن تاریخ کی تدوین و ترتیب بھی بنو اُمیّہ کے دورِ حکومت مین ہوئی اور سب سے پہلے اونھین کے زمانے مین تاریخی کتابین تصنیف ہوئین، ایک طرف تو فن سیر و مغازی کے بڑے بڑے علما رمثلاً، وہب بن منبہ، محمد بن مسلم الزہری، موسیٰ بن عقبہ، اور عوانہ جو اس فن کے متعلق کتابون کی تدوین و تالیف مین مصروف تھے، اونھین کے زمانے مین تھے، دوسری طرف خلفائے بنو امیّہ کو فن تاریخ کے ساتھ خود نہایت شغف تھا، علامہ مسعودی نے مروج الذہب مین لکھا ہی کہ حضرت امیر معاویہؓ ہمیشہ عشا کے بعد بیٹھ کر تاریخی واقعات سنتے، جب رات کا ثلث حصہ گذر جاتا تو سوجاتے پھر اوٹھتے اور دوبارہ یہی شغلہ شروع ہوجاتا، متعدد لڑکے تاریخی کتابین لیکر آتے اور اون کو پڑھ پڑھ کر سُناتے جب اس پر قناعت نہ ہوئی تو یمن سے ایک عالم کو جس کا نام عبید بن شریہ تھا بلایا اور اوس سے بہت سے تاریخی واقعات سنے، اور ان واقعات کو ایک کتاب کی صورت مین جمع کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اوس نے اون کو ایک کتاب کی صورت مین جمع کیا جس کا نام اخبار الماضیین[۲] ہے،

ہشام کے شوق و ایما سے عربی لٹریچر مین اور بھی متعدد تاریخی تصنیفات کا اضافہ ہوا، چنانچہ جبلہ نے اس کے لیے ایران کی بعض تاریخی کتابون کا ترجمہ فارسی سے عربی مین کیا ہشام نے اور بھی متعدد

---

[۱] ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۲۰۸، [۲] اصابہ، کشف الظنون و تذکرۃ الحفاظ،

مترجمین کے ذریعہ سے کتاب تاریخ ملوک الفرس کا ترجمہ کرایا، جس مین ایرانی سلطنت کے قوانین اور مشاہیر ایران کے حالات تھے[1]

یونانی علوم وفنون کے تراجم | یونانی علوم وفنون کے ترجمہ کی ابتدا بھی بنوامیّہ ہی کے دورِ حکومت مین ہوئی چنانچہ ابن آثال نے حضرت امیر معاویہ کے لیے یونانی زبان سے طب کی متعدد کتابون کا ترجمہ عربی مین کیا، اور یہ پہلا ترجمہ تھا جو اسلام کے دورِ حکومت مین کیا گیا،

مروان بن حکم کے زمانے مین، سرجویہ نے سریانی زبان سے عربی زبان مین ایک اور طبی کتاب کا ترجمہ کیا، یہی کتاب تھی جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے شام کے کتب خانے مین پایا، اور ممالک محروسہ مین اوس کے مختلف نسخے تقسیم کیے[2]،

خاندان بنوامیّہ مین خالد بن یزید بن معاویہ ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس کو بجا طور پر حکیم کا لقب دیا جا سکتا ہے، وہ پہلے خلافت کے دعویدارون مین تھا، لیکن جب اوس کو ناکامی ہوئی تو اوس نے تاج و تخت کو چھوڑ کر علوم وفنون کی طرف توجہ کی، اور یونانیون کے جو فلسفی مصر مین رہتے تھے اونکی ایک جماعت کو بلایا، اور اون سے طِب اور کیمیا، کی تعلیم حاصل کی اور اون کے ذریعہ سے عربی زبان مین متعدد یونانی اور قبطی کتابون کے ترجمے کرائے، خالد نے طِب اور کیمیا مین جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے خود بھی متعدد رسالے لکھے، ہشام کے زمانے مین ایرانی تاریخ کے علاوہ بعض یونانی کتابون کا ترجمہ بھی ہوا، چنانچہ ابوجبلہ نے ارسطو کے اون خطوط کا ترجمہ کیا جو اوس نے سکندر کو لکھے تھے،

خلفائے بنوامیّہ نے اندلس مین بھی اپنے اولیّت کے اِس شرف کو قایم رکھا، چنانچہ اونہی کے زمانے سے اہل اندلس کو یونانی علوم وفنون کی طرف توجہ ہوئی[3]، اور اونھین کے زمانے مین عقلیات کے

---

[1] کتاب التنبیہ والاشراف ۱۰۶، [2] مختصر الدول صفحہ ۱۹۲، اخبار الحکماء تذکرہ ماسرجویہ،

[3] طبقات الامم ابن صاعد اندلسی صفحہ ۶۴،

اکابر علماء پیدا ہوئے،

اندلس کے اِس جدید علمی دور کا آغاز تیسری صدی کے وسط سے ہوا، اور چوتھی صدی کے وسط تک اوس نے آہستہ آہستہ ترقی کی، لیکن اِس کے بعد امیر الحکم المستنصر باللہ بن عبد الرحمان الناصر لدین اللہ نے عقلی علوم وفنون کی طرف غیر معمولی توجہ کی، اور مصر و بغداد سے اِن علوم کی کتابین منگوا منگوا کر اِس کثرت سے جمع کین کہ خلفائے عباسیہ کا دور حکومت اپنے علمی ساز و سامان کے ساتھ لوگون کی نگاہ کے سامنے آگیا، چنانچہ علامہ ابن صاعد اندلسی لکھتے ہین،

واستجلب من بغداد و مصر وغیرهما من دیار	اوس نے بغداد، مصر، اور اونکے علاوہ دیار مشرق سے
المشرق عیون التوالیف الجلیلة والمصنفات	علوم قدیمہ و جدیدہ کی نہایت عمدہ کتابین منگوائین
الغریبة فی العلوم القدیمة والحدیثة	اور اون کو اپنے باپ کی بقیہ زندگی کے زمانے مین بھر
وجمع منها فی بقیة ایام ابیه ثم فی مدة	اِس کے بعد اپنے دور حکومت مین اِس طرح جمع کیا جو خلفائے
ملکه من بعده ما کاد یضاهی ما جمعته ملوک	عباسیہ کے اوس علمی سرمایہ کی ہمسری کرنے لگا جو اونھون
بنی العباس فی الازمان الطویلة وتهیاء	نے ایک طویل زمانے مین جمع کیا تھا، اور اوس کی یہ
له ذلک لفرط محبته للعلم وبعد همته فی	سرگرمی صرف اسلیئے تھی کہ اِس کو علم سے محبت تھی
اکتساب الفضائل وسمو نفسه الی	کسب کمالات مین نہایت بلند ہمت تھا، اور اون
التشبه باهل الحکمة من الملوک فکثر	سلاطین کے مشابہ بننا چاہتا تھا جو بادشاہ ہونے کے
تحرک الناس فی زمانه الی	ساتھ حکیم بھی تھے، اِسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگون نے
قراءة کتب الاوائل وتعلم	اسکے زمانے مین متقدمین کی کتابون کے پڑھنے کی طرف
مذاهبهم[1]	نہایت شدت سے توجہ کی اور اونکے مذاہب کی تعلیم حاصل کی

[1] طبقات الامم ابن صاعد اندلسی صفحہ ۶۴، [2] طبقات الامم صفحہ ۶۶،

تدبیر و سیاست، | خلفائے بنو امیہ کے جبر و استبداد کے متعلق جو واقعات عام طور پر مشہور ہین، اونکو پڑھ کر عام طور پر یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اونھون نے رعایا کی طرف سے بالکل آنکھین بند کر لی تھین، اور اپنے عیش و عشرت کے سامنے رعایا کی بالکل پروا نہین کرتے تھے، لیکن تاریخ بالکل اس کے خلاف شہادت دیتی ہے، حضرت امیر معاویہؓ کی نسبت مسعودی مروج الذہب مین لکھتا ہے کہ

وہ دن اور رات مین پانچ مرتبہ دربار کرتے تھے،

ان اوقات مین ایک وقت صرف استغاثہ کے لیے تھا، جس کا طریقہ یہ تھا کہ اونکا غلام مسجد مین ایک کرسی بچھا دیتا تھا، وہ

کرسی پر بیٹھ جاتے تھے، اور فوجداری کے مقدمات کی سماعت کرتے تھے، ضعیف، بدو، بچے، عورت، اور بیکس لوگ اون کے سامنے آتے اور کہتے کہ ہم پر ظلم کیا گیا ہے، وہ فرماتے کہ ان کی مدد کرو، وہ لوگ کہتے کہ ہم ستائے گئے ہین، وہ کہتے کہ اس کے ساتھ تحقیقات کے لیے آدمی بھیجو، وہ لوگ کہتے کہ ہمارے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہے، وہ کہتے کہ اس کے معاملے کی تفتیش کرو، یہان تک کہ جب کوئی باقی نہ رہ جاتا تو تخت پر بیٹھتے اور درباری لوگ حسب مراتب حاضر ہوتے، جب وہ لوگ اطمینان سے بیٹھ جاتے تو وہ کہتے کہ جو لوگ ہم تک پہونچ نہین سکتے اون کی ضروریات ہمارے سامنے پیش کرو، اب ایک شخص کھڑا ہو کر کہتا کہ فلان آدمی شہید ہو گیا، وہ کہتے کہ اوس کے بچون کا وظیفہ مقرر کرو، دوسرا کہتا کہ فلان شخص بال بچون کو چھوڑ کر کہین نکل گیا، وہ کہتے کہ اون کی نگرانی کرو، اون کو دو، اون کی ضروریات پوری کرو، اور اون کی خدمت کرو، پھر کھانا آتا اسی حالت مین اون کا پیشکار حاضر ہوتا، اور کاغذات پڑھتا، اور وہ احکام صادر کرتے جاتے، یہان تک کہ تمام اہل حاجت کی ضرورت

پوری کردیئے[1]

اِس کے بعد مسعودی نے امیر معاویہؓ کی تدبیر وسیاست کے متعلق متعدد واقعات نقل کیے ہین اور اون کے اخیر مین لکھا ہے کہ،

اون کے اخلاق، اون کے احسانات، اور اون کی فیاضیون نے لوگون کو اپنا اسقدر گرویدہ بنالیا ہو کہ لوگون نے اون کو اپنے قرابتدارون پر بھی ترجیح دی[2]،

امیر معاویہؓ کے بعد عبد الملک وغیرہ نے بھی اونہی کے اخلاق وعادات اور اونہی کے طرز حکومت کی تقلید کرنی چاہی، مسعودی کے بیان کے موافق اگرچہ یہ لوگ اونکے درجہ کو نہ پہونچ سکے[3]، تاہم اسقدر مسلم ہو کہ

کان عبد الملک بن مروان شدید الیقظة کثیر التعاھد لعمالہ[4]،	عبد الملک بن مروان سخت بیدار مغز تھا، اور اپنے عمال کی سخت نگرانی کرتا تھا،

چنانچہ ایک بار اوس کو معلوم ہوا کہ اوس کے کسی عامل نے کسی کا ہدیہ قبول کیا ہو، تو اوسکو طلب کرکے بازپرس کی[5]،

ولید عبد الملک کا بیٹا تھا، اور عبد الملک اپنی اولاد کو ہمیشہ فضل احسان، اور مکارم اخلاق کے اختیار کرنے کی ترغیب دیا کرتا تھا، ایک بار اوس نے اپنے بیٹون کو مخاطب کرکے کہا کہ لڑکو! تمھارا خاندان ایک معزز خاندان ہے، اوس کے شرف کو مال و دولت صرف کرکے محفوظ رکھو[6]، اسی تربیت کا نتیجہ تھا جس نے ولید کو اہل شام کی نگاہون مین تمام اموی خلفاء سے زیادہ محبوب بنادیا تھا، چنانچہ آداب السلطانیہ مین لکھا ہے کہ،

کان الولید من افضل خلفائھم سیرة	ولید اعفون ... سے اہل شام کے نزدیک تمام

---

[1] مروج الذہب مسعودی صفحہ ۲۲۴-۲۲۳، [2] ؍ صفحہ ۲۳۱، [3] ؍ صفحہ ۲۲۵، [4] کتاب البیان والتبیین جلد ۲ صفحہ ۱۸۶، [5] مروج الذہب صفحہ ۵۳، [6] ؍ صفحہ ۶۰،

عند اهل الشام - خلفائے بنوامیہ سے اچھا تھا،

اور اِس محبوبیت کی وجہ یہ بیان کی ہے، کہ اوس نے جامع دمشق، جامع مدینہ اور مسجد اقصیٰ کو تعمیر کردایا، جذامیون کو وظیفہ دیکر بھیک مانگنے سے محفوظ رکھا، ہر اپاہج کے لیۓ ایک ایک خادم، اور ہر اندھے کے لیۓ ایک ایک راستہ دکھانے والا مقرر کیا[1]، سلیمان بن عبد الملک کے فخر و مزیت کے لئے صرف اِس قدر کہنا کافی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے نظامِ حکومت کی بنیاد اسی کے زمانے مین پڑی لوگون کے اموال جو غصب کر لیۓ گئے تھے، اوس نے واپس کر دیئے، جو لوگ ظلماً گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے تھے اوس نے اون کو رہا کر دیا[2]، نماز کو وقت پر قایم کیا، راگ باجے کی ممانعت کر دی، اور حجاج کے عمال کو بکقلم موقوف کر دیا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اوس نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو اپنا وزیر مقرر کیا، اور اون کے تمام نیک مشورے قبول کیئے[3]،

دفع مطاعن، خلفائے بنو امیہ کے طرزِ حکومت اور آئین جہانبانی پر جو اعتراضات ہین، اون کے اجمالی جواب کے لیۓ ہم عبد الملک بن مروان کی یہ معذرت کافی سمجھتے ہین،

کہان وہ لوگ جن پر حضرت عمر بن الخطاب رض حکومت کرتے تھے، اور کہان اِس زمانے کے لوگ؟ میرا خیال ہے کہ بادشاہ کی روش رعایا کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے،

اگر کوئی شخص اِس زمانے مین حضرت عمر رض کی روش اختیار کرے تو لوگون کے گھرون مین لوٹ ڈالی جائے، ڈاکے پڑنے لگین، اور باہم جنگ و جدل ہونے لگے، اسلیۓ والی کا فرض ہے کہ وہ روش اختیار کرے جو اوس کے زمانے کے لیۓ موزون ہو[4]،

اِس لیۓ خود اوس ... کیلئے جواب دینا نہین چاہتے،

[1] آداب السلطانیہ صفحہ ۱۱۴، [2] مختصر الدول صفحہ ۱۹۶، [3] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۶، [4] طبقات جلد ۵ تذکرہ عبد الملک بن مروان،

خاتمہ

سلطنت بنو اُمیّہ کا زوال

دعوت عباسیہ کی ابتدا حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی اور اوس کے ۳۰ سال کے بعد اموی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، اسلئے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہی کہ اِس مبارک عہد کے تیس ہی سال بعد زمانہ نے کیونکر خاندان بنو امیّہ کا دفتر اُلٹ دیا؟ کیا اسکے اسباب حضرت عمر بن عبد العزیز ہی کے زمانے مین پیدا ہوئے؟ کیا اون کا عادلانہ نظام سلطنت اِس زمانہ کے لیئے موزون نہ تھا؟ کیا قدیم جبر واقتدار کے استیصال نے جو حضرت عمر بن عبد العزیز کا ایک شاندار کارنامہ ہی، نظامِ حکومت مین ایسا ضعف پیدا کردیا، جس سے حریفانہ طاقتون نے فائدہ اوٹھایا؟

اِس بنا پر ہم اون کے سوانح زندگی کے خاتمہ مین سلطنت بنو امیّہ کے اسبابِ زوال پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہین، اوپر گذر چکا ہی کہ عرب مین زمانہ جاہلیّت ہی سے اموی اور ہاشمی دو حریفانہ طاقتین قائم تھین اور اِسلام کے زمانے تک قائم رہین، لیکن جب تک اہل عرب کی قومی طاقت کا رخ غیر قومون کی طرف رہا اون مین باہم کسی قسم کا تصادم نہین ہوا، لیکن حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے مین یہ دونون طاقتین باہم ٹکرائین، اور یہ پہلا دن تھا جس مین عرب کی خانہ جنگی کی ابتدا ہوئی جسکا آخری نتیجہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی صورت مین ظاہر ہوا،

اہل عجم جو اپنے فطری خاصہ کی بنا پر ابتدا ہی سے اِسلام کے خلاف ریشہ دوانیان کرتے رہتے تھے، اب اون کی سازشون کے لیئے ایک وسیع میدان ہاتھ آیا اور اونھون نے اہلبیت کی حمایت کے پردے مین اپنے قدیم بغض وحسد کا انتقام لینا چاہا، لیکن عبد الملک اور ولید کے زمانے تک

یہ مخفی طاقت دبی دبی رہی، لیکن جب یہ پُر زور شخصیتین مٹ گئین تو بنو ہاشم اہل عجم کے سہارے پر اوٹھے، اور
عراق وخراسان مین جو عجمی طاقت کے مرکز تھے، اپنے نقبا پھیلا دیئے، ۱۰۰ھ ۱۰۸ھ ۱۰۹ھ ۱۱۱ھ ۱۱۸ھ مین
اپنی گم شدہ طاقت کی واپسی کے لیے خاص طور پر کوششین کین، جو لوگ اِس سازش مین مصروف تھے اونھون نے
محمد بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ۱۲۶ھ مین اونکا انتقال ہوا تو وہ ابراہیم امام کو اپنا جانشین کر گئے ۱۲۷ھ
مین ابراہیم امام کو ابو مسلم خراسانی ایک عجیب وغریب شخص ہاتھ آگیا جس کو اِس مقصد کی تکمیل کے لیے
قدرتی طور پر وہی ذریعہ مِل گیا جس سے تحریک کا آغاز ہوا تھا، عجمی طاقت کا ظہور جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے
عرب کی خانہ جنگی سے ہوا تھا، اور ابو مسلم کے زمانے مین اِس آگ کے شعلے اور بھی بلند ہو گئے، اور
عرب کے مضری اور قحطانی قبائل مین باہم سخت رشک ومنافست قایم ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نصر بن
سیار نے جو قحطانیون کا مخالف تھا اون کے لیے سرکاری ملازمت کا دروازہ بالکل بند کر دیا، خراسان
مین قحطانیون کا سردار جدیع بن علی کرمانی تھا، اوس نے نصر کو سمجھایا کہ اِس طرز عمل سے سخت شورش
ہوگی اور اِن سیاہ پوشون کو (حامیان بنو ہاشم نے سیاہ لباس اختیار کیا تھا اسلئے انکو مسودہ کہتے تھے)
حملہ کا موقع ملیگا، اِس پر نصر نے کرمانی کو قید کر دیا، لیکن کرمانی اپنے ایک عجمی غلام کی حُسن تدبیر سے
قید خانے سے نکل بھاگا، اور ربیعہ، اور قبائل یمن کی باہمی حلف واعانت سے نصر کا مقابلہ کیا اور تقریباً پونے
دو برس تک باہم جنگ قایم رہی اِس مدت مین فریقین کی قوت مین جس قدر ضعف آتا گیا اوسی قدر ابو مسلم
کی طاقت مین اضافہ ہوتا گیا، یہان تک کہ خراسان کے اطراف مین جن لوگون نے اوس کے ہاتھ پر بیعت
کی اون کی تعداد کم از کم دو لاکھ تک پہونچ گئی، اب ابو مسلم نے نصر کی طاقت توڑنے کے لیے کرمانی کو
ملا لیا، لیکن جب نصر کو اِسکی خبر پہونچی تو اوس نے کرمانی کو لکھا کہ ہم دونون الگ ہو جائین، اور قبیلہ ربیعہ
کے کسی شخص کو سردار بنالین، چونکہ کرمانی نے پہلے ہی مصالحت کے لیے یہ تجویز پیش کی تھی، اِس لیے
اِس پر راضی ہوگیا، اور رات کو مخفی طور پر ابو مسلم کی فوج سے نکل کر نصر کی طرف روانہ ہوا، لیکن نصر نے

اوس کو دھوکے سے قتل کرادیا، اب کرمانی کے لڑکے علی نے ابومسلم کے دامن مین پناہ لی اور اوسکی اعانت سے باپ کے خون کا انتقام لینا چاہا، ابومسلم نے قحطبہ کو نصر کے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا اور نصر نے مجبوراً اطاعت قبول کرلی، اور قحطبہ نے اوسکو امان دیدی، لیکن وہ ایک رات کو مخفی طور پر اوسکی فوج سے نکل بھاگا اور ساوہ مین پہونچکر چند روز کے بعد مرگیا، اب نصر اور کرمانی دونون کی فوجین ابومسلم کے حلقۂ اطاعت مین داخل ہوگئین، اور ابومسلم نے تمام خراسان پر قبضہ کرلیا، اسکے بعد جو ممالک رہ گئے تھے وہ نہایت آسانی کیسے مفتوح ہوگئے، مروان بن محمد نے جو خاندان بنو امیہ کا آخری تاجدار تھا بھاگ کر مصر مین پناہ لینا چاہی لیکن بالآخر مقتول ہوا، اور اسی کے ساتھ اِس شاندار سلطنت کا خاتمہ ہوگیا،

اس تمام تفصیل سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت سے پہلے ہی بنو امیہ کی سلطنت کے زوال کے اسباب پیدا ہوگئے تھے، اور وہ آہستہ آہستہ ترقی کرتے گئے، یہان تک کہ عرب کی خانہ جنگی نے اون کو کامل طور پر نشو نما دیدی، حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت کو ان سے کوئی تعلق نہ تھا،

سلہ یہ تفصیل الاخبار الطوال سے ماخوذ ہے